چیف ایڈیٹر کے قلم سے

ترقی کی راہ پر

ترقی کا مطلب مختلف لوگوں کے لئے مختلف ہوتا ہے۔ کچھ کے لئے ترقی کا مطلب ہے ''روٹی، کپڑا اور مکان' جب کہ کچھ دیگر کے لئے اس کا مطلب کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ 'روٹی' سے مراد ہے خوراک کا تحفظ، کپڑے کا مطلب ہے آپ کی شناخت ظاہر کرنے کا طریقہ اور مکان سے مراد سر کے اوپر محض چھت ہی نہیں ہے بلکہ معیاری طرز زندگی ہے یعنی کشادہ مکان ہو جس میں کھیلنے کی جگہ اور جم وغیرہ دستیاب ہوں۔

البتہ جب ہم 'روٹی' سے مراد خوراک کے تحفظ کی بات کرتے ہیں تو اس تحفظ کے لئے سب سے اہم شخصیت کسان کی ہوتی ہے۔ جب کہ وہ خوراک کی رسد کے سلسلے میں پہلی بہت اہم کڑی ہے لیکن اس کی بہبود نہ ان لوگوں کے ایجنڈے میں ہے جن کے لئے یہ فصلیں اگاتا ہے اور نہ ہی پالیسی سازوں کے ایجنڈے میں۔ اس صورت حال سے واقف ہوتے ہوئے حکومت نے ایسے متعدد اقدامات کی پہل کی ہے جن سے کسانوں کی بہبود کو ترجیح دی گئی ہے۔ ان میں سب سے اہم 2020 تک کسانوں کی آمدنی دوگنا کرنے کا ایجنڈا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر اقدامات جن میں مٹی کا صحت کارڈ (Soil Health Card) اور پردھان منتری فصل بیمہ یوجنا شامل ہیں جس میں کسانوں کو بسا اوقات قدرتی آفات سے ہوئے نقصان سے تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ پردھان منتری کسان سمپدا یوجنا حکومت کا اہم پروگرام ہے جس کے تحت کسانوں کو پروسیسنگ اور ویلیو ایڈیشن سہولیات کے ساتھ مارکیٹنگ کے لئے مدد فراہم کی جاتی ہے اور ای نام کے ذریعہ کسانوں کو ان کے فصلوں کی صحیح قیمت ادا کی جاتی ہے۔ اس طرح سے حکومت نے معقول پروگراموں اور پالیسیوں کے تحت کسانوں کی بہبود کو یقینی بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس کے لئے معقول بجٹ بھی مختص کیا جا رہا ہے۔

'مکان' کے پہلو کا خیال سب کے لئے سستے مکانات فراہم کر کے رکھا جا رہا ہے۔ پردھان منتری آواس یوجنا حکومت کا اہم پروگرام ہے جس کے تحت 2022 تک سب لوگوں کو مکانات فراہم کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ پروگرام اس بات کی یقین دہانی کرے گا کہ ہر خاندان کو ایک پکا مکان فراہم کیا جائے جس میں پانی، بیت الخلاء، مسلسل بجلی سپلائی کی سہولیات میسر ہوں۔ یہ ہدف ملک کی آزادی کے 75 سال پورے ہونے تک پورا کیا جانا ہے۔

دسترس یا رسد بھی ترقی کا ایک اہم پہلو ہے۔ ہر شخص صبح جب گھر سے کام کے لئے نکلتا ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا سفر اچھا اور گڈھوں سے مبری سڑکوں پر ہو۔ وزارت برائے سڑک نقل و حمل و شاہراہ نے مارچ 2019 تک مکمل کرنے کے لئے تقریباً 300 پروجیکٹ کی شناخت کی ہے۔ این ایچ اے آئی کے 127 اور وزارت کے 153 پروجیکٹوں جن کو جون 2019 تک مکمل ہونا تھا، اب مارچ 2019 تک مکمل کرنے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تقریباً 100 پروجیکٹوں کی دسمبر 2018 تک مکمل ہونے کی توقع ہے۔ این ایچ اے آئی کے تعمیرات کے 19-2018 کے 5058 کلومیٹر کے ہدف کو بڑھا کر 6000 کلومیٹر کر دیا گیا ہے۔ چھوٹے شہروں کو اڑان کے ذریعے فضائی پروازوں سے جوڑنے کا فقدان شہروں میں کنکٹی ویٹی (Connectivity) فراہم کرنا اور ان کو قومی دھارے میں لانا ہے۔

وزیر اعظم نے 15 اگست 2015 کو لال قلعہ کی فصیل سے اعلان کیا تھا کہ آئندہ 1000 دنوں میں تمام گھروں کو بجلی کی سہولت مہیا کرا دی جائے گی۔ اس ہدف کو حاصل کرنے کے مقصد سے حکومت نے دین دیال اپادھیائے گرام جیوتی یوجنا شروع کی۔ اس اعلان کے 1000 دنوں کے اندر 18000 گاؤوں کی برق کاری کی جا چکی ہے۔

ترقی کی راہ پر گامزن کوئی بھی ملک نوجوانوں کی طاقت کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ ہندوستان میں نوجوان آبادی کے لحاظ سے مختلف علاقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ حکومت نے ان نوجوانوں کو ترقی کے عمل میں شامل کرنے کے لئے پروگرام وضع کئے ہیں۔ ''نہرو یووا کیندر'' اور ''نیشنل سروس اسکیم'' کے تحت حکومت نوجوانوں کو بہبودی پروگراموں میں شامل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس کا مقصد ایک مفید اور کار آمد افرادی قوت تیار کرنا ہے تاکہ کمیونٹی سرگرمیوں کے ذریعے ہندوستان کی اقتصادی ترقی میں وہ اپنا کردار نبھا سکیں۔ اسکل انڈیا، اسٹارٹ اپ انڈیا، نیشنل یووا لیڈر اور پروگرام اور مدورا تمام پروگراموں کا مقصد ملک کی نوجوان آبادی کو مجموعی ترقی کے مواقع فراہم کرانا ہے۔

ملک کی ترقی کے ایجنڈے میں متفرق پیمانے شامل ہوتے ہیں۔ اس میں سے ہر پہلو کی اپنی اہمیت ہے اور بسا اوقات ان کو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط کر کے مکمل ترقی کا ہدف کیا جاتا ہے۔ حکومت کے حالیہ اقدامات کا مقصد مکمل ترقی کا حصول ہے۔

☆☆☆

ہردیپ ایس پوری

کم قیمت والے گھروں کی فراہمی

ہر کسی کے لئے آشیانہ یقینی بنانا

اپنے انتخاب کے محض ایک مہینے بعد جولائی 2014 میں پارلیمنٹ کے ایک مشترکہ اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نریندر مودی نے کہا''اب تک ملک کی آزادی کے 75 برس مکمل ہونے جارہے ہیں۔اس وقت تک ہرخاندان کے پاس ایک ایسا پکا مکان ہونا چاہیئے تھا جس میں پانی کی فراہمی،ٹوائلٹ کی سہولتیں،روزانہ چوبیس گھنٹے بجلی کی سپلائی اور دیگر سہولتیں دستیاب ہوں''۔اس خواب کی تکمیل کے لئے وزیراعظم مودی نے پرائم منسٹرز آواس یوجنا (پی ایم اے وائی) یاان تمام مشن کے لئے کم قیمت والے گھر کا آغاز کیا تھا۔اس مشن کو دوحصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پی ایم وائی (گرامین) جیسے دیہی ترقیات کی وزارت کے ذمہ کیا گیا جب کہ پی ایم اے وائی (اربن) کومنسٹری آف ہاؤسنگ اینڈ اربن افیئرز کے دائرہ کار میں لایا گیا۔

جون 2015 میں شروع کئے گئے پی ایم اے وائی (اربن) کے تحت سال 2022 تک شہری علاقوں میں کم قیمت والے تقریباً 1.23 کروڑ گھروں کی تعمیر کا ہدف طے کیا گیا۔ وزیراعظم مودی کی زیر قیادت حکومت کے چار برسوں میں وزارت برائے مکان سازی وشہری امور نے پہلے ہی کم قیمت والے 47.5 لاکھ گھروں کی تعمیر کومنظوری دے دی ہے اور آٹھ لاکھ سے زائد مکانات متعلقہ استفادہ کنندگان کے حوالے کئے جاچکے ہیں۔اس سلسلے میں اگر یو پی اے حکومت کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو سال 2004 اور 2014 کے درمیان صرف 13.46 لاکھ مکانوں کو منظور کیا گیا اور 5.65 لاکھ مکان متعلقین کو دیئے گئے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جس وقت جے این این یو آر ایم کا آغاز کیا گیا تھا تو اسے ملک میں شہری ترقیات کا سب سے بڑا پروگرام تسلیم کیا گیا تھا اور اب صرف چار برسوں میں وزیر اعظم مودی کی موجودہ حکومت نے جے این این یو آر ایم کے سابقہ دس برسوں کے مقابلے میں کم قیمت والے گھروں کی تعداد کو پہلے ہی چارگنا پہنچادیا ہے۔

احاطہ شہرکاری

پی ایم اے وائی (اربن) کی کامیابی کو سمجھنے کے لئے ہندوستان میں بالخصوص شہرکاری میں رونما ہونے والی فلسفیانہ تبدیلیوں کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ملک کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ مرکزی حکومت نے شہرکاری کے تصور کو قبول کیا۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد کی تاریخ میں زیادہ تر ملک پر شہرکاری میں تذبذب کا دھبہ لگا رہا۔ شہرکاری کے تئیں ملک کی ہچکچاہٹ کا اس حقیقت سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آمدنی اور روزگار دونوں کے ہی اعتبار سے زراعت کو معیشت کا مرکزی ستون سمجھا جاتا تھا۔آج کے وقت میں ملک کی مجموعی افرادی قوت کے 40 فی صد سے زائد کو روزگار فراہم کرنے میں زراعت کا اہم کردار ہے اور زراعت کا ملک کی گراس ویلیو ایڈڈ میں 16.4 فی صد کا تعاون ہے۔دوسری جانب خدمات کے تعاون میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اور آج یہ 55.2 فی صد تک پہنچ گیا ہے۔اپنی نوعیت کے اعتبار سے خدمات زمرہ شہری علاقوں تک محدود ہے۔ ہندوستانی شہریوں کی بڑھتی ہوئی خواہشات کے پیش نظر زیادہ سے زیادہ لوگوں کا شہروں کی جانب رجحان فطری امر ہے اور

وہ خدمات کے زمرے میں روزگار کے خواہاں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ شہروں کا رخ کررہے ہیں۔ایک اندازے کے مطابق سال 2030 تک تقریباً 600 ملین ہندوستانی شہری یا ہندوستان کی کل آبادی کی 40 فی صد ہندوستانی شہروں میں سکونت اختیار کرلے گی۔

علم شماریات آبادی کے معاملے میں ملک میں اس رجحان کے پیش نظر وزیراعظم مودی نے ابتدا سے شہرکاری کو قبول کرلیا۔قابل برداشت ترقیاتی مقاصد یعنی سسٹینیبل ڈیولپمنٹ گولز (ایس ڈی جی) کے شہروں اور انسانی

مصنف وزیر شہری ترقیات ہیں۔
minister-mohua@nic.in

بستیوں کو بنیادی سہولتوں سے لیس، محفوظ، لچک دار اور قابل برداشت بنانا کے عنوان سے گول II عناصر کو حکومت ہند نے اپنے ترقیاتی منصوبوں اور مساعی میں شامل رکھا حالاں کہ اقوام متحدہ نے ایس ڈی جی اور 2030 کے ترقیاتی ایجنڈے کو سال 2015 میں رسمی طور پر اختیار کیا۔ پی ایم اے وائی (اربن) کو برتری حاصل ہے۔ حکومت نے اس مشن کا آغاز جون 2015 سے کیا جب کہ اس نے اس ضمن میں اپنے ارادے کا اعلان جولائی 2014 میں ہی کر دیا تھا۔ مزید برآں ایس ڈی جی کے مقاصد اور اہداف سال 2030 تک حاصل کرنے ہیں جب کہ پی ایم اے وائی (اربن) کا نشانہ ہے کہ ملک کی آزادی کی 75 ویں سالگرہ پر سال 2022 تک ہر شہری کے پاس اپنے ذاتی گھر کو یقینی بنایا جائے۔

ایک بڑے پیمانے پر شہری ترقیات میں ایک فلسفیانہ منتقلی کے ساتھ کم قیمت والے گھروں کی فلسفیانہ منتقلی کی راہ ہموار کی۔ پی ایم اے وائی (اربن) کے تحت ایک کفایتی دام کے گھر اینٹ اور سیمنٹ کے استعمال کے ساتھ چہار دیواری کی تعمیر سے ماورئی ہے۔ پی ایم اے وائی (اربن) کا مقصد محض مکانات کی تعمیر کرنا نہیں ہے بلکہ گھروں کو بنانا ہے۔ پی ایم اے وائی (اربن) کے ایک گھر کی تعریف لازمی طور پر اس مقام کی ہونی چاہئے جس میں ٹوائلٹ ہو، بجلی کا کنکشن ہو، پینے اور استعمال کے لئے پانی کا نل ہو اور گھر کے دروازے سے کوڑا لے جانے کی سہولت ہو۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ پی ایم اے وائی (اربن) کے زیر تعمیر گھر کی ملکیت گھر کی خاتون کے نام ہو یا مشترکہ ملکیت ہو جس کے نتیجے میں پی ایم اے وائی (اربن) کے توسط سے ایک گھر خاندان کے لئے اپنے سرمایہ پر صرف سایہ ہی نہ ہو بلکہ انہیں وہ تمام بنیادی سہولتیں حاصل ہوں جس کے سبب وہ وقار، تحفظ اور خوش حالی کے ساتھ ایک زندگی بسر کر سکیں۔

سرکار کی ذمہ داری کی از سر نو تشریح

درپیش مسائل کے تصفیے کے لئے ملک میں اچھی سوچ کی کبھی کمی نہیں رہی۔ اس سلسلے میں ہمارے دانشور طبقے نے اپنے آئینی فریم کے ساتھ ہمارے شہری ارضی منظر نامے میں تبدیلی کے لئے بے شمار دستاویزات اور سفارشات شائع کی ہیں۔ اکثر اس طرح کے خیال بنیادی سوچ سے چپک جاتے ہیں۔ پی ایم اے وائی (اربن) کی کامیابی وزیر اعظم کے عزم مصمم کا نتیجہ ہے جن کے مطابق شہریوں کو تمام بنیادی سہولتیں اور خدمات فراہم کرنے کی حکومت پر سب سے بڑی ذمہ داری ہے اور بنیادی سہولتیں اور خدمات محض فلسفیانہ مشاورت کے توسط سے فراہم نہیں کی جاسکتیں۔ زمینی حقائق کے اعتبار سے کامیابی کے لئے نفاذ بہت ضروری ہے جس میں ثابت قدمی اور مستقل نگرانی اور تجزیہ شامل ہے۔

جھگی جھونپڑی والے علاقوں کی ترقی کے لئے چار عمودی ستون مقرر کئے گئے ہیں۔ ان میں رفاقت میں کفایتی گھر یعنی افورڈیبل ہاؤسنگ ان پارٹنرشپ (اے ایچ پی) قرض سے مربوط سبسڈی اسکیم یعنی کریڈٹ لنک

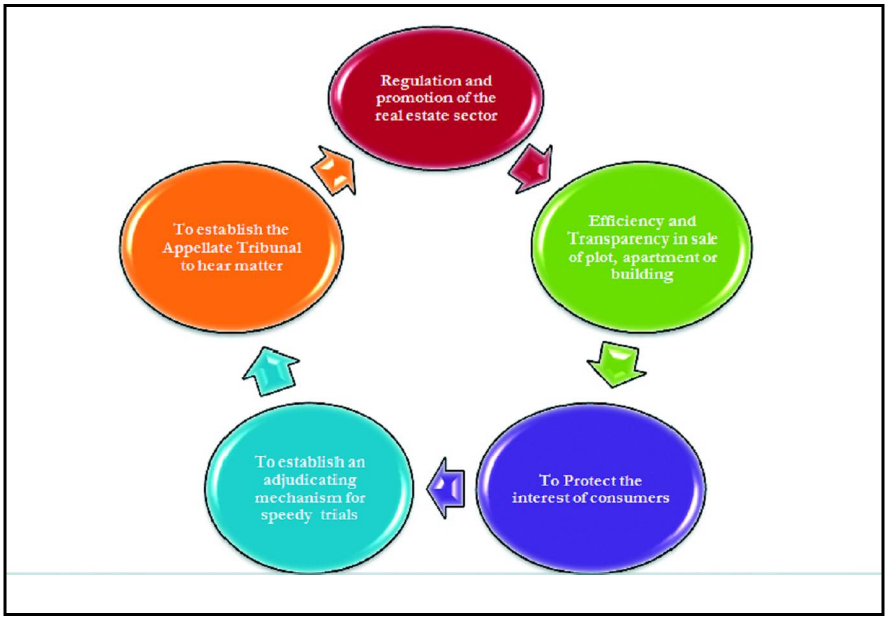

سبسڈی اسکیم (سی ایل ایس ایس)، سلم ڈیولپمنٹ اور استفادہ کنندہ کی قیادت میں تعمیر یعنی بینفشری لیڈ کنسٹرکشن (بی ایل سی) شامل ہیں۔ ان چار مرکزی اسکیموں کے ذریعے مشن کفایتی گھروں کے مکمل منصوبے کے احاطہ کرے گا۔ جن میں نہایت غیر انسانی حالات میں جھگی جھونپڑی میں رہنے والوں، معاشی طور پر کمزور طبقے سے تعلق رکھنے اور متوسط آمدنی والے شامل ہیں، جنہیں بینک سے قابل برداشت مالی تعاون کی ضرورت ہے یا پھر وہ افراد جن کے پاس زمین تو ہے لیکن گھر بنانے کے لئے اضافی رقم کی ضرورت ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ پی ایم اے وائی (اربن) نے ان میں سے اختیار کرنے کے انتخاب دیئے ہیں۔ اس مشن کے تحت استفادہ کنندگان کو اپنی ضرورت کے مطابق اپنے فیصلے لینے کا اختیار ہے۔

سال 2014 کے عام انتخابات کے بعد وزیر اعظم نریندر مودی نے لوک سبھا میں اپنے پہلے خطاب میں امداد باہمی وفاقیت کی ضرورت پر زور دیا۔ ایک اہم ریاست کے وزیر اعلی کی حیثیت سے خدمات انجام دینے والے وزیر اعظم نریندر مودی مرکز سے ملک پر حکومت کی بنیادی حدود سے بخوبی واقف تھے۔ اکثر مرکزی حکومت کے ذریعے شروع کئے گئے منصوبوں اور مشن کے دوران اس لئے پریشانیاں شامل ہوتی ہیں کیوں کہ اس میں ریاستی حکومتیں شامل نہیں ہوتی ہیں۔ پی ایم اے وائی (اربن) ان متعدد اہم پروگراموں میں سے ایک ہے جسے امداد باہمی وفاقیت کی طرز پر تیار اور شروع کیا گیا۔ اس سے قبل سابقہ ہاؤسنگ اسکیموں میں ریاستی حکومتوں کے لئے ضروری تھا کہ وفاقی حکومت ان کے پروجیکٹوں کو منظور کرے۔ پی ایم اے وائی (اربن) کے تحت ریاستی حکومتیں خود یہ منظوری حاصل کرسکتی ہیں تاہم مرکزی حکومت کی جانب سے بعض اوقات معمولی تجاویز دی جاتی ہیں۔

مرکزی حکومت نے سابقہ روایات سے گریز کرتے ہوئے سال 18-2017 کے مرکزی بجٹ میں ایک عام کا کردار ادا کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے تحت اس نے مرکزی بجٹ میں کفایتی مکان سازی کو انفرااسٹرکچر کا درجہ دیا اور سال 19-2018 کے بجٹ میں نیشنل ہاؤسنگ بینک کے تحت کفایتی ہاؤسنگ فنڈ قائم کیا تاکہ اس سیکٹر میں مالیات کو فروغ حاصل ہوا۔ ان تمام اقدامات کے علاوہ اب انکم ٹیکس 80 آئی بی اے دفعہ کے تحت کفایتی ہاؤسنگ پروجیکٹوں کے منافع پر 100 فی صد کی چھوٹ حاصل ہے تاکہ مشن کو موثر طریقے سے کام کرنے کے لئے ایک مناسب ریگولیٹری فریم ورکس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے مدنظر پی ایم اے وائی (اربن) کو ایک ایسے سیکٹر میں شامل کیا گیا جسے وسیع تناظر میں ریئل اسٹیٹ کہا جاتا ہے، اس سلسلے میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

ہندوستان کی تاریخ میں ریئل اسٹیٹ کو نیک نام زمرے کے طور پر نہیں جانا جاتا ہے۔ اس کے متعلق عام تصور ہے کہ اس زمرے میں بے ایمان اور بے اصول افراد کو انعام دیا جاتا ہے جب کہ ایماندار افراد کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سیاست داں، افسران اور بلڈروں کے درمیان سازباز سے اصول اور ضابطے طے کئے جاتے ہیں اور ایک مکان خریدنے کے خواہش مند فرد کو ان کی شرائط پر گھر خریدنے اور بدعنوانی میں ملوث ہونے پر مجبور ہونا پڑتا ہے اور اس کے بعد اس کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی کہ جائیداد کو حقیقی مالک کے سپرد کردیا جائے گا۔ بدعنوانی کے ان حالات کو ختم کرنے کے لئے حکومت نے ریئل اسٹیٹ ریگولیشن اینڈ ڈی ریگولیشن) ایکٹ 2016 یا آر ای آر اے قانون وضع کیا ہے۔ آر ای آر اے ملک میں نافذ ہونے والا گزشتہ 20 برسوں میں پہلا قانون ہے جو ریئل اسٹیٹ سیکٹر کا ایک ریگولیٹر ہے۔ پارلیمنٹ کے اس قانون کے نتیجے میں ایک مکان خریدار کی محنت مشقت سے کمائی ہوئی اور زندگی بھر کی بچت کی رقم اب زیادہ دنوں تک ایک بدعنوان نظام کے رحم و کرم پر نہیں ہوگی جو کہ ملک کے آئینی فریم ورک وتوڑ مروڑنے اور اس کے مقصد کو فوت کرنے کے مقصد سے بنائے گئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ دیوالیہ ضابطہ بھی سیکٹر میں بدعنوان عناصر کو نشان زد کرنے اور الگ تھلگ کرنے میں معاون ہے۔

ماخذ: تخمینوں کے مطابق ہندوستان کے لئے اپنی شہری مانگ کو پورا کرنے کے لئے ملک کو سال 2030 تک ہر سال رہائشی اور تجارتی بنیاد پر 700 تا 900 ملین اسکوائرئر اراضی پر تعمیر کی ضرورت ہوگی۔ ہندوستان کو اب اور سال 2030 کے درمیان اس اعداد وشمار کے تناظر میں شہری بستیوں کے شہریوں کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے ہر سال ایک نئے شکاگو کی تعمیر کرنی ہوگی۔

اس تناظر میں پی ایم اے وائی (اربن) کی کامیابی کے لئے ملک میں جاری شہرکاری کے تمام منصوبوں کے تجزیے کی ضرورت ہے۔ سووچھ بھارت یا کلین انڈیا مشن نے آج ملک میں جن آندولن یا سماجی تحریک کی شکل اختیار کرلی ہے اور راس کے مکمل طور پر کھلے میں رفع حاجت کی لعنت سے آزادی حاصل کرنے پر ہے۔ اس تحریک کا نہ صرف وافر تعداد میں ٹوائلٹ تعمیر کرنے پر زور ہے بلکہ اس بات پر پر خاص توجہ دی جارہی ہے کہ کھلے میں رفع حاجت کی لعنت کے تئیں لوگوں کے رویے میں تبدیلی لائی جائے۔ 57 لاکھ انفرادی ٹوائلٹ اور 3.8 لاکھ کمیونٹی ٹوائلٹ کی تعمیر مکمل ہوچکی ہے اور 47.5 لاکھ اضافی ٹوائلٹ پی ایم اے وائی (اربن) کے تحت ہر کفایتی گھر میں تعمیر کئے جائیں گے۔ اٹل مشن (اے ایم آر یو ٹی) کے تحت 500 شہروں جہتیں یونیورسل واٹر سپلائی کووریج اور اعلی سیویج نیٹ ورکس ہے، وہاں کم قیمت والے گھروں میں رہنے والے لوگوں کے معیار زندگی میں مزید سدھار کیا جائے گا۔ اسمارٹ سٹی مشن کے تحت منتخب 99 شہروں میں شہریوں کی سہولتوں سے متعلق سرگرمیاں جاری ہیں، وہاں اس امر کو بھی یقینی بنایا جائے گا کہ ان شہروں میں کفایتی گھروں میں رہنے والوں کو بھی اپنے شہر کی ترقی میں برابر کا حصہ ملے۔

پی ایم اے وائی (اربن) میں شہروں میں آنے والے زلزلوں سے متعلق بھی خاص دھیان رکھا گیا ہے اور ہندوستانی شہروں کو بہتر معیار کا بنانے کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ وزیر اعظم کی اپنے شہریوں کے بہتر معیار زندگی کے لئے تشویش حکومت کے ذریعے شروع کئے گئے منصوبوں اور اسکیموں سے ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں سب کا ساتھ سب کا وکاس سے حکومت کی منشا کا اظہار ہوتا ہے۔ پی ایم اے وائی (اربن) کے تحت جو مساعی کی گئیں، اس کا موازنہ دنیا میں کسی دوسرے ملک کے تجربے سے نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے نتیجے میں کفایتی مکان سازی کے ہندوستانی نمونے کی کامیابی دنیا پر شہری ترقیات کے مستقبل کی نظریاتی اور عملاً دونوں ہی طریقے سے تشریح کرے گی۔

☆☆☆

اے کے بھلّہ

ہزار دنوں میں سو فیصد دیہی برق کاری

بجلی کی وزارت کا یہ سفر اب بھی جاری ہے۔ ہمارا اگلا نشانہ ملک کے تمام گھروں میں بجلی پہنچانا ہے۔ اس کے لیے ہم نے دیہی اور شہری دونوں علاقوں کے بقیہ تمام گھروں کے لیے آخری میل کا رابطہ اور سروس کنکشن فراہم کرنے کی غرض سے ''پردھان منتری سہج بجلی ہر گھر یوجنا'' سوبھاگیہ شروع کی ہے، تاکہ 31 مارچ، 2019 تک ملک میں تمام گھروں کی برق کاری کا نشانہ حاصل کیا جائے۔

مضمون نگار سکریٹری توانائی، حکومت ہند ہیں۔
secy-power@nic.in

بجلی اب ہم سب کے لیے بنیادی ضروریات میں سے ایک ضرورت ہے۔ بجلی کے بغیر اکیسویں صدی میں رہنے کے منظر کا تصور کیجئے۔ بجلی تک ہمہ گیر رسائی کو یقینی بنانا حکومت کا عزیز نصب العین رہا ہے نیز اس سلسلے میں متعدد کوششیں کی گئی ہیں۔ 15 اگست 2015 کو یومِ آزادی کے موقع پر لال قلعے کی فصیل سے قوم سے اپنے خطاب میں عزت مآب وزیر اعظم نے اعلان کیا تھا کہ ملک میں بقیہ 18500 سے کچھ زائد غیر برق کاری کردہ گاؤں کی برق کاری آئندہ دنوں کے اندر کی جائے گی۔ بجلی کی وزارت کو نشانہ شدہ مقررہ مدت کے اندر ان تمام بقیہ غیر برق کاری کردہ گاؤں کی برق کاری مکمل کرنے کا کام سپرد کیا گیا تھا۔ لیکن اس طرح کے ایک پُرچیلنج کام کے لیے، پہلا کام اسے قابل اندازہ بنانا تھا جیسا کہ انتظام کے سلسلے میں کہا جاتا ہے ''اگر آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے ہیں تو آپ اس کا انتظام نہیں کر سکتے۔''

دیہی علاقوں میں ابتدائی تسلیم کردہ انتظامی یونٹ مردم شماری شدہ گاؤں ہے۔ چنانچہ تمام مردم شماری شدہ گاؤں میں بجلی تک رسائی، یعنی 100 فیصد دیہی برق کاری کو یقینی بنانے کو ہمہ گیر رسائی کی جانب بڑھنے کے سلسلے میں پہلا قدم بتایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ خاص طور سے دیہی علاقوں میں، بجلی کی سپلائی کے معیار اور پائیداری کو یقینی بناتے ہوئے، بجلی تک رسائی بڑے پیمانے پر عوام کی توقع پوری کرنے کے سلسلے میں ایک اہم پہلو ہے۔ چنانچہ، دیہی علاقوں میں بجلی کی تقسیم کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے، ایک مربوط اسکیم کا تصور کیا گیا تھا نیز ''دین دیال اوپادھیائے گرام جیوتی یوجنا'' (ڈی ڈی یو جی جے وائی) کے نام سے دیہی علاقوں کے لیے حکومت ہند کے ذریعے شروع کی گئی تھی۔

دین دیال اوپادھیائے گرام جیوتی یوجنا (ڈی ڈی یو جی جے وائی)

مذکورہ اسکیم میں یہ باتیں شامل ہیں: (i) غیر برق کاری کردہ گاؤں کی برق کاری، (ii) گھروں تک رسائی فراہم کرنے کے لیے پہلے ہی برق کاری کردہ گاؤں کی جامع برق کاری، (iii) بجلی کی سپلائی کے معیار اور پائیداری کو بہتر بنانے کے لیے ذیلی ترسیل اور تقسیم کے بنیادی ڈھانچے کو مستحکم بنانا اور اس میں اضافہ کرنا، (iv) کسانوں کو بجلی کی یقینی سپلائی فراہم کرنے کے لیے فیڈر کی علیحدگی اور (v) توانائی کے محاسبے اور نقصانات کی کمی کے سلسلے میں سہولت مہیا کرنے کے لیے فیڈروں کی میٹرنگ، ٹرانسفارمروں اور صارفین کی تقسیم۔ دیہی برق کاری کی سابق اسکیم کو دیہی برق کاری کے ایک علیحدہ جزو کے طور پر ڈی ڈی یو جی جے وائی میں شامل کر دیا گیا تھا۔

اس اسکیم کے کل اخراجات حکومت ہند سے 63027 کروڑ روپے کی مجموعی بجٹی امداد کے ساتھ 75893 کروڑ روپے ہیں۔ اس اسکیم کے تحت منظور کردہ پروجیکٹ عملدرآمد کے مختلف مرحلوں میں ہیں۔

سو فیصد دیہی برق کاری کی منصوبہ بندی اور حکمت عملی

تمام بقیہ غیر برق کاری کردہ گاؤں کی برق کاری کا کام مشن کے ایک طریقے میں ڈی ڈی یو جی جے یو کی اسکیم کے تحت شروع کیا گیا تھا۔ دیہی برق کاری کی

رفتار 2015-16 سے قبل تین سال میں نسبتاً سست تھی (2013-14: 1197, 2014-15: 1405) (2012-13: 2587، جس کا مطلب یہ تھا کہ دیہی برق کاری کی تکمیل کے لیے حسب معمول طریقے سے کام کاج کے سلسلے میں مزید 10 سال لگتے۔ چنانچہ موجودہ صورتحال کو سمجھنے، وسائل کی دستیابی، پیش رفت میں تیزی لانے کے لیے ممکنہ اصلاحی اقدامات، نگرانی کے نظام وغیرہ کے بارے میں تمام متعلقین کے ساتھ تفصیلی صلاح مشورے کیے گئے تھے۔ اس سے نئے نظریات، حکمت عملی اور طریقے میں اضافہ ہوا تھا۔ ان میں من جملہ دیگر باتوں کے مندرجہ ذیل باتیں بھی شامل تھیں:

(i) 2011 کی مردم شماری کے ضابطے کے ساتھ گاؤں کی صحیح نشاندہی:

تمام ریاستوں سے کہا گیا تھا کہ وہ 2011 کی مردم شماری کے ضابطے کے ساتھ بقیہ غیر برق کاری کردہ گاؤں کی نشاندہی کریں، تاکہ ٹھوس منصوبہ بندی کے لیے نام، جغرافیائی محل وقوع، آبادی وغیرہ کا صحیح طور سے پتہ لگایا جائے اس پروگرام سے قبل، عام طور سے اس پیش رفت کا استعمال گاؤں کی تعداد کے لحاظ سے نگرانی کیے جانے کے لیے کیا جاتا تھا۔

(ii) دور دراز/ ناقابل رسائی گاؤں کے لیے شمسی پی وی پر مبنی آف گرڈ حل:

یہ دیکھنے میں آیا تھا کہ ان بقیہ غیر برق کاری کردہ گاؤں میں سے بہت سے گاؤں دور دراز علاقوں، برف سے ڈھکی پہاڑیوں یا گھنے جنگلات کے دشوار گزار علاقوں اور بائیں بازو کی انتہا پسندی سے متاثرہ علاقوں وغیرہ میں واقع ہیں۔ ان گاؤں میں پہنچنا، ساز وسامان کی نقل وحمل اور بجلی کا ضروری بنیادی ڈھانچے کی تعمیر ایک حقیقی چیلنج تھا۔ چنانچہ، یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اگر ان میں سے کچھ گاؤں کے لیے گرڈ کی توسیع قابل عمل یا کفایتی نہیں ہے تو اس طرح کے گاؤں کی برق کاری شمسی فوٹو وولٹائیک پر مبنی حل کا استعمال کرتے ہوئے آف گرڈ طریقے سے کی جائے گی۔ چنانچہ، ڈی ڈی یو جی جے وائی کے تحت آف گرڈ گاؤں کے لیے بھی پروجیکٹ منظور کیے گئے تھے۔

(iii) بولی کے معیاری دستاویزات تیار کیے گئے تھے نیز ای ٹینڈروں پر توجہ مرکوز کی گئی تھی۔

(iv) مالیے کی اختراعی فراہمی: چونکہ کام کی رفتار میں اضافہ ہوا تھا، اس لیے اس اسکیم کے تحت ریاستوں کے لیے فنڈس کی دستیابی کو یقینی بنانے کی ضروت تھی۔ بجٹی امداد کے علاوہ، وزارت خزانہ نے بجلی کی وزارت کو بھی اجازت دی تھی کہ وہ بجلی مالیاتی کارپوریشن (پی ایف سی) اور دیہی برق کاری کارپوریشن (آر ای سی) جیسے مالی اداروں کے ذریعے بونڈس کی شکل میں، بازار سے پیسہ اٹھائے، تاکہ کاموں پر عملدرآمد کرنے کے لیے ریاستوں کے پاس کافی فنڈس دستیاب کیے جاسکیں۔ زائد بجٹی وسیلے (ای بی آر) کے طور پر گزشتہ دو مالی سالوں میں 9000 کروڑ روپے اٹھائے گئے تھے۔

(v) کاموں پر عمل درآمد کرنے کے لیے ریاستوں کو لچکداری: مختلف جغرافیائی، آبادی اور دیگر حالات پر غور کرتے ہوئے یہ محسوس کیا گیا تھا کہ ایک سیدھے جیکٹ نظریے یا سب کے لیے موزوں ایک سائز سے کام نہیں چل سکتا ہے۔ چنانچہ موزونیت کے مطابق ٹرن کی/ جزوی ٹرن کی/ محکمہ جاتی طریقے پر پروجیکٹوں پر عملدرآمد کے سلسلے میں ریاستوں کو لچکداری دی گئی تھی۔

(vi) ریاستوں/ ڈسکوس کی مدد: جہاں کہیں ضروری تھا، ریاستوں/ ڈسکوس کو ضروری مدد فراہم کی گئی تھی۔ نوڈل ایجنسی نے تقریباً تمام ریاستوں میں اپنا دفتر کھولا ہے، روزانہ کی بنیاد پر ریاستی عہدے داروں کے ساتھ تفاعل کرنے کے لئے اپنے سینئر افسروں کو تعینات کیا ہے نیز کاموں کا اہتمام کرنے اور انہیں انجام دینے کے سلسلے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ ریاستی ڈسکوس/ بجلی کے محکمہ کی صلاحیتوں کو مستحکم بنانے اور ان میں اضافہ کرنے کی غرض سے، آر ای سی نے اس پروگرام کی نگرانی کرنے نیز اس پر تیزی سے عملدرآمد کرنے کے سلسلے میں ان کی مدد کرنے کے لیے بلاک/ ضلع کی سطح پر گرام ودیوت ابھینتا مقرر کیے ہیں۔ یہ ابھینتا مقامی علاقوں سے گریجویٹ انجینئر ہیں، جنہوں نے توسیعی اور جامع فیلڈ نگرانی کے سلسلے میں ڈسکوس کی مدد کی ہے۔

(vii) سنگ میل پر مبنی نگرانی، دیہی برق کاری کے پورے عمل کو پیش رفت کی نگرانی کرنے اور اسے حاصل کرنے کے لیے مقررہ مدت کے ساتھ 12 اقدامات / سنگ میل میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ان سنگ میل میں کام تفویض کرنے، سروے، ساز وسامان حاصل کرنے، جگہ پر ساز وسامان پہنچانے، تعمیر کرنے، چالو کرنے اور توانائی کاری وغیرہ کا پورا عمل شامل تھا۔ پروجیکٹ کی تکمیل اور گاؤں کی توانائی کاری کو یقینی بنانے کے لیے پروجیکٹ کے انتظام کے ذرائع کا شدید استعمال کیا گیا تھا۔

(viii) شفافیت اور جوابدہی: ان گاؤں کی برق کاری کے عمل اور اس کی پیش رفت کے سلسلے میں بڑے پیمانے پر عوام کے لیے اطلاعات کی تشہیر اور شفافیت کو یقینی بنانے کے لیے موبائل ایپ ''گرڈ'' شروع کیا گیا تھا۔ عوامی حلقے میں اطلاعات کی تشہیر سے اس نظام میں بڑھی ہوئی جوابدہی کا ماحول بھی پیدا ہوا تھا۔

(ix) باقاعدہ جائزہ اور نگرانی: جائزہ لینے اور نگرانی کرنے کے لیے مرکزی حکومت کی سطح پر نیز ریاست اور ڈسکوم کی سطح پر باقاعدہ جائزے اور نگرانی کا ایک نظام قائم کیا گیا تھا، علاقائی جائزہ میٹنگیں بھی منعقد کی گئی تھیں،

تاکہ بہتر تال میل اور پروجیکٹ انتظام کیا جاسکے۔ فیلڈ میں پیش رفت کی راہ میں حائل مسائل کو اس طرح کے

جائزوں میں اجاگر کیا گیا تھا نیز انہیں جلد سے جلد حل کیا گیا تھا۔

پیش رفت

ریاستوں نے مذکورہ بالا حکمت عملی کے ساتھ عملدرآمد کرنے کا کام شروع کیا تھا نیز عملدرآمد کرنے کے پہلے ہی سال میں ایک بخوبی سوچی سمجھی امداد باہمی کی منصوبہ بندی اور حکمت عملی کے فوائد نظر آنے لگے تھے۔ دیہی برق کاری کی پیش رفت میں گزشتہ برسوں کے مقابلے میں 2015-16 کے دوران واضح طور سے بہتری آئی تھی (7108 گاؤں کی برق کاری کی گئی تھی) نیز یہ گزشتہ تین برسوں کی مجموعی پیش رفت سے زیادہ تھی۔ (1405 : 2014-15 , 1197 : 2013-14, 2587 :2012-13)

معیاری پیش رفت حسب ذیل ٹیبل میں ملاحظہ کریں::

عمل درآمدی چیلنج اور اصلاحی اقدامات

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان بقیہ گاؤں میں سے بیشتر گاؤں دشوار گزار پہاڑی علاقے کے ساتھ دور دراز اور ناقابل رسائی علاقوں: گھنے جنگلاتی علاقوں، بائیں بازو کی انتہا پسندی سے متاثرہ علاقوں میں واقع تھے۔ چنانچہ، دیہی برق کاری کے اس پروگرام کا سب سے زیادہ اہم پہلو اس طرح کے تمام چیلنجوں پر غالب آنا تھا جو آزادی کے بعد اتنے بہت سے برسوں سے اس ملک کے غریب لوگوں کے لیے بجلی پہنچانے کی راہ میں بڑی رکاوٹ کے طور پر کھڑے تھے۔ اس کام کی مزید پیش رفت ہونے پر دشواری کی اس سطح میں مزید اضافہ ہوتا رہا تھا۔ بڑے چیلنجوں میں مندرجہ ذیل شامل تھے:

☆ روایتی گرڈ نظام کا ناقابل رسائی اور ناقابل عمل ہونا: 2,762 گاؤں۔

☆ دشوار گزار پہاڑی علاقہ: 245 گاؤں (جموں وکشمیر-54 اروناچل پردیش۔182، میگھالیہ۔9)

☆ 1 تا 10 دنوں میں ساز وسامان کا ہیڈ، لدان: 102 گاؤں (اروناچل-90، منی پور۔12)

☆ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے ساز وسامان کی نقل و حمل: 51 گاؤں (جموں وکشمیر۔35، اروناچل پردیش۔16)

☆ بائیں بازو کی انتہا پسندی (ایل ڈبلیو ای) کی سرگرمیوں سے متاثرہ علاقے: 7614 گاؤں (بہار۔1044، جھارکھنڈ۔2478 چھتی گڑھ۔1051، مدھیہ پردیش۔14، اوڈیشہ۔3027)

☆ جنگلات کی منظوری: 415 گاؤں (جھارکھنڈ۔155، اتراکھنڈ۔23، اوڈیشہ۔45، آسام۔32، مدھیہ پردیش۔160)

ریلوے کی منظوری: 38 گاؤں (بہار۔37 اور آسام۔1)

مندرجہ ذیل فوٹو گراف محض مظہری مثالیں ہیں:

اعلان کرنے سے پہلے دنوں کی تعداد	برق کاری کردہ گاؤں کی تعداد
200	6021
400	10,233
600	13,174
800	14,701
1000	18,452*

☆ 1,271 گاؤں غیر آباد یا چراگاہ کے لیے محفوظ کردہ علاقے میں پائے گئے ہیں۔

اس کام کی قوتیت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ عملدرآمد کرنے کے دوران 9 ریاستوں نے مردم شماری والے مزید 1227 گاؤں کے بارے میں اطلاع دی تھی، جنہیں انہوں نے غیر برق کاری کردہ پایا تھا۔ اس طرح کے تمام گاؤں کی برق کاری کا کام بھی فوراً شروع کیا گیا تھا۔ ان میں سے 1193 گاؤں کی برق کاری کی جاچکی ہے نیز بقیہ 34 گاؤں غیر آباد پائے گئے تھے۔

اس طرح سے، ریاستوں، ڈسکومس، ٹھیکے داروں، وینڈروں، ساز وسامان تیار کرنے والے لوگوں اور ان ریاستوں کے لوگوں کی مدد سے، ہم ہندوستان کے عزت مآب وزیر اعظم کے ذریعے مقرر کردہ 1000 دنوں کی مدت کا نشانہ ختم ہونے سے کافی پہلے یہ نشانہ پورا کرسکے تھے۔

لیکن، بجلی کی وزارت کا یہ سفر اب بھی جاری ہے۔ ہمارا اگلا نشانہ ملک کے تمام گھروں میں بجلی پہنچانا ہے۔ اس کے لیے ہم نے دیہی اور شہری دونوں علاقوں کے بقیہ تمام گھروں کے لیے آخری میل کا رابطہ اور سروس کنکشن فراہم کرنے کی غرض سے ''پردھان منتری سہج بجلی ہر گھر بجلی یوجنا''، سوبھاگیہ شروع کی ہے، تاکہ 31 مارچ، 2019 تک ملک میں تمام گھروں کی برق کاری کا نشانہ حاصل کیا جائے۔

☆☆☆

منوج کمار اُپادھیائے/ــــ ڈاکٹر ابھینو تریویدی

قابلِ احیا توانائی کی توسیع کا پروگرام، 2022

ہندوستان میں قابلِ احیا توانائی کا شعبہ ملک کی توانائی کی ضروریات پوری کرنے کے حل کے ایک لازمی حصے کے طور پر ابھرا ہے۔ گزشتہ چند برسوں کے دوران ہندوستان کی توانائی کے منظر میں قابلِ احیا توانائی کا قابلِ دید اثر رہا ہے۔ کیونکہ ہندوستان 2022 تک قابلِ احیا توانائی کی نصب شدہ صلاحیت کے لیے 175 جی ڈبلیو کا نشانہ حاصل کرنے کی اپنی راہ پر گامزن ہے۔

نئی اور قابلِ احیا توانائی کی وزارت (ایم این آر ای) نے دنیا میں قابلِ ایا صلاحیت کی توسیع کا سب سے بڑا پروگرام شروع کر کے صاف ستھرائی توانائی کے مستقبل کے سلسلے میں متعدد اقدامات کیے ہیں۔ مارچ 2018 تک، قابلِ احیا توانائی کی نصب کردہ کُل 69 جی ڈبلیو صلاحیت (20 فیصد) کے ساتھ، گزشتہ چار برسوں (مئی، 2014 تا مارچ، 2018) کے دوران قابلِ احیا توانائی کی 37.33 جی ڈبلیو کی اضافی صلاحیت کی اطلاع دی گئی ہے۔ 2022 تک 175 جی ڈبلیو قابلِ احیا توانائی کا نشانہ حاصل کرنے کی غرض سے، نئی اور قابلِ احیا توانائی کی وزارت نے متعدد اسکیمیں شروع کی ہیں، جن میں ہوائی اور شمسی ہائی برڈ، بجلی پروجیکٹوں، ساحل پر ہوائی بجلی کے پروجیکٹوں بائیوماس بجلی اور گنے کے فضلے کی مشترکہ تیاری، صنعتوں کے لیے بائیوماس گیسی فیئر کے فروغ کی اسکیمیں، شمسی پارکوں اور الٹرا بڑے بجلی پروجیکٹوں، نہروں کے کناروں اور ان کے اوپری حصوں پر گرڈ سے وابستہ شمسی پی وی بجلی پلانٹوں کے فروغ کی اسکیم، بائیو گیس پر مبنی گرڈ بجلی کی تیاری کا پروگرام شامل ہے۔

تمام مشنوں میں، قومی شمسی مشن سب سے زیادہ اولوالعزم پروگرام ہے، جس کا مقصد سے بجلی کی تیاری کے لیے شمسی توانائی کو فروغ دینا ہے۔ شمسی بجلی (2.44 روپے فی یونٹ) اور ہوائی بجلی 2.64 (روپے فی یونٹ) کے لیے تاریخی کم شرحیں قابلِ احیا توانائی کے شعبے کو زبردست بڑھاوا دیتے ہوئے شفاف بولی کے عمل کے ذریعے نیز سہولت مہیا کر کے حاصل کی گئی تھیں۔

حالیہ عرصے میں شمسی محصول کے سلسلے میں نیچے کی طرف کے رجحان کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے۔

حکومت ہند مختلف اسکیموں کے سلسلے میں مالی امداد فراہم کرنے کی غرض سے تیاری پر مبنی ترغیبات، سرمایے اور سود پر سبسیڈیوں، پائیداری کے فرق کے لیے رقم کی فراہمی، رعایتی مالیے، مالی ترغیبات، وغیرہ کے ذریعے قابل احیا توانائی کو فروغ دے رہی ہے۔ نئی اور قابلِ احیا توانائی کی وزارت نے مالی امداد کے علاوہ متعدد خصوصی اقدامات کیے ہیں، جن میں قابلِ احیا توانائی کی خریداری کی ذمہ داری (آر پی او) کے ٹھوس نفاذ کے لیے نیز قابلِ احیا توانائی پیدا کرنے کی ذمہ داری فراہم کرنے کے لیے شرح سے متعلق پالیسی اور بجلی سے متعلق قانون میں ترمیمات، سبز توانائی کی راہداری کے پروجیکٹ کے ذریعے قابل احیا بجلی کا اخراج، بجلی کی تقسیم کی کمپنیوں کی حوصلہ افزائی کرنے اور نیٹ میٹرنگ کو لازمی بنانے کے لیے بجلی کے فروغ کی مربوط اسکیم (آئی پی ڈی ایس) میں اقدامات شامل کرنا نیز نشانہ حاصل کرنے کے لیے سبز ماحول سے متعلق فنڈ اور دوطرفہ اور بین الاقوامی عطیہ دہندگان سے فنڈس حاصل کرنا شامل ہیں۔

نئی اور قابل احیا توانائی کی وزارت کے ذریعے کیے گئے اہم اقدامات

شمسی بجلی

☆ شمسی پارکوں اور زیادہ بڑے شمسی بجلی پروجیکٹوں کے فروغ کے لیے اسکیم کی صلاحیت 20 جی ڈبلیو سے بڑھا کر دی گئی ہے۔

☆ نئی تعمیر یا زیادہ فلور ایریا تناسب کے لیے چھت پر شمسی بجلی کے لازمی اہتمام کے لیے نیز چھت پر شمسی بجلی کے اہتمام کو بینکوں/این ایچ بی کے ذریعے مکان سے متعلق قرض کا ایک حصہ بنانے کے لیے عمارتی ضمنی

اول الذکر مضمون نگار نیتی آیوگ میں ڈپٹی ایڈوائزر ھیں، جب که آخرالذکر مضمون نگار نیتی آیوگ میں نوجوان پیشه ور ھیں۔
mk.upadhyay@nic.in
abhinav.trivedi@nic.in)

قوانین میں ترمیمات۔

☆اسمارٹ شہروں کی ترقی کے لیے مشن بیان اور رہنما خطوط کے تحت لازمی کے طور پر 10 فیصد قابل احیا توانائی اور چھت پر شمسی فوٹو وولٹائیک نظام کا اہتمام۔

☆شمسی پروجیکٹ لگانے کے سلسلے میں ایکویٹی کا انتظام و انصرام کرنے کے لیے ٹیکس سے مستثنیٰ شمسی بانڈس قائم کرنا۔

☆شمسی بجلی خریدنے کے لیے شرح پر مبنی مقابلہ جاتی بولی کا عمل۔

☆عام زمرے والی ریاستوں میں رہائشی، ادارہ جاتی اور سماجی شعبوں میں چھت پر شمسی پی وی لگانے کے لیے بینچ مارک لاگت کے 30 فیصد تک اور خصوصی زمرے والی ریاستوں میں اس کام کے لیے بینچ مارک لاگت کے 70 فیصد تک مرکزی مالی امداد۔

☆ضروری استعداد اور قابلیت والی تکنیکی ورک فورس قائم کرنے کے لیے سوریہ متر پروگرام شروع کیا گیا ہے نیز اس پروگرام کے تحت 11 ہزار سے زیادہ افراد کو تربیت دی جا چکی ہے۔

ہوائی بجلی

☆ہوائی بجلی کی نصب شدہ صلاحیت کے لحاظ سے ہندوستان کو عالمی طور سے چین، امریکہ اور جرمنی کے بعد چوتھے مقام پر رکھا جاتا ہے۔

☆ہوائی توانائی سے متعلق قومی ادارے (این آئی ڈبلیو ای) نے ملک کی ہوائی بجلی کی صلاحیت کا از سر نو تعین کیا ہے۔ 100 میٹر ہب اونچائی پر اس کے 302 جی ڈبلیو ہونے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔

☆ہندوستان لمبے ساحلی علاقے کا حامل ہے، جہاں ساحل سے تھوڑی دور سمندر میں ہوائی بجلی کے پروجیکٹ تیار کرنے کا اچھا امکان ہے۔ کابینہ نے ساحل سے تھوڑی دور سمندر میں ہوائی توانائی سے متعلق قومی پالیسی کو منظوری دے دی ہے۔

☆این آئی ڈبلیو ای نے تامل ناڈو کے ہوا کے بارے میں پیشین گوئی کرنے کے تجربے کی بنیاد پر گجرات اور راجستھان کے ساتھ مفاہمت کے میمورنڈم پر دستخط کیے ہیں۔

☆120 میٹر کی اونچائی پر ہوائی وسیلے کے لیے درمیانی پیمانے کا نقشہ تیار کیا گیا ہے، کیونکہ نصب کیے جا رہے بیشتر ٹربائن ہب کی اونچائی 100 میٹر سے زیادہ ہے۔

☆حیاتیاتی گیس اور کھاد کے انتظام اور انصرام سے متعلق قومی پروگرام (این بی ایم ایم پی) کے تحت خاص طور سے دیہی اور نیم شہری گھروں کے لیے کنبے کے سائز کے مطابق حیاتیاتی گیس کے پلانٹ لگائے جاتے ہیں۔

☆کیپٹو بجلی کی تیاری کے لیے آف گرڈ حیاتیاتی گیس کے بجلی پروجیکٹ کا فروغ۔

نمبر شمار	مدت	صلاحیت	سب سے کم شرح (روپے فی کے ڈبلیو ایچ)		اسکیم	ریاست
1	فروری، 2017	750 ایم ڈبلیو	3.30		ریاستی اسکیم	مدھیہ پردیش (ریوا شمسی پارک)
2	مئی، 2017	250 ایم ڈبلیو	2.62		وی جی ایف	راجستھان (بھدلا IV شمسی پارک)
3	مئی 2017	50 ایم ڈبلیو	2.44		وی جی ایف اسکیم	راجستھان (بھدلا III شمسی پارک)
4	اگست 2017	500 ایم ڈبلیو	2.65		ریاستی اسکیم	گجرات (غیر شمسی پارک)

(ماخذ: نئی اور قابلِ احیا توانائی کی وزارت)

حیاتیاتی توانائی

☆بائیو ماس بجلی پروجیکٹوں کے لیے مرکزی مالی امداد میں بائیو ماس افروختگی، بائیو ماس سے گیس بنانے اور گنے کے فضلے کی مشترکہ تیاری کی تنصیبات شامل ہیں۔

☆قابلِ احیا توانائی کو فروغ دینے کے لیے شرح سے متعلق پالیسی میں ترمیمات۔

☆شمسی قابل احیا توانائی کی خریداری کی ذمہ

داری بڑھا کر مارچ، 2022 تک 8 فیصد کرنا۔

☆ کوئلے/لگنائیٹ پرمبنی نئے حرارتی پلانٹوں کے لیے قابلِ احیا توانائی کی پیداوار کی ذمہ داری کی شروعات۔

☆ قابلِ استطاعت قابل احیا بجلی کو یقینی بنانے کے لیے قابل احیا بجلی کی بنڈلنگ۔

☆ شمسی اور ہوائی بجلی کے لیے بین ریاستی ترسیلی چارجز ختم کرنا۔

☆ مزید برآں، شرح سے متعلق نظرثانی شدہ پالیسی کے مطابق بجلی کی وزارت نے آئندہ تین سالوں، یعنی 2016-17، 2017-18 اور 2018-19 کے لیے شمسی اور غیر شمسی توانائی کے سلسلے میں قابلِ احیا توانائی کی خریداری کی ذمہ داری کے حسبِ ذیل طویلِ مدتی خط حرکت کا اعلان کیا ہے:

طویل مدتی خطِ حرکت

غیر شمسی

شمسی

کل میزان

سبز توانائی راہداری

بین ریاستی ترسیلی نظام پر قابل احیا توانائی کے لحاظ سے مالا مال آٹھ ریاستوں (تامل ناڈو، راجستھان)،

کرناٹک، آندھرا پردیش، مہاراشٹر، گجرات، ہماچل پردیش اور مدھیہ پردیش) کے ذریعے عمل درآمد کیا جا رہا ہے، جس کا مقصد بڑے پیمانے کی تقریباً 2000 ایم ڈبلیو قابل احیا بجلی کا اخراج کرنا ہے۔

اس پروجیکٹ کے کل اخراجات 10141 کروڑ روپے ہیں، جس میں تقریباً 9400 سی کے ایم ترسیلی لائین اور تقریباً 19000 ایم وی اے کے کُل صلاحیت کے ذیل اسٹیشن شامل ہیں۔

دیگر اقدامات

☆ بین الاقوامی شمسی اتحاد (آئی ایس اے) کی تشکیل جو دسمبر 2017 میں قانونی ادارہ بن گیا ہے۔ ہندوستان فرانس کے ساتھ قابلِ احیا توانائی سے متعلق بین الاقوامی برادری میں ایک سرکردہ کردار ادا کر رہا ہے۔ آئی ایس اے کا صدر دفتر ہندوستان میں واقع ہے۔ آئی ایس اے 121 ملکوں کا ایک بین الاقوامی ادارہ ہے، جو خطِ سرطان اور خطِ جدی کے درمیان کے خطے میں واقع ہے۔

☆ 15 کروڑ روپے تک کے بینک قرض مختلف مقاصد کے لیے دیئے جائیں گے، جن میں شمسی توانائی پر مبنی بجلی کے جنیریٹر، بائیوماس پر مبنی بجلی کے جنیریٹر، ہوائی بجلی کے نظام، چھوٹے پن بجلی پلانٹ وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یہ قرض قابل احیا توانائی پر مبنی عوامی افادیتوں کے لیے بھی دیئے جائیں گے، جن میں سڑکوں پر روشنی کے نظام دور دراز گاؤں میں برق کاری وغیرہ شامل ہیں۔ انفرادی گھروں کے لیے، قرض کی حد فی گھر 10 لاکھ روپے ہوگی۔

☆ بجلی سے متعلق قانون، 2003 کے اہتمامات کی شرط کے ساتھ، قابلِ احیا توانائی کی پیداوار اور تقسیم کے لیے خودکار راستے کے تحت 100 فیصد تک کی غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) کی اجازت ہے۔

☆☆☆

ڈاکٹر جگدیپ سکسینہ

بہبودیٔ کسان: اخلاص کے ساتھ ترجیح

ہندوستانی معیشت میں ملک کے لاکھوں محنت کش کسانوں کو کلیدی درجہ حاصل ہے تاہم ان کی فلاح و بہبود سے متعلق امور پر برسوں سے توجہ نہیں دی جارہی ہے، لیکن مرکز میں نئی اور سب سے زیادہ حساس حکومت نے فلاح و بہبود پر مرکوز زرعی ترقی کے لیے حکمت عملی نے دیہی عوام کے لیے بڑے پیمانے پر تفویض اختیارات کی راہ ہموار کی ہے، جس کے نتیجے میں کسانوں کی آمدنی دگنی ہوئی ہے، روزگار کے مواقع بڑھے ہیں اور دیہی علاقوں میں خوشحالی آئی ہے۔ مزید براں وزیراعظم نے ملک میں سال 2022 تک کسانوں کی آمدنی کو دگنا کرنے کا اعلان کیا ہے جب ملک میں آزادی کی 75 ویں سالانہ تقریب کا جشن منایا جائے گا وزارت برائے زراعت و بہبود کسان نے اس ضمن میں ایک سات نکاتی حکمت عملی مرتب کی ہے جس میں کسانوں کی آمدنی میں بڑے پیمانے پر اضافے کے اہم امور شامل ہیں۔ اس حکمت عملی کی اہم خصوصیات میں کم لاگت کے موثر استعمال کے ساتھ قابل کاشت اراضی کی فی یونٹ پیداوار بڑھانا، فصل کاشت کے بعد ہونے والے نقصانات کو کم سے کم کرنا اور ویلیو ایڈیشن، سلامتی کے ساتھ زرعی مارکیٹنگ میں اصلاحات، اور زراعت سے متعلق دیگر مختلف سرگرمیوں، باغبانی، مویشی پروری، ماہی گیری، شہد کی مکھیوں کی پرورش، مرغی پالن اور مربوط کاشت کاری کو فروغ دینا شامل ہے۔

مضمون نگار زراعت کے شعبہ کے معروف صحافی ہیں۔
jgdsaxena@gmail.com

مارکیٹنگ منتر

حکومت نے رواں مرکزی بجٹ (19-2018) میں تمام اہم 23 ربی اور خریف فصلوں پر ان کی پیداواری لاگت کا کم سے کم ڈیڑھ گنا ایم ایس پی لگانے کے اعلان کے ساتھ ایک جرأتمندانہ اور اہم قدم اٹھایا ہے۔ تاہم اس اہم قدم کے بعد ایک میکنزم تیار کر کے اس کی نگرانی لازمی ہے تاکہ اوپن مارکیٹ میں زرعی اجناس کی قیمتیں ایم ایس پی سے نیچے گرنے کے باوجود ایم ایس پی پر خرید کو یقینی بنایا جاسکے۔ نیتی آیوگ نے اس پر از خود کارروائی کرتے ہوئے منڈی کی اس طرح کی نامساعد صورتحال میں کسانوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے ساتھ مشاورت کے ذریعے ایک میکنزم تیار کیا ہے۔ حکومت نے مانگ اور ضرورت سے زیادہ سپلائی جیسی صورتحال میں کسانوں کی پیداوار کو خریدنے کا عزم کیا ہے۔ مدھیہ پردیش حکومت کے ذریعے شروع کی گئی ''بھاؤ انتر بھگتان یوجنا'' پرائس ڈیفیسٹ فائننگ اسکیم) نے منڈیوں میں اتار چڑھاؤ کی صورتحال میں آٹھ کروڑ اجناس کی قیمتوں کے جوکھم کو کم کرتی ہے۔ اس بارے میں حوصلہ افزا رپورٹ سے دیگر ریاستوں میں اس طرح کی اسکیموں کی ترغیب ملی ہے۔ علاوہ ازیں حکومت قیمت اور متوقع مانگ، فیوچرز اینڈ آپشن مارکیٹ کا استعمال، ویئر ہاؤس ڈپوزیٹری سسٹم کی توسیع اور مخصوص درآمدات اور برآمدات کے تعلق سے امور کے بروقت فیصلے لینے سے متعلق مناسب پالیسیاں اور طریقہ کار تیار کیے ہیں۔

ہمارے ملک میں 85 فیصد سے زیادہ ایسے کسانوں کی تعداد ہے جو چھوٹے اور نہایت چھوٹے زمرے میں آتے ہیں اور جن کے پاس منڈیوں کے لیے وافر اجناس نہیں ہوتی ہیں اور انہیں لین دین کے معاملے میں زیادہ لاگت برداشت کرنی ہوتی ہے، اس لیے حکومت نے لائسنس اور ٹیکس ضابطوں کو سہل تر کرنے کے مقصد سے سال 2015 میں الیکٹرانک نیشنل ایگریکلچر مارکیٹ (ای نیم) کا آغاز کیا۔ اب تک ملک کی 16 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام دو علاقوں نے اس میں شمولیت اختیار کی ہے جو کہ تقریباً 90 زرعی اشیاء کی آف لائین تجارت میں معاون ہے۔ ان 16 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام دو علاقوں میں کل 585 ایگریکلچر پروڈیوس مارکیٹ کمیٹی (اے پی ایم میں پابندیاں) ہیں اس ضمن میں 99 لاکھ سے زائد کسان اور تقریباً ایک لاکھ تاجر اس سہولت کا سرگرمی کے ساتھ استعمال کر رہے ہیں، جو مختلف علاقائی زبانوں میں لین دین کی سہولت فراہم کرتی ہے۔ تاہم اے پی ایم سی تک رسائی میں ناکام رہنے والے کسان

ای نیم کے فوائد سے محروم رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں حکومت نے حال ہی میں صحیح سمت میں قدم اٹھاتے ہوئے گرامین ایگریکلچرل مارکیٹ (جی آر اے ایم) میں 2200 دیہی ہاٹ قائم کیے ہیں۔ یہ جی آر اے ایم الیکٹرانکل طریقے سے ای نیم سے جڑی ہیں۔ انہیں اے پی ایم سی کے روابط سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے تاکہ دور دراز علاقوں کے کسانوں کو ای نیم کے فوائد تک رسائی حاصل رہے، حکومت نے 2000 کروڑ روپے کے فنڈ کے ساتھ ایک زرعی منڈی ڈھانچہ فنڈ منظور کیا ہے۔

حکومت کے ذریعے کسانوں کی بہبود وخوشحالی کے لیے شروع کی گئی اسکیموں میں پردھان منتری کسان سمپدا یوجنا ایک دیگر اہم اسکیم ہے جس کے تحت کسانوں کو مارکیٹنگ سپورٹ کے ساتھ ساتھ پروسیسنگ اور ویلیو ایڈیشن سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ ایسی توقع ہے کہ اس اسکیم سے 20 لاکھ کسان استفادہ کرسکیں گے اور سال 20 - 2019 تک 5 لاکھ سے زائد راست یا بالواسطہ روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے اور تقریباً 31400 کروڑ روپے کی ایک سرمایہ کاری میں مدد ملے گی۔ ایک اہم اسکیم کے طور پر اس اسکیم کے تحت میگا فوڈ پارک تاہم اور چلائے جارہے ہیں، مربوط کولڈ چین اور ویلیو ایڈیشن انفراسٹرکچر کی توسیع کی جارہی ہے، فوڈ پروسیسنگ اور پریزرویشن صلاحیتوں میں توسیع، ایگرو پروسیسنگ کلسٹرز کے لیے ڈھانچہ تیار کرنا، اور کسانوں کے مفادات میں بیک ورڈ اور فارورڈ لنک تیار کیے جارہے ہیں، حکومت مختلف ٹیکس ترغیبات کے ذریعے فوڈ پروسیسنگ سیکٹر کی حوصلہ افزائی کررہی ہے اور فروغ دے رہی ہے، اس سلسلے میں حکومت نے 100 فیصد راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی اجازت دی ہے اور ایگری پروسیسنگ یونٹوں کو آسان قرض کی فراہم کے لیے 2000 کروڑ روپے کے این اے بی اے آر ڈی میں خصوصی فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ ملک میں کسانوں کی ایک بڑی تعداد ٹماٹر، پیاز اور آلو کی کاشت کرکے اپنی روزی روٹی کماتی ہے یہ ایسی سبزیاں جو پورے ملک میں اور پورے سال استعمال کی جاتی ہیں، تاہم نوعیت میں قابل زوال، موسم کے مزاج میں اتار چڑھاؤ اور علاقائی پیداوار اکثر کسان اور صارفین دونوں کے لیے پریشانی کا سبب بنتی ہیں۔ اس ضمن میں حکومت نے ''آپریشن فلڈ'' کی طرز پر 'آپریشن گرینس' شروع کیا گیا ہے جس کے لیے 500 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت کسانوں اور صارفین دونوں کے مفادات کے تحفظ کے پیش نظر ایگری لوجسٹکس، پروسیسنگ سہولتوں اور ان فصلوں کی مارکیٹنگ کے لیے پیشہ وارانہ انتظامیہ کو فروغ دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں زرعی اجناس کی برآمدات کے ضابطوں کو سہل بنایا جائے گا تاکہ کسان اس پر خاص توجہ دیں۔

کسانوں کے لیے مالی سہولتیں

بینک کاری کے نظام میں بڑے پیمانے پر اصلاحات کے باوجود کسانوں کو اپنی زرعی ضرورتوں کے لیے ادارہ جاتی قرضہ جات حاصل کرنے میں بڑی دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے۔ اس کے مدنظر حکومت زرعی زمرے کے لیے ادارہ جاتی قرضہ جات کے حجم میں تیزی کے ساتھ اضافہ کررہی ہے اس نوعیت کے قرض کا حجم سال 15-2014 میں آٹھ اعشاریہ 5 لاکھ کروڑ روپے تھا جو اب بڑھ کر 11 لاکھ کروڑ روپے ہوگیا ہے۔ حال ہی میں کسان کریڈٹ کارڈ کی سہولت میں توسیع کرتے ہوئے اسے ماہی گیری اور مویشی پالن تک بڑھا دیا گیا ہے اس سے کسانوں کو اپنے ورکنگ کیپیٹل کی ضرورتوں سے نمٹنے میں مدد ملے گی۔ حکومت نے تمام اہل کسانوں کو تیزی کے ساتھ اور بروقت مالی قرض کی فراہمی کے لیے دیگر اقدامات کیے ہیں جن میں مختصر مدتی فصلوں کے قرض کے لیے مالی امداد ضمانت کے بغیر زرعی قرضے اور جوائنٹ لائبلیٹی گروپوں کو فروغ وغیرہ شامل ہیں، حکومت نے کوآپریٹیو سوسائٹیوں اور ان کے ممبران کو مالی امداد فراہم کرنے کے لیے نیشنل کوآپریشن ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے لیے مختلف رقم بہت موجودہ وقت میں کسانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو بے زمین ہے یہ کسان پٹے پر کاشتکاری کرنے والے کسان ہیں جو کہ کاشتکاری کے لیے زمین پٹے پر حاصل کرتے ہیں یہ کسان زرعی قرضوں کے اہل نہیں ہیں۔ اس لیے اس طرح کے کسانوں کو اپنی زرعی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے سود کی زیادہ شرح پر روایتی قرض دہندگان سے قرض لینے پر مجبور ہوتے ہیں جہاں ان کا بڑے پیمانے پر استحصال ہوتا ہے۔ نیتی آیوگ

نے اس ضمن میں حکومت کی ہدایت پر اس طرح کے کسانوں کو ساہوکاروں کے ظلم سے بچانے کے لیے ماہرین کا ایک پینل تشکیل دیا ہے جس نے پٹے کی زرعی اراضی سے متعلق ایک مثالی قانون وضع کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ پس اس سلسلے میں ایک مثالی زرعی اراضی پٹہ قانون 2016 وجود میں آیا جس سے پٹے کی زمین پر کاشت کرنے والوں کو تمام فوائد حاصل ہوئے۔ اب کاشتکاری کے مقصد سے زرعی زمین کو پٹے پر حاصل کرنے کے لیے زمین مالک اور ہے ہر کاشتکاری کرنے والے کے درمیان ایک قانونی معاہدہ ہوگا۔ اس کے نتیجے میں پٹے پر زمین حاصل کرنے والے کو مالی اداروں سے زرعی سرگرمیوں کے لیے قرض حاصل کرنے، فصل بیمہ کرانے، قدرتی آفات کے نتیجے میں راحت حاصل کرنے یا مرکز اور ریاستی حکومت کے ذریعے فراہم کیے جانے والے دیگر فائدوں اور سہولتوں کا حق حاصل ہوگا۔

حکومت فارمرز پروڈیوسرز آرگنائزیشن (ایف پی او) اور ویمین سیلف ہیلپ گروپ کو ان کی سرگرمیوں کے لیے فروغ دے رہی ہے تاکہ ان چھوٹے پیمانے پر کام کرنے والوں کی آمدنی میں اضافہ کیا جاسکے۔ حکومت نے کوآپریٹیوز کی طرز پر قائم ہونے والے ایف پی او اور ایک سال میں 100 کروڑ روپے سے کم کا لین دین کرنے والے ایف پی او کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ کیا ہے۔

محفوظ معاش کی جانب

مختلف قدرتی آفات، فصلوں پر جراثیم کے حملے اور بیماریاں اور موسم کی ناہموار صورتحال کسانوں کی آمدنی اور معاش کے لیے زبردست خطرہ ہیں۔ ان خطرات سے کسانوں کے معاش کو بچانے کے مقصد سے ایک نئی اور جامع پردھان منتری فصل بیمہ یوجنا دیرائم منسٹرز گروپ انشورنس اسکیم مسلسل 2016 میں شروع کی گئی جیسا کہ پریمیم شرح کافی کم رکھی گئی اور فصل کا زیادہ احاطہ کیا گیا۔ پریمیم میں کسانوں کا حصہ کافی کم رکھا گیا جو کہ ربیع فصل کے لیے ڈیڑھ فیصد، خریف فصل کے لیے دو فیصد اور سالانہ باغبانی فصل کے لیے زیادہ سے زیادہ 5 فیصد رکھا گیا۔ انشورنس کے کوور میں فصل کے بعد کے خطرات کو اور 14 دن تک کے جوکھم کو شامل کیا گیا ہے۔ طغیانی کو کسان کے انفرادی تجزیے کے لیے مقامی قدرتی آفت قرار دیا گیا ہے۔ ریموٹ سینسنگ ٹکنالوجی اور انفارمیشن ٹکنالوجی آلات نے دعووں کی درستگی اور شفافیت کے ساتھ تیز تر ادئیگی کی راہ ہموار کی ہے۔ حکومت نے سال 2018-19 کے لیے مرکزی بجٹ میں 13000 کروڑ روپے کی مختص رقم کر کے فصل بیمہ میں اضافے کے اپنے ارادے کا اظہار کر دیا ہے۔

دوسری جانب ماحولیاتی زونوں کے تمام کسانوں کے ماحولیاتی تبدیلی کے نتیجے میں درپیش چیلنجوں کا سامنا کرنے اور اپنی معاش کو برقرار رکھنے سے متعلق تربیت فراہم کی جارہی ہے۔ 620 اضلاع کے لیے تیار کیے گئے ضلعی اجتمائی منصوبوں کو ملک کے دیگر حصوں میں پھیلایا جارہا ہے جہاں کسانوں کو ایک بڑا فریق بنایا جارہا ہے کرشی وگیان کیندر (کے وی کے) مستقل بنیاد پر زمینی سطح پر تربیت اور نمائش کا اہتمام کر رہے ہیں تاکہ کلائمیٹ اسمارٹ ٹیکنالوجی کی نشاندہی کی جاسکے۔ کے وی کے نے 151 کلائمیٹ اسمارٹ ویلج بھی قائم کیے ہیں جو دیگر گاؤں دیہاتوں اور کسانوں کے لیے ایک نمونہ ہیں۔ نیشنل مشن برائے پائیدار زراعت بھی اپنے نیٹ ورک کے توسط سے ماحولیاتی تبدیلی سے متعلق معلومات اور جانکاریاں عام کرنے میں سرگرم ہے۔

انٹیگریٹیڈ فارمنگ ماڈلز یا نظام میں کسانوں کے معاش کو برقرار رکھنے یہاں تک کہ نامساعد حالات میں کسانوں کی روزی روٹی کو محفوظ کرنے کی گنجائش ہے۔ ان ماڈل اور نظام کو باغبانی، مویشی پروری اور آبی زراعت کو کاشتکاری کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کاشتکاری کے اس نئے منصوبے میں اراضی کی فی یونٹ منافعت میں اضافے اور خطرات اور جوکھم کو کم سے کم کرتے ہوئے آمدنی کے سلسلے کو برقرار رکھنے کی گنجائش بھی ہے۔ سائنسدانوں نے گزشتہ چار برسوں کے دوران 31 انٹیگریٹڈ فارمنگ ماڈلز تیار کیے ہیں جو کہ مختلف زرعی اور ماحولیاتی خطوں کے چھوٹے کسانوں کے لیے مناسب ہیں ان ماڈلوں کو گاؤں کی سطح پر مقبول بنانے کے لیے قومی پیمانے پر ان کی اعلی کارکردگی کے مظاہرے کے گئے باغبانی کو ان ماڈلوں میں اہم درجہ حاصل ہے، کسانوں کی آمدنی میں اضافے کی زبردست گنجائش کو دیکھتے ہوئے اس اکیلے پر خصوصی توجہ مرکوز کی جارہی ہے۔ باغبانی کے مربوط فروغ کے نئے مشن کے تحت کئی پہلوؤں پر خاص دھیان دیا جارہا ہے جس میں باغبانی میں خود کارسازی، کولڈ چین اور ویلیو چین کو فروغ، مناسب ٹکنالوجی کا فروغ اور منتقلی اور معیاری شجر کاری مواد کی دستیابی شامل ہیں۔ باغبانی میں ایک جامع طرز فکر نے ایک ہی مقام پر پیداواری سے مارکیٹنگ تک کی مکمل چین کے فروغ کے ذریعے اس کی افادیت کو ثابت کر دیا ہے۔

اساسی زراعت۔ وقت کی بڑی ضرورت

صحت سے متعلق امور پر بڑھتی ہوئی تشویش نے ہماری غذائی ترجیحات پر خاص توجہ کی ضرورت پر زور دیا ہے جن کا اب تیزی کے ساتھ اساسی زراعت کی جانب رجحان ہوا ہے۔ ہمارے ملک ہندوستان اور تمام دنیا میں اساسی زراعت کے تئیں ترجیح نے اس طریقہ کار سے پیدا ہونے والی غذائی اجناس کی قیمتوں میں زبردست اضافہ کر دیا ہے۔ خوش قسمتی سے ہندوستان میں ماحولیات اور سماجی وسیاسی حالات اساسی زراعت کے عین مطابق ہیں اور اس سلسلے میں کسانوں کی حوصلہ افزائی اور ضروری مارکیٹ سپورٹ کی فراہمی کے ذریعے صلاحیتوں میں نکھار کیا جاسکتا ہے۔ حکومت ہند نے ضرورت کو سمجھتے ہوئے ''پرمپراگت کرشی وکاس یوجنا'' شروع کی ہے تاکہ اساسی زراعت کو فروغ دیا جاسکے۔ اس ضمن میں کلسٹر پر مبنی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے جس کے تحت 50 ہیکٹر اراضی والے 50 کسانوں کا ایک کلسٹر بنایا گیا ہے اس اراضی پر ایسی زراعت اور باغبانی کی جائے جس کی منڈی میں اساسی طریقہ کار سے پیدا ہونے والی اشیاء کی مانگ ہو۔ اس کلسٹر کے ہر کسان کو فی ہیکٹر کے حساب سے تین برس کے لیے 50000 روپے کی مالی امداد فراہم کی جائے گی۔ اس کے علاوہ اساسی کلسٹروں کو منڈیوں تک اساسی غذائی اجناس بھیجنے اور وصول کی سہولتوں کے پیش نظر 1,20,000 روپے مالی امداد کی شکل میں فراہم کیے جارہے ہیں۔ حکومت نے گزشتہ 4 برسوں کے دوران اس سال کے آخر تک 10,000 اساسی کلسٹرز کا نشانہ حاصل کرنے کے لیے اس اسکیم کے

تحت 947 کروڑ روپے کی رقم تقسیم کی ہے۔ اس ضمن میں قبائلی علاقوں کے سہولتوں سے محروم رہنے والے کسانوں کو فلاح و بہبود پہنچایا جاسکے۔ قدرتی طریقہ کار سے زراعت اور کاشتکاری کے چلن سے کاش کی لاگت میں 20 فیصد کی کمی ہورہی ہے جس سے خالص منافع میں 20 تا 25 فیصد کا اضافہ ہورہا ہے۔

حکومت نے موافق ترین حالات کے پیش نظر تین برسوں (2015 - 2018) کے لیے 400 کروڑ روپے کی ایک مختص رقم کے ساتھ ''شمال مشرقی خطے میں ایک آرگینگ ویکیوچین کے فروغ کے لیے مشن'' شروع کیا ہے۔ سال 2016 میں سکم کو ہندوستان کی پہلی آرگینگ ریاست قرار دیئے جانے سے شمال مشرق کی دیگر ریاستوں کو بڑے پیمانے پر اساسی زراعت کے لیے ترغیب ملی ہے۔ شمال مشرقی خطہ تیزی کے ساتھ ملک کا آرگینگ زراعت کا مرکز بنتا جارہا ہے۔ جہاں اساسی غذائی اجناس کی برآمدات کے روشن امکانات ہیں۔

آمدنی میں اضافہ

حکومت مختلف رپورٹوں کے مطابق مختلف معاون زرعی سرگرمیوں پر خصوصی توجہ دے رہی ہے جن سے کسانوں کی آمدنی میں اضافے کی ضمانت ہے۔

انٹیگریٹڈ بی کیپنگ ڈیولپمنٹ سینٹرز یعنی شہد کی مکھیوں کی پروری کے مراکز کے قیام اور مختص مالی رقم میں اضافے نے شہد کی پیداوار پر خاص توجہ دی ہے جس نے گزشتہ چار برسوں کی بلندی کو چھولیا ہے۔ شہد کی پیداواری کے پیشے میں یہاں تک کہ صرف 50 مکسس پر مشتمل چھوٹے پیمانے پر کسانوں کی مستقل آمدنی میں 2.0 تا 2.5 لاکھ روپے کی اضافی آمدنی کی گنجائش ہے۔ اسی طرح سے

بانس کی پیداوار کو اکثر اسی کی تجارت میں بھرپور گنجائش کی بدولت ''سبز سونے'' سے تعبیر دی جاتی ہے اسے بھی اس کی درخت کے طور پر زمرہ بندی کے سبب سخت مشکلات کا سامنا تھا۔ یہاں تک کہ غیر جنگلاتی علاقے میں پیدا ہونے والا بانس درخت کے زمرے میں آتا تھا تاہم اب حکومت نے اس کی از سر نو زمرہ بندی کی ہے اور نئی زمرہ بندی میں اسے ''گھاس'' قرار دیا گیا ہے اب جنگلاتی علاقے سے باہر اسکو کاشت کے ذریعے پیدا کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی کاشت، نقل وحمل اور دستکاری کے لیے خام مال کے طور پر اس کے استعمال پر اب کوئی پابندی نہیں ہے۔ حالیہ دنوں میں از سر نو ساخت نیشنل بمبوشن شروع کیا گیا ہے جس میں ایک جامع طریقے سے بمبو سیکٹر کو فروغ دینے کے لیے 1290 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مشروم ایک دیگر ''فصل'' ہے جس کی تجارت کے زبردست امکانات ہیں کیونکہ ملک اور غیر ملکی منڈیوں میں اس کی زبردست مانگ ہے اور اچھی قیمت ہے۔ کسانوں کی آمدنی میں اضافے کے لیے کسانوں کو نہایت محدود وسائل کے ساتھ انڈور کنڈیشن کے تحت مشروم کی پیداوار کے لیے مالی و تکنیکی تعاون فراہم کیا جارہا ہے۔ حکومت کسانوں کی اضافی آمدنی کے لیے بیک ہارڈ پولٹری، بکری و خنزیر پالنے اور تالاب میں آبی زراعت کو بھی فروغ دے رہی ہے۔

''میرا گاوں، میرا گورو'' نام کی اسکیم کے تحت چار چار زرعی سائنسدانوں پر مشتمل گروپ زراعت اور اس سے متعلق سرگرمیوں میں نئی ٹکنالوجی کے استعمال کے لیے پانچ دیہاتوں کا انتخاب کر رہے ہیں اور اس گودلے رہے ہیں۔ کسانوں کو اپنی آمدنی میں اضافے کے لیے علم، صلاحیت اور جانکاری کی سہولتیں فراہم کی جارہی ہیں۔

حکومت نے اس ضمن میں تاریخی قدم اٹھاتے ہوئے کسانوں کو اپنی زمین کے شمسی توانائی کی پیداوار کے لیے استعمال کرنے کے امکانات پر کام شروع کردیا ہے۔ اس سے کسانوں کے دہرے مقاصد پورے ہوں گے شمسی پمپوں کی تنصیب سے جہاں ایک جانب کسان اپنے کھیتوں میں آبپاشی کرسکیں گے وہیں انہیں گرڈ کو اضافی بجلی کی سپلائی سے اضافی بجلی کی سپلائی سے اضافی آمدنی ہوگی۔ اس ضمن میں ریاستی حکومتوں کی ڈسٹری بیوشن کمپنیوں یا لائسنس والی کمپنیوں سے مناسب دام پر شمسی توانائی کی خریداری کے ایک میکنزم بنانے کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔

حکومت ہند سال 2022 تک اپنی مناسب پالیسیوں، پروگراموں اور مالی امداد کے ذریعے کسانوں کی آمدنی کو دگنا کرنے کی سنجیدہ کوششیں کررہی ہے۔ اس کے باوجود کسانوں کی اسی زمین سے زرعی اعتبار سے زیادہ سے زیادہ آمدنی کے لیے اس زمرے کے دیگر فریقوں جیسے ریاستی حکومتوں، اور باہمی، زرعی تنظیموں، متعلقہ صنعتوں اور کسانوں کو متحدہ طور پر اور مشن کے انداز میں ساتھ مل کر کام کرنا ہوگا۔

☆☆☆

امریندر کمار دوبے

نوجوان اور کمیونٹی مصروفیت

نوجوانوں سے متعلق قومی پالیسی، 2014 میں نوجوان کی توضیح 15 تا 29 سال کی عمر کے گروپ میں ایک فرد کے طور پر کی گئی ہے۔ لیکن نوجوانوں کو ایک ہم جنس گروپ کے طور پر موسوم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ سماج، ثقافتی پس منظر، سماجی و معاشی حیثیت، تعلیمی صورتِ حال، ان جغرافیائی علاقوں، جن سے ان کا تعلق ہوتا ہے اور ان سب سے بڑھ کر، خود ان کے اپنے تصورات اور آرزوؤں سے پیدا ہونے والی وجوہات کی بناء پر یہ مختلف الاوصاف اور مختلف العناصر ہونا لازمی ہے۔

لفظ 'نوجوان' تین واضح تعبیرات کا حامل ہے۔ اول، اس کا تعلق عمر کے ایک مخصوص گروپ سے ہوتا ہے۔ دوئم، یہ افراد کے ایک گروپ کا اشارہ کرتا ہے، جو تعلیم اور روزگار کے نقطۂ نظر سے ایک عارضی مرحلے میں ہیں۔ اور آخر میں لیکن اہمیت کے لحاظ سے کم نہیں، اس کا مطلب ایک وہ گروپ بھی ہوتا ہے، جو ان کی زندگی کو متاثر کرنے والے خصوصی سماجی، ثقافتی نیز نفسیاتی و جسمانی عناصر کا حامل ہے۔

نوجوان پیداواری ورک فورس تشکیل دیتے ہیں نیز تجربے سے وہ زندگی کے اپنے متعلقہ شعبوں میں رہنما بن جائیں گے ایک ملک کے طور پر ہندوستان ثقافت، نسل، زبان، سماج اور مذہب کے لحاظ سے گوناگوں ہے۔ یہ ان مختلف طریقوں کا مضمر طور سے تعین کرتے ہوئے، جغرافیائی طور سے بھی گوناگوں ہے، جن میں سماجی جغرافیائی چیلنجوں کے تئیں رد عمل کرتے ہیں نیز اپنے طرز زندگی کی تشکیل کرتے ہیں، لیکن ان گوناگونیوں کے باوجود ایسی مشترک ڈوریں ہیں، جو ملک کی سوسائیٹیوں اور نسلوں کے ذریعے چل رہی ہیں۔

لیکن سادے طور سے عمر کے ایک مخصوص گروپ میں ہونا اپنے آپ میں زیادہ معنی نہیں رکھتا ہے۔ نوجوانوں کے سیاق و سباق میں، جو بات سب سے زیادہ اہم ہے، وہ یہ ہے کہ یہ عمر کا وہ گروپ ہے، جو نوعمری سے بلوغیت نیز ہنرمندی یا تعلیم سے روزگار میں منتقلی دیکھتا ہے۔ یہ عمر کا وہ گروپ ہے، جس میں نوجوان اپنے مقاصد اور آرزوؤں نیز ان شعبوں کو حاصل کرنے کی غرض سے کام کرنے کے لیے اپنے آپ کو منظّم کرتا ہے، جن میں اپنے آپ کو با مقصد طور سے مصروف کرنے کے لیے وہ چھان بین کرتا ہے۔ یہ سرگرمیوں کے ایک واقعی بڑے شعبے کا احاطہ کرتا ہے، خواہ یہ دوسرے اور تیسرے درجے کے شعبے کی سرگرمیوں یا سرکاری شعبے کی سرگرمیوں یا آزاد پیشوں میں جوکھم بھرے کام کا بیڑا اٹھانا ہو۔ اس عمل میں، وہ ہنرمندی کی تربیت یا اپنی مطلوبہ ہنرمندی میں تعلیم حاصل کرسکتا ہے نیز اپنے مطلوبہ پیشے کے ذریعے روزی روٹی کا ایک سلسلہ قائم کرنے کی کوشش کرسکتا ہے۔ ایک بار اس پیشے میں وہ اپنی سخت محنت سے کامیاب ہونے اور ترقی کرنے کی کوشش کرسکتا ہے۔ اس مرحلے پر اس کی زندگی کے سماجی و ثقافتی پہلو نیز نفسیاتی و جسمانی مسائل پہلے سے کہیں زیادہ اسے مصروف رکھنا شروع کردیتے

مضمون نگار وزارت امور نوجوانان، کھیل میں سکریٹری ہیں۔

secy-ya@nic

ہیں۔ بعض اوقات اس طرح کی مصروفیت کافی وسیع ہوسکتی ہے۔ مضحل کرنے والے نتائج کی کچھ مثالیں بھی سامنے آئی ہیں۔

اس گروپ کے لیے ترجیحی شعبے:

نوجوانوں کے اس خصوصی پہلو کو حکومت ہند نے نوجوانوں سے متعلق قومی پالیسی، 2014 میں تسلیم کیا ہے۔ یہ مقاصد اور ترجیحی شعبوں کی نشاندہی کرتا ہے، جو کچھ حسب ذیل ہیں:

مقصد	ترجیح
1- ایک ایسی پیداواری ورک فورس قائم کرنا، جو ہندوستان کی اقتصادی ترقی کے لیے پائیدار تعاون کرے۔	تعلیم روزگار اور ہنرمندی کا فروغ کاروبار
2- مستقبل کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ایک طاقتور اور صحت مند نسل تیار کرنا	صحت اور صحت مند طرز زندگی کھیل کود
3- قومی ملکیت بنانے کے لیے سماجی اقدار پیدا کرنا اور کمیونٹی سروس کو فروغ دینا	سماجی اقدار کا فروغ کمیونٹی مصروفیت
4- حکمرانی کی تمام سطحوں پر شرکت اور سوک مصروفیت کے سلسلے میں سہولت مہیا کرنا	سیاست اور حکمرانی میں شرکت
5- خطرے میں نوجوانوں کی مدد کرنا نیز تمام محروم اور الگ تھلگ کردہ نوجوانوں کے لیے ساری مواقع پیدا کرنا	سماجی انصاف

ان ترجیحی شعبوں میں سے ہر ایک شعبہ اہم ہے نیز ہر ایک شعبہ میں نوجوانوں کی کلی اور تعمیر ترقی کے لیے کام کیے جانے کی ضرورت ہے۔ تعلیم، روزگار، صحت، کھیل کود، وغیرہ کے بارے میں کافی کچھ لکھا جا چکا ہے نیز لکھا جارہا ہے۔ یہاں ان ترجیحی شعبوں میں سے صرف دو شعبوں کے بارے میں بادلۂ خیالات کیا جائے گا:

(i) سماجی اقدار کا فروغ

(ii) کمیونٹی مصروفیت

مذکورہ بالا ٹیبل سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ''قومی ملکیت بنانے کے لیے سماجی اقدار پیدا کرنے اور کمیونٹی سروس کو فروغ دینے'' کے مقصد کے تحت، ان دو ترجیحی شعبوں کو درج کیا گیا ہے۔

سماجی اقدار کا فروغ

نوجوان پیداواری ورک فورس تشکیل دیتے ہیں نیز تجربے سے وہ زندگی کے اپنے متعلقہ شعبوں میں رہنما بن جائیں گے ایک ملک کے طور پر ہندوستان ثقافت، نسل، زبان، سماج اور مذہب کے لحاظ سے گوناگوں ہے۔ یہ ان مختلف طریقوں کا مضمر طور سے تعین کرتے ہوئے، جغرافیائی طور سے بھی گوناگوں ہے، جن میں سماجی جغرافیائی چیلنجوں کے تئیں ردعمل کرتے ہیں نیز اپنے طرز زندگی کی تشکیل کرتے ہیں، لیکن ان گوناگونیوں کے باوجود ایسی مشترک ڈوریں ہیں، جو ملک کی سوسائٹیوں اور نسلوں کے ذریعے چل رہی ہیں۔ شاید اس کی بہترین مثالیں روزمیہ متن، مہابھارت اور رامائن ہیں، جن کا ترجمہ تمام ہندوستانی زبانوں میں کیا جا چکا ہے نیز اصل کہانی ایک ہی رہتی ہے، صرف ضمنی کہانیوں کے مختلف انداز ہوسکتے ہیں، جو ایک ہی موضوع کے گرد گھومتی ہیں۔ ہم عصر زمانے کی طرف بڑھتے ہوئے، اطلاعاتی ٹیکنالوجی کے استعمال نیز نوجوانوں کو درپیش مختلف مسائل کے بارے میں ان کے ادراک اور ان کے عام احساسات کے سلسلے میں بھی ملک بھر میں ایک سی دھاری پر چلا جاتا ہے۔ نوجوان آج اپنی قومیت اور نسل کے لحاظ کے بغیر، یکساں لہجے میں اپنی صلاحیت کا مظاہرہ کرنے کے لیے ترقی، مواصلات، مصروفیات، مواقع کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ یہ یکسانیت زیادہ تر اس وجہ سے حاصل ہوتی ہے، کیونکہ ایک ملک کے طور پر ہندوستان ایک مخصوص ثقافت کا حامل ہے نیز ان کچھ روایات اور رسوم کے گرد مرتکز ہے، جنہیں صدیوں سے محفوظ رکھا گیا ہے، جو سماجی اقدار کی تشکیل کرتی ہیں۔ یہ سماجی اقدار عمومی طور سے ہندوستانی سماج اور خصوصی طور سے ہندوستانی نوجوانوں کو آپس میں وابستہ رکھنے کی ذرائع ہیں۔

کمیونٹی مصروفیت

دوسرا ترجیحی شعبہ نوجوانوں کے لیے کمیونٹی مصروفیت ہے۔ یہ سماجی اقدار سے نیز اس سماج کے سماجی

و اقتصادی تانے بانے سے بر آمد ہوتی ہے۔ کمیونٹی مصروفیت درحقیقت سرگرمیوں کے ایک گونا گوں میدان عمل کے ذریعے آگے بڑھتی ہے، جیسا این ایس ایس اور این وائی کے ایس کے ذریعے شروع کی گئی سرگرمیوں سے اظہار ہوتا ہے۔ نوجواں، سب سے زیادہ صریحی طور سے، آبادی کے سب سے بڑے حصے کی نمائندگی کرتے ہیں، جسے کمیونٹی خدمات کے لیے یکجا کیا جاسکتا ہے۔

نوجوانوں کے امور کا محکمہ اس کے تحت دو بڑی تنظیموں کا حامل ہے، یعنی، نہرو یووا کیندر سنگٹھن (این وائی کے ایس) نیشنل سروس اسکیم (این ایس ایس)، جو رضا کارانہ بنیاد پر، نوجوانوں کی کمیونٹی مصروفیت کا اہتمام کرنے کے سلسلے میں مدد کرتی ہیں۔ یہ لازمی طور سے نوجوانوں میں رضا کاریت کے احساس اور جذبے میں اضافہ کرنے پر مبنی ہے۔ رضا کاریت اس طرح کی خدمات کے لیے جبری خدمت کے مقابلے میں مصروفیت کا قابل ترجیح طریقہ ہے۔ اس بات کا مظاہرہ سرگرمیوں کے وسیع شعبوں کے ذریعے کیا گیا ہے اس بات پر سرگرمیوں کے ان غیر روایتی شعبوں کے ذریعے زور دیا گیا ہے، جو این ایس ایس/این وائی کے ایس کے رضا کاروں نے اختیار کیے ہیں۔ اس صورت حال میں نوجوانوں کے ردعمل کے اس نظام میں سماجی اقدار اس طرح کی مصروفیات کے ذریعے ان کے سماجی بندھن میں نمایاں حصہ لیتی ہیں۔

نہرو یووا کیندر سنگٹھن (این وائی کے ایس)

این وائی کے ایس، جو 1972 میں شروع کیا گیا تھا، دنیا میں نوجوانوں کی سب سے بڑی تنظیموں میں سے ایک تنظیم ہے۔ این وائی کے ایس میں اس وقت نوجوانوں کے 1.29 لاکھ کلبوں کے ذریعے 8.7 ملین نوجوانوں کا اندراج ہے۔ این وائی ایس کے نہرو یووا کیندروں کے ذریعے 623 اضلاع میں موجود ہے۔ اس کا مقصد نوجوانوں کی شخصیت اور قیادت کی خوبیوں کو فروغ دینا نیز انہیں ملک کی تعمیری سرگرمیوں میں مصروف کرنا ہے۔ این وائی کے ایس کی سرگرمیاں ہر ایک ضلع میں ایک ڈسٹرکٹ یوتھ کوآرڈینیٹر نیز ہر ایک بلاک میں 2 قومی نوجوان رضا کاروں کے ذریعے چلائی جاتی ہے۔

ان متعدد سرگرمیوں میں سے کچھ سرگرمیوں کا مختصر طور سے ذکر ذیل میں کیا جارہا ہے:

(i) یووا آدرش گرام وکاس کاریہ کرم: اس پروگرام کا مقصد نوجوانوں کے لیے نوجوانوں کے ذریعے ایک ماڈل گاؤں ءکے طور پر منتخبہ اضلاع میں ایک گاؤں کو ترقی وفروغ دینا ہے۔ ان سرگرمیوں میں گاؤں کو کھلے میں رفع حاجت کرنے سے پاک کرنا، بیماریوں سے سو فیصد محفوظ رکھنا، پرائمری اسکول میں بچوں کا 100 فیصد داخلہ، صفائی ستھرائی، انسدادی حفظان صحت، حکومت کے اہم پروگراموں کو مقبولِ عام بنانا، وغیرہ شامل ہیں۔ یہ 2017-18 (31-12-17 تک) کے دوران ایک سال طویل پروگرام ہے۔ یہ 78 منتخبہ اضلاع میں چلایا جاچکا ہے۔

(ii) نوجوانوں کی قیادت اور کمیونٹی کی ترقی کے سلسلے میں تربیت:

اس پروگرام قائدانہ کردار ادا کرنے کے سلسلے میں نوجوان لوگوں کی صلاحیت میں اضافہ کرنا ہے، تاکہ وہ ملک کی تعمیر میں تعاون کرنے اور ایک بامقصد زندگی گزارنے کے سلسلے میں دوسرے لوگوں کی مدد کرسکیں۔ یہ ایک پانچ روز پروگرام ہے۔ 2017-18 میں، اس طرح کے 450 سے زیادہ پروگراموں کا اہتمام کیا گیا تھا، جن میں 19000 سے زیادہ نوجوان شامل ہوئے تھے۔

(iii) نوجوانوں کا اجتماع اور یووا کریتی: اس پروگرام کا اہتمام تمام ضلع این وائی کے کے ذریعے کیا جاتا ہے، تاکہ دیہی نوجوان ریڈروں کو موقع اور پلیٹ فارم فراہم کیا جائے، جس سے وہ مصنوعات کی نمائش کرسکیں اور اپنا اظہار مطلب کرسکیں، تجربے کی ساجھے داری کرسکیں نیز نوجوانوں کو بااختیار بنانے کے لیے بہترین طریقے تجویز کرسکیں۔

2017-18 کے دوران، 300 سے زیادہ پروگراموں کا اہتمام کیا گیا تھا، جن میں 2,06,000 سے زیادہ نوجوان شامل ہوئے تھے۔

(iv) قبائلی نوجوانوں کے تبادلے کا پروگرام (ٹی وائی ای پی):

اس پروگرام کا اہتمام وزارت داخلہ سے فنڈ کی فراہمی سے ہر سال کیا جاتا ہے اس پروگرام میں، بائیں بازو کے انتہا پسندوں کی سرگرمیوں سے متاثر علاقوں سے لیے گئے قبائلی نوجوانوں کو ملک کے دیگر حصوں میں لے جایا جاتا ہے، تاکہ انہیں ملک کے مالا مال ثقافتی ورثے کے بارے میں بیدار کیا جائے، انہیں ترقیاتی سرگرمیوں کے بارے میں بتایا جائے نیز انہیں ملک کے دیگر حصوں کے لوگوں کے ساتھ جذباتی لگاؤ کو فروغ دینے کے قابل بنایا جائے۔ 2017-18 کے دوران 2000 سے زیادہ قبائلی نوجوانوں کے لیے اس طرح کے 10 پروگراموں کا اہتمام کیا گیا تھا۔

(v) ایک بھارت شریشٹھ بھارت (نوجوانوں کے بین ریاستی تبادلے کا پروگرام)

’’ایک بھارت شریشٹھ بھارت‘‘ کا اعلان سردار

ولبھ بھائی پٹیل کی 140 ویں سالگرہ کے موقع پر 31 اکتوبر 2015 کو عزت مآب وزیراعظم نے کیا تھا۔اس پروگرام کا اہم مقصد ہمارے کی گونا گونی میں اتحاد کا جشن منانا اور ہمارے ملک کے لوگوں کے درمیان روایتی طور سے موجود جذباتی بندھنوں کو برقرار رکھنا اور انہیں مستحکم بنانا۔ ریاستوں کے درمیان ایک سال بھر طویل منوبہ بند مصروفیت کے ذریعے تمام ہندوستانی ریاستوں اور مرکز کے زیرانتظام علاقوں کے درمیان ایک عمیق اور تشکیل کردہ مصروفیت کے ذریعے قومی یکجہتی کے جذبے کو فروغ دینا، کسی بھی ریاست کے مالا مال ورثے اور ثقافت، رسم ورواج اور روایات کا مظاہرہ کرنا ہے، تاکہ لوگ ملک کی گونا گونی کو سمجھ سکیں اور اس کی قدر کر سکیں۔ یہ پروگرام فروغ انسانی وسائل کی وزارت کے انتظامی تال میل میں ہے۔

نہرو یووا سنگھٹن نے 15 جوڑی ریاستوں، یعنی تلنگانہ اور ہریانہ، کیرالہ اور ہماچل پردیش، متامل ناڈو اور جموں وکشمیر، اوڈیشہ اور مہاراشٹر، جھارکھنڈ اور گوا، کرناٹک اور اتراکھنڈ، میگھالیہ اور اترپردیش، سکم اور دہلی، منی پور اور مدھیہ پردیش، مہاراشٹر اور اوڈیشہ وغیرہ میں سال 2017-18 کے لیے نوجوانوں کے بین ریاستی تبادلے کا پروگرام، ایک بھارت شریشٹھ بھارت شروع کیا ہے۔

(vi) دیگر سرگرمیاں: این وائی کے ایس دیگر وزارتوں کے ساتھ اشتراک عمل میں مختلف سرگرمیوں کا بھی اہتمام کرتا ہے، مثلاً پودکاری، خون کا عطیہ دینے کا کیمپ اور رضا کارانہ طور سے خون کا عطیہ دینے والے لوگوں کا اندراج، بچوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھنا (آپریشن، اندردھنش)، ماں کو بیماریوں سے محفوظ رکھنا، یوگا کا بین الاقوامی دن منانا وغیرہ۔ زیادہ حالیہ سرگرمی سوچھ بھارت موسم گرما انٹرن شپ میں نوجوانوں کی شمولیت ہے، جس میں نوجوانوں کو سووچھتا سے متعلق کاموں نیز صحت اور حفظان صحت کی حمایت کرنے کے سلسلے میں رضا کارانہ طور سے کام کرنے کی 100 گھنٹے دیئے جائیں گے۔اسی طرح سے، آبی وسائل کی وزارت کی سرپرستی میں، صاف گنگا سے متعلق مشن کے تحت نمامی گنگا پروگرام میں این وائی کے ایس نوجوانوں سے کام لیا جاتا ہے۔

نیشنل سروس اسکیم (این ایس ایس): این ایس ایس رضا کارانہ کمیونٹی سروس کے ذریعے نوجوان طلبا کی شخصیت اور کردار سازی کے ابتائی مقصد سے 1969 میں شروع کی گئی تھی۔''سروس کے ذریعے تعلیم'' این ایس ایس کا مقصد ہے۔این ایس ایس کی نظریاتی تعین سمت کے سلسلے میں مہاتما گاندھی کے نصب العین سے ترغیب عمل حاصل کی جاتی ہے۔ بہت بجا طور سے، این ایس ایس کا اصولِ عمل ''میں نہیں، بلکہ آپ'' ہے۔این ایس ایس 1969 میں 37 یونیورسٹیوں میں شروع کی گئی تھی، جس میں تقریباً 40,000 رضا کار شامل تھے، اس وقت، این ایس ایس میں 3.66 ملین

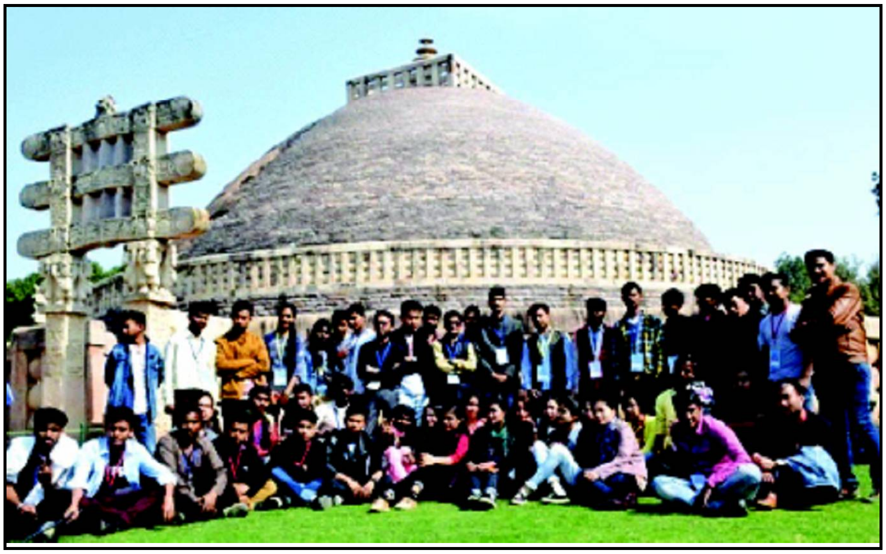

رضا کار ہیں، جن کا اندراج 39,695 این ایس ایس یونٹوں میں ہے، جو 391 یونیورسٹیوں/+2 کونسلوں نیز 16,278 سینئر سیکنڈری اسکولوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

بنیادی ڈیزائن ☆پروگرام کا ڈھانچہ: این ایس ایس کے ڈیزائن میں اس بات پر غور کیا گیا ہے کہ اس اسکیم کے تحت احاطہ کردہ ہر ایک تعلیمی ادارے میں 100 رضا کار طالب علموں (عام طور سے) پر مشتمل کم سے کم ایک این ایس ایس یونٹ ہو، جو پروگرام افسر (پی او) کے طور پر نامزد کردہ ایک استاد کے زیر قیادت ہو۔ ہر ایک این ایس ایس یونٹ اپنی سرگرمیاں انجام دینے کے لیے ایک گاؤں یا ایک گندی بستی کو گود لیتا ہے۔ ہر ایک این ایس ایس رضا کار کو دو سال کے لیے فی سال سروس کے کم سے کم 120 گھنٹے یعنی کل 240 گھنٹے دینے ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ، ہر ایک رضا کار کو گود لیے گئے گاؤں یا شہری گندی بستی میں، این ایس ایس یونٹ کے زیراہتمام، 7 دنوں کی مدت کے ایک خصوصی کیمپ میں شرکت کرنی ہوتی ہے۔

این ایس ایس کے تحت انجام دی گئی سرگرمیوں کی نوعیت: این ایس ایس کی اہم سرگرمی کمیونٹی سروس کرنا ہے۔ سرگرمیوں کی واضح نوعیت کمیونٹی کی ضروریات کے ردعمل میں نمو کرنا ہے۔این ایس ایس رضا کار جن شعبوں میں کام کرتے ہیں، ان میں سے کچھ شعبے تعلیم، صحت، خاندانی بہبود اور صفائی ستھرائی، ماحولیات کا تحفظ، سماجی سروس کے پروگرام، خواتین کی صورت حال کو بہتر بنانے کے پروگرام، پیداوار پر مبنی پروگرام، آفات اور حادثات میں راحت اور باز آبادکاری، وغیرہ ہیں۔اس کے علاوہ، این ایس ایس رضا کار یوم جمہوریہ کی پریڈ کے کیمپوں، مہم جوئی کے کیمپوں، قومی یکجہتی کیمپوں، شمال مشرقی این ایس ایس کیمپوں، نوجوانوں کے قومی فیسٹیول کے دوران ''سویچار'' اور ''نوجوانوں کے اجتماع'' کے پروگراموں میں بھی شرکت کرتے ہیں۔رضا کارانہ مصروفیتوں کی کچھ مثالیں۔

رضا کارانہ سماجی مصروفیت کے کچھ قابلِ رشک فوائد ہیں۔اس سے نوجوانوں کو کمیونٹی، اس کے اطراف اور مشکلات نیز اس کے فوائد کو جاننے اور سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔اس سے ان کے عملی انکشاف میں اضافہ ہوتا ہے،

جس سے انہیں ایک مخصوص مسئلے یا صورتحال کا تجزیہ کرنے کے سلسلے میں ایک موازنہ جاتی نظریہ پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ایک بار خود سے زمینی حقیقتیں دیکھنے پر، نوجوان اس مسئلے کے ایک توسیع شدہ تصور کے حامل ہوں گے۔ اس بات کو سمجھنا شروع کردیئے ہیں کہ ایک صورتحال اس کے ڈرامائی طور سے برعکس ہوسکتی ہے، جو انہوں نے کہیں اور دیکھی تھی نیز دونوں ہی صحیح ہوسکتی ہیں، جس کا انحصار اس صورتحال پر ہے۔ مختصر یہ کہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ رضا کاریت سے ''جذباتی حصول'' میں اضافہ کرنے کے سلسلے میں تعاون ملتا ہے، جو بلوغیت میں نوعمر کی منتقلی کے مسائل سے نمٹنے کا ذریعہ ہے۔ این وائی کے ایس/این ایس ایس کے رضا کاروں کے ذریعے اس طرح کی سرگرمیوں کی کچھ مثالوں سے اس کا کافی طور سے مظاہرہ ہوتا ہے۔

(i) **گری وکاس پروجیکٹ**: اس کردار کو سمجھتے ہوئے، جو تعلیم/خواندگی قبائیلی آبادی کو قومی دھارے میں ملانے کے سلسلے میں ادا کرسکتی ہے، گری وکاس پروجیکٹ ضلع انتظامیہ کی مدد سے نہرو یووا کیندر، پلاکڈ، کیرالہ کے ذریعے تجرباتی بنیاد پر شروع کیا گیا تھا۔ تعلیمی اور انتظامی بلاک، لڑکیوں اور لڑکوں کے ہاسٹل پر مشتمل 1.5 ایکڑ رقبے والا گری وکاس کیمپس ملام پوزہا گاؤں، پلاکڈ میں واقع ہے۔ کیرالہ اسٹیٹ ایس ٹی ڈیولپمنٹ محکمے نے اس پروجیکٹ کے لیے امداد فراہم کی ہے۔

یہ پروجیکٹ ایس ایس ایل سی (سیکنڈری اسکول چھوڑنے کا سرٹی فیکیٹ)/ 2+ ناکام ایس ٹی طلبا کو خوشگوار مطالعاتی ماحول، تعلیمی اور مشترک تعلیمی سہولیات فراہم کرتا ہے، تاکہ وہ دس مہینے کی رہائشی کوچنگ فراہم کرنے سے امتحان میں کامیاب ہوسکیں۔ اس کا مقصد قبائیلیو کے ذہنوں سے کمتری کا احساس ختم کرنا، حفظانِ صحت، نظم وضبط اور سخت محنت جیسے زندگی گزارنے کے لازمی پہلوؤں کی تعلیم دے کران کی شخصیت سازی بھی ہے۔

باقاعدہ ایس ایس ایل سی نصابِ تعلیم کے علاوہ، طلباء کو انگریزی کمپیوٹر استعمال کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے، یوگا، کھیل کود اور ثقافتی سرگرمیاں کرائی جاتی ہیں، صحت اور سماجی امور کے مختلف پہلوؤں سے آشکار کرایا جاتا ہے، سماجی ممفکرین، ممتاز ادبی شخصیات، سیاسی لیڈروں اور عہدے داروں کی تقریریں سننے نیز ان سے تفاعل کرنے کا موقعہ فراہم کیا جاتا ہے۔

گری وکاس پروجیکٹ نے قبائیلی لڑکوں اور لڑکیوں کو ایس ایس ایل سی کے لیے بیٹھنے کے قابل بنایا ہے نیز کامیابی سے 88 کی مجموعی پاس فیصد حاصل کی ہے۔

(ii) **منشیات کے غلط استعمال اور شراب نوشی کی روک تھام (این وائی کے ایس)**: این وائی کے ایس نے سماجی انصاف اور با اختیار بنانے کی وزارت کی مالی مدد سے ''منشیات کے غلط استعمال اور شراب نوشی کی روک تھام کے بارے میں بیداری اور تعلیم'' کے عنوان سے ایک سال طویل تجرباتی پروجیکٹ پر عمل درآمد کیا ہے۔ اس پروجیکٹ پر پنجاب کے 10 اضلاع کے 75 بلاکوں کے تحت 3000 گاؤں نیز منی پور کے 7 اضلاع کے 25 بلاکوں کے تحت 750 گاؤں میں عمل درآمد کیا گیا تھا۔

اس پروجیکٹ میں مجموعی طور سے منشیات اور شراب پر انحصار کے مسئلے پر توجہ دینے کے لیے، ایک طرف مختلف متعلقین، مثلاً گاؤں پر مبنی این وائی کے ایس یوتھ کلبوں، خواتین کے گروپوں، گرام پنچایتوں، مقامی سیاسی اور مذہبی لیڈروں، اثر ڈالنے والے گاؤں کے لوگوں اور خدمات فراہم کرنے والے لوگوں کی مدد اور ساجھے داری حاصل کی گئی تھی اور دوسری طرف نوعمروں اور نوجوانوں، زیادہ خطرے والے اور جراحت پذیر

گروپوں نیز ان کے کنبوں اور کمیونٹی کے اراکین پر توجہ مرکوز کی گئی تھی۔

اس پروجیکٹ کا اہم مقصد شراب اور منشیات پر انحصار کرنے کے نتائج اور اثر، روک تھام کرنے کے طریقوں نیز ایک صحت مند اور بامقصد زندگی گزارنے کے سلسلے میں انحصار کو ختم کرنے کے لیے پیشہ ورانہ مدد کی ضرورت کے بارے میں نشانہ شدہ لوگوں اور متعلقین میں بیداری پیدا کرنا اور انہیں تعلیم دینا تھا۔

اس پروجیکٹ کے تحت، نجی رابطے اور ہمسر تعلیم کے پروگرام کے تحت 37,500 تربیت یافتہ مقامی دیہی

ایم سی جی) کے ساتھ ایک ایم او یو پر دستخط کیے ہیں۔ چنانچہ یہ سنگھٹن ''نمامی گنگا پروگرام'' میں نوجوانوں کی شمولیت'' کے عنوان سے پروجیکٹ پر عمل درآمد کر رہا ہے۔

اس پروجیکٹ کا مقصد تربیت یافتہ اور زیادہ محرک مقامی نوجوانوں کا ایک کیڈر تیار کرنا، زندگی کے تمام شعبوں کے لوگوں کو بیدار کرنا اور ان کی مدد حاصل کرنا، آلودہ کردہ گنگا کے نتائج اور اثر کے بارے میں نشانہ شدہ لوگوں میں بیداری پیدا کرنا اور انہیں تعلیم دینا نیز صاف گنگا سے متعل موجودہ سرکاری اسکیموں اور خدمات کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔ اس وقت یہ

یوتھ کلب اراکین نے 3,75,000 نوجوانوں میں بیداری پیدا کی تھی اور اس سلسلے میں انہیں تعلیم دی تھی نیز ایسے 62,654 افراد کی نشاندہی کی تھی، جو یا تو منشیات یا شراب کے عادی تھے۔ اس کے علاوہ، منشیات کے غلط استعمال اور شراب نوشی نیز ان کے نتائج پر توجہ دینے کے لیے عوامی بیداری پیدا کرنے، لوگوں کو یکجا کرنے، دیہی کمیونٹوں میں اطلاعات کی تشہیر، تعلیم اور ترغیب عمل کے لیے دیہی سطح کی سرگرمیوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔

(iii) نمامی گنگا اور نوجوان (این وائی کے ایس): نہرو یووا کیندر سنگھٹن نے 8 جون، 2015 کو قومی دریائے گنگا کی آلودگی کی روک تھام کرنے، اس کی تجدید کرنے کے بارے میں بیداری پیدا کرنے کے لیے صاف گنگا سے متعلق قومی مشن (این

پروجیکٹ 4 ریاستوں یعنی اتراکھنڈ، اترپردیش، بہار اور مغربی بنگال کے 29 اضلاع کے دریائے گنگا کے ساتھ واقع 2336 گاؤں اور 1203 گرام پنچایتوں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس پروجیکٹ کے تحت، اس پروجیکٹ کے ایک حصے کے طور پر کام کرنے کے لیے 13000 سے زیادہ گنگا دونوں کے ساتھ، دریائے گنگا کے کناروں پر گاؤں میں 2426 یوتھ کلب تشکیل دیئے جا چکے ہیں۔

(iv) پانی کے معیار کے مسائل:

کریم سٹی کالج یونٹ (این ایس ایس): کریم سٹی کالج، جمشید پور، جھارکھنڈ کے این ایس ایس رضا کاروں نے گود لیے گئے گاؤں کے لوگوں کے ذریعے پینے اور دیگر مقاصد کے لیے استعمال کردہ پانی کے ذرائع کی جانچ کے لیے اقدام کیا ہے۔ جانچ کا کام اس کالج کی کیمسٹری کی تجربہ گاہ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ ضلع اتھارٹی کو پیش کردہ گئی تھی۔ ضلع اتھارٹی نے پانی کی دوبارہ جانچ کے لیے اقدام کیا تھا نیز آلودگی میں زیادہ سے زیادہ کمی لانے اور گاؤں کے لوگوں کو صاف پانی فراہم کرنے کے لیے ضروری اقدامات کیے گئے تھے۔

(v) الاگاپا چیتیار گورنمنٹ کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کرائی کُڈ، تامل ناڈو (این ایس ایس): اس کالج کے این ایس ایس یونٹ نے آبی ذرائع اور غاصبانہ قبضوں کے بارے میں سروے کیا تھا۔ نیز پلاونگوڈی گاؤں کے تمام تالابوں کے لیے ان ذرائع کو جوڑنے کے امکانات کا تجزیہ کیا تھا۔ اس نے سول انجینئرنگ کے محکمے کے کل اسٹیشن کی مدد سے پلاونگوڈی گاؤں کی نقشہ سازی کی تھی۔ مقامی لوگوں کی مدد سے، غاصبانہ قبضے، ملبہ ہٹانے وغیرہ کا کام بھی کیا گیا تھا۔ بالآخر، تالاب بارش کے پانی سے بھر گئے تھے۔ تمام آبی ذرائع کو اب آبی بہاؤ کے لیے سطح کر دیا گیا ہے اس سے بارش کا پانی جمع کرنے اور گاؤں کی آبی ضروریات کے لیے مستقل حل نکل آیا ہے۔

(vi) سدھی ترقی کا پروجیکٹ (این ایس ایس): سدھی مسلم کمیونٹی احمد آباد کی ایک شہری گندی بستی، سدھی بستی میں رہتی ہے۔ سرس پور آرٹس اینڈ کامرس کالج کی این ایس ایس یونٹ نے اس شہری گندی بستی، سدھی بستی کو گود لیا تھا، جو ایک دہے سے زیادہ تک کوڑا کرکٹ ڈالنے کی ایک جگہ تھی نیز زندگی ان کے لیے دشوار ہو گئی تھی۔ سرس پور کالج کے این ایس ایس رضا کاروں نے اس علاقے کی گندگی اور کوڑے کرکٹ ہٹایا تھا، اس علاقے کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے صفائی ستھرائی کی مہم اور تحریک شروع کی تھی۔ این ایس ایس رضا کاروں کی چار سال کی مستقل اور مسلسل کوششوں سے سدھی شہری گندی بستی کے علاقے کو کوڑے کرکٹ سے پاک علاقہ بنایا گیا تھا۔ 300 سے زیادہ سدھی لوگ اور قریبی کالج کے 2000 سے زیادہ طلبا مستفید ہوئے ہیں۔ سرس پور آرٹس اینڈ کامرس کالج کے این ایس ایس رضا کاروں نے اپنے گھروں کو صاف کیا ہے اور رنگ

روغن کیا ہے، اپنے بیت الخلاؤں کی تجدید کی ہے نیز انہیں چالو کیا ہے۔اس کے علاوہ، این ایس ایس کے اس یونٹ نے عوامی رقص ''سدھی دھال'' کو فروغ دینے کے سلسلے میں مدد بھی کی ہے، سدھی بستی میں گھر کے دروازے پر ''تفریح کے ساتھ سیکھو'' کا اہتمام کرنے میں مدد کی ہے، تاکہ سدھی لڑکیاں خواتین اور بچے اپنے گھروں میں تفریحی کھیل اور ثقافتی سرگرمیاں انجام دے سکیں۔اس یونٹ نے لڑکیوں سمیت دوسو سے زیادہ سدھیوں کے لیے کمپیوٹر کی تعلیم کی کلاسوں کا اہتمام کرنے کے سلسلے میں بھی مدد کی ہے۔

(vii) **ایل ای ڈی بلب کیمپس (این ایس ایس)**: پیشہ ورانہ ہائیر سیکنڈری تعلیم کی ڈائریکٹوریٹ کے این ایس ایس یونٹوں کے ذریعے دو دن کی مدت کے 308 موسم گرما کیمپوں کا اہتمام ایل ای ڈی بلب بنانے جیسے مختلف پروجیکٹوں اور پروگراموں کے ساتھ مختلف وقفوں میں کیرالہ کے 14 اضلاع میں کیا گیا تھا۔ان پروجیکٹوں اور پروگراموں میں مرمت کے لیے گھروں سے ٹوٹے ہوئے اور ترک کردہ ایل ای ڈی بلب جمع کرنا، سماجی اور معاشی طور سے حاشیے پر کردہ لوگوں کو ایل ای ڈی بلب تقسیم کرنا، گاؤں کے لوگوں میں توانائی کی کھپت کے بارے میں بیداری کے پروگراموں کا اہتمام کرنا وغیرہ بھی شامل تھا۔کیرالہ انرجی مینجمنٹ سینٹر کے ذریعے ایل ای ڈی بلب بنانے اور اس کی مرمت کے بارے میں این ایس ایس کے رضاکاروں کی تربیت کے لیے 4 گھنٹے وقف کیے گئے تھے۔ان کیمپوں میں این ایس ایس کے 15400 رضاکاروں اور 308 پروجیکٹ افسروں کو شامل کیا گیا تھا۔

☆☆☆

نمامی گنگے پروگرام کو جی آئی ایس ٹکنالوجی سے مستحکم بنایا جائے گا

پانی کے معیار کی تصدیق کے لئے ایس پی سی بی کو مستحکم کیا جائے گا

☆نیشنل مشن فار کلین گنگا نے ملک کا قدیم ترین سائنسی محکمہ قائم کیا تھا۔اس محکمے کا قیام 1767 میں جغرافیائی اطلاعاتی نظام (جی آئی ایس) کی ٹکنالوجی کے استعمال کے ساتھ دریائے گنگا کی باز بحالی کو فروغ دینا تھا۔ای سی کے اجلاس میں 86.84 کروڑ کے سرمائے کی تخصیص کے ساتھ مرتب کئے جانے والے اس منصوبے سے این ایم جی سی قومی اور ریاستی سطح پر اس سے متعلق منصوبہ بندی اور اس پر عمل آوری کرے گا۔اس منصوبے میں ڈجیٹل ایلی ویشن ماڈل (ڈی ای ایم) کی ٹکنالوجی کا استعمال کیا جائے گا۔جس سے حقیقی اعداد وشمار کے حصول کو یقینی بنایا جاسکے گا۔کیونکہ اسے دریاؤں کے خلیجی علاقوں کی منصوبہ بندی اور انتظام میں اہم ترین پہلو کی حیثیت حاصل ہے۔اس طرح نمامی گنگا پروگرام کے لئے جی آئی ایس ٹکنالوجی کا استعمال غیر مرکزیت کو بھی یقینی بنایا جاسکے گا۔علاوہ ازیں اس ٹکنالوجی سے لوگوں کو قومی سطح پر اپنے تجربے اور تبصرے بھیجنے کی سہولت حاصل ہوسکے گی۔جس کے نتیجے میں ایک باہم مذاکراتی اور شفاف پروگرام تیار کیا جاسکے گا۔سبھی یونٹوں ،صنعتوں اور ہر قسم کے کاروباری اور دیگر اداروں سے گندے پانی کے بہاؤ کی نقشہ سازی اور اندازہ کاری کی جاسکے گی۔اس کے ساتھ ہی نیشنل مشن فار کلین گنگا نے دریائے گنگا کی پانچ اہم خلیجی ریاستوں کے اسٹیٹ پالیوشن کنٹرول بورڈ کے منصوبوں کو بھی منظوری دے دی ہے۔ان ریاستوں میں اتراکھنڈ، اترپردیش، بہار، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال شامل ہیں تاکہ یہ ریاستیں دریائے گنگا کے پانی کے معیار کی تصدیق کرسکیں اور کسی قسم کے نقص پائے جانے کی صورت میں معقول اقدام کرسکیں۔اس مقصد کے لئے شناخت شدہ لیباریٹریاں یا تجربہ گاہوں کو جدید ترین سازوسامان اور مشینوں اور بہترین تربیت یافتہ سائنسی افراد سے لیس کیا جائے گا تاکہ آلودگی کی اندازہ کاری کا کام موثر طریقے سے کیا جاسکے اور پانی کے معیار پر نظر رکھی جاسکے۔اس منصوبے کو پانچ سال کے منظوری دی گئی ہے۔

مغربی بنگال میں 358.43 کروڑ کی لاگت سے دو منصوبوں کو منظوری دی گئی ہے جو مغربی بنگال کے ہگلی، چنسرا اور مہیش تلا میونسپل اداروں میں گندے پانی کے نکاس کے انتظام وانصرام کو فروغ دے گا۔ان دونوں منصوبوں سے 56 ایم ایل ڈی گندے پانی کے دریائے گنگا میں راست طور سے بہاؤ کو روکا جاسکے گا۔واضح ہو کہ مہیش تلا عظیم تر کولکتہ کے ایک اہم علاقے کی حیثیت رکھتا ہے۔اس لئے مہیش تلا کے منصوبوں میں 27 کلومیٹر طویل انٹرسپٹو اور ڈائیورجن سیورنیٹ ورک اور 26 ایم ایل ڈی کا ایک ایس ٹی پی شامل ہے، جس سے موجودہ ڈھانچہ جاتی سہولیات کو 15 برس تک موثر طریقے سے کام کرنے کے لئے بہتر بنایا جاسکے گا۔531.24 کروڑ روپے کے یہ چار منصوبے نیشنل مشن فار کلین گنگا (این ایم سی جی) ایگزیکٹو کمیٹی کے گیارہویں اجلاس میں منظور کیے گئے تھے۔اس اجلاس کی صدارت این ایم سی جی کے ڈائریکٹر جنرل جناب راجیو رنجن مشرا نے کی تھی۔

☆☆☆

ڈاکٹر رنجیت مہتہ

قابلِ استطاعت مکانات کی فراہمی

سر پر چھت کو یقینی بنانا

قابل استطاعت مکانات کے مالیہ کا تخمینہ اُس سال یعنی 2022 تک 6 لاکھ کروڑ کاروباری موقع ہونا لگایاگیا ہے ، جس تک حکومت تمام شہریوں کے لیے مکانات حاصل کرنا چاہتی ہے۔ حکومت نے ملک بھر میں قابلِ استطاعت مکانات کو فروغ دینے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ اعداد و شمار سے 2016-17 میں اس شعبے میں قرض کی تقسیم اور نئے پروجیکٹ شروع کرنے کے سلسلے میں ایک تیز اضافے کا پتہ چلتا ہے۔ اقتصادی طور سے کمزور طبقے میں قابل استطاعت ہونے کے عنصر کو بہتر بنانے کے سلسلے میں قرض سے متعلق سبسڈی کی اسکیم کافی موثر اور کارگر ثابت ہوئی ہے۔

شہری تہذیب کے آغاز سے ہی مکان فرد، کنبوں، گروپ اور حکومت کی ایک فکر رہی ہے۔ اکیسویں صدی کو شہری صدی کہا جاتا ہے، کیونکہ تہذیب کے آغاز سے پہلی بار دہی علاقوں کے مقابلے میں شہری علاقوں میں زیادہ لوگ رہ رہے ہیں۔ آج کی تیز رفتار دنیا میں شہر کاری کا معاملہ، خاص طور سے ابھرتی ہوئی معیشتوں میں، ناگزیر ہے۔ دیہی علاقوں سے شہری علاقوں، خاص طور سے بڑے شہروں اور ریاستی راجدھانیوں کے لیے نقل مکانی کرنے والے لوگوں کی اچانک اور بڑے پیمانے پر آمد کی وجہ سے، تمام شہروں میں سب سے زیادہ اہم مسئلہ مکانات رہا ہے۔ ہر ایک شہر میں مکانات کی قلت کی وجہ سے تقریباً پچاس فیصد آبادی گندی بستیوں میں رہتی ہے۔ جیسا کہ ہم نے گزشتہ کچھ دہوں میں دیکھا ہے، وسیع شہر کاری، آمدنی کی بڑھتی ہوئی سطحوں اور آبادی کے بدلتے ہوئے اعداد وشمار کی وجہ سے، مستقبل میں آبادی کے لیے گنجائش نکالنے کی غرض سے ذرائع نقل وحمل، مکانات، اراضی اور دیگر شہری خدمات پر بڑھتا ہوا دباؤ رہا ہے۔ حالانکہ گزشتہ دہے میں آبادی میں مجموعی اضافے میں کمی آئی ہے، لیکن شہری آبادی میں اضافہ آبادی کی سالانہ قومی شرح اضافہ سے تقریباً دگنا رہا ہے۔ ہندوستان میں شہری آبادی 2011 میں 377 ملین سے، 2031 تک 600 ملین (کل آبادی کے 50 فیصد سے زیادہ) ہوسکتی ہے نیز شہروں کی کل تعداد بڑھ کر (2011 میں 50 سے) 87 ہوجانے کا امکان ہے۔ اس کے علاوہ جی ڈی پی کا شہری حصہ 2009-2010 میں (تخمینہ شدہ 62 تا 63 فیصد سے بڑھا کر 75 فیصد کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ (ماہرین کی اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی (ایچ پی ای سی)، 2011)۔ نتیجتاً ہمارے شہروں میں معیار زندگی کو بہتر بنانے نیز ہمارے شہری مراکز میں پائی جانے والی

مضمون نگار پی ایچ ڈی سی سی آئی میں پرنسپل ڈائریکٹر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔
ranjeetmehta@gmail.com

دیگر بنیادی ڈھانچے کی کمی کے ساتھ ساتھ، مکانات کی موجودہ اور (مستقبل کی تخمینہ شدہ قلت کو دور کرنے کی انتہائی شدید ضرورت ہے۔

حکومت نے 12 ویں پنج سالہ منصوبے میں شہری مکانات کی کُل قلت کا تخمینہ 18.78 ملین لگایا تھا (شہری مکانات کے بارے میں تکنیکی گروپ، 2011)۔ ان 18.78 ملین یونٹوں کے اندر، معاشی طور سے کمزور طبقے (ای ڈبلیو ایس) اور کم آمدنی والے گروپ (ایل آئی جی) میں مکانات کی قلت کُل کمی کے 96 فیصد حصے کے ساتھ غیر معمولی طور سے زیادہ ہے۔ مکانات اور شہری غریبی کے خاتمے کی وزارت کے مطابق، مخصوص طور سے ای ڈبلیو ایس اور ایل آئی جی کی مکانات کی آمدنی کی سالانہ حد بالترتیب 100,000 روپے اور 100,000 تا 200,000 روپے ہے۔ اس کے علاوہ، دیہی مکانات کی قلت کا تخمینہ 43.67 ملین لگایا گیا ہے، جن میں سے 90 فیصد سے زیادہ کنبے غریبی کی سطح سے نیچے ہیں۔ مکانات کی اس قلت کو پورا کرنے کے لیے، حکومت نے تخمینہ لگایا ہے کہ 16.9 ملین نئے قابلِ استطاعت مکانات کی ضرورت ہے، جب کہ ناپسندیدہ طور سے زیادہ رہائش والے موجودہ مکانات میں بھیڑ بھاڑ کم کرنے کے لیے 12.67 ملین مکانات کی ضرورت ہے۔ کچھ مکانات کو، جنہیں دوبارہ چمکانے کی ضرورت ہے، بنیادی ڈھانچے تک رسائی حاصل نہیں ہے۔ (این ایچ بی، 2011)

اس مسئلے کو سمجھتے ہوئے، مودی حکومت کے قومی ایجنڈے میں قابلِ استطاعت مکانات کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ 2022 تک سب کے لیے مکان کے سلسلے میں حکومت کا عہد وہ وژن ہے، جو متعلقین کے سامنے ڈرامائی طور سے مختلف مواقع اور ضروریات پیش کرتا ہے۔ اس خواب کو عملی جامہ پہنانا ایک روشن ہندوستان کی تعمیر کی جانب ایک دم ہوسکتا ہے۔ ''2022 تک سب کے لیے مکان'' کی یہ تغیری کُلی والی اسکیم شہری غریبوں کو قابلِ استطاعت مکان فراہم کرنے کے مقصد سے پردھان منتری آواس یوجنا کے تحت 17/ جون، 2015 کو حکومتِ ہند نے شروع کی تھی۔

پردھان منتری آواس یوجنا (پی ایم اے وائی) 2022 تک سب کے لیے مکان

گو گزشتہ برسوں میں کم لاگتی مکانات فراہم کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں، لیکن 2015 میں شروع کی گئی پی ایم اے وائی سے اس سلسلے میں ایک نیا زور آیا ہے۔ پی ایم اے وائی۔ شہری میں شہری مکانات کی گزشتہ تمام اسکیموں کو شامل کر دیا گیا ہے نیز اس کا مقصد 2022 تک ''سب کے لیے مکان'' ہے۔ پی ایم اے وائی۔ یو کے ذریعے 20 ملین مکانات کی قلت دور کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

یہ مشن چار جزو کا حامل ہے

الف- ان کی جگہ پر ہی گندی بستیوں کی ترقی و بہتری (آئی ایس ایس آر):

اس میں زمین کا استعمال ایک وسیلے کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اس اسکیم کا مقصد سرکاری/نجی زمین پر موجودہ گندی بستیوں کو از سر نو بہتر بنا کر گندی بستیوں کے اہل باشندوں کو مکانات فراہم کرنا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ریاستوں/مرکز کے زیرِ انتظام علاقوں کے منصوبہ بندی اور عملدرآمد کرنے والے حکام کو مرکزی حکومت کے ذریعے فی مکان ایک لاکھ روپے کی گرانٹ فراہم کی جاتی ہے۔

ب- ساجھے داری میں قابلِ استطاعت مکانات (اے ایچ پی):

اس کا مقصد قابلِ استطاعت مکانات کے پروجیکٹوں میں نجی شرکت کو فروغ دینے کے لیے نجی ڈیولپروں کو مالی امداد فراہم کرنا ہے۔ ان نجی پروجیکٹوں کے سلسلے میں، جہاں کم سے کم 35 فیصد مکانات ای ڈبلیو ایس زمرے کے لیے تعمیر کیے جاتے ہیں، فی ای ڈبلیو ایس مکان 1.5 لاکھ روپے کی شرح سے مرکزی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

ج- قرض سے وابستہ سبسڈی کی اسکیم (سی ایل ایس ایس)

یہ اسکیم ابتدائی قرض دینے والے اداروں (پی ایل آئی) کے ذریعے قرض لینے والے شخص کے کھاتے میں جمع کردہ سود کی سبسڈی کے ساتھ گھر خریدنے کے لیے ای ڈبلیو ایس، ایل آئی جی اور ایم آئی جی کنبوں کو آسان ادارہ جاتی قرض کے سلسلے میں سہولت مہیا کرتی ہے۔ اس سے مکان کا قرض اور مساوی کردہ ماہانہ قسطیں کم ہوجاتی ہیں۔

د- استفادہ کنندہ پر مبنی تعمیر یا اضافہ (بی ایل سی)

اس اسکیم میں ای ڈبلیو ایس/ ایل آئی جی کے لیے نئی تعمیر یا موجودہ مکان کی توسیع کے سلسلے میں فی کنبہ 1.5 لاکھ روپے کی مرکزی اسکیم شامل ہے۔

حکومت نے چوبیس گھنٹے پانی کی سہولت، صفائی ستھرائی اور بجلی کی سپلائی والے قابل استطاعت پکے مکان بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ پی ایم اے وائی کے تحت، یہ تجویز کیا گیا ہے کہ مرکزی حکومت سے دو کھرب روپے (31 ارب امریکی ڈالر) کی مالی امداد کے ذریعے 2022 تک شہری علاقوں میں معاشی طور سے کمزور طبقوں اور کم آمدنی والے گروپوں سمیت دو کروڑ مکان

تعمیر کیے جائیں۔ اس اسکیم کو دیگر اسکیموں کے ساتھ ملا دیا گیا ہے، تا کہ گھروں میں ایک بہت الخلاء، سو بھاگیہ یوجنا بجلی کنکشن، اُجّو الا یوجنا گیس کنکشن، پینے کے پانی تک رسائی، جن دھن بینکاری سہولیات، وغیرہ یقینی ہوں۔

شہری علاقوں کے مقصد سے اس اسکیم میں ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں اور شہروں کے لیے مندرجہ ذیل جزو/انتخابات شامل ہیں:

☆ایک وسیلے کے طور پر زمین کا استعمال کرتے ہوئے نجی ڈیولیروں کی شرکت سے گندی بستیوں میں رہنے والے لوگوں کی باز آبادکاری۔

☆قرض سے وابستہ سبسڈی کے ذریعے کمزور طبقے کے لیے قابلِ استطاعت مکانات کا فروغ۔

☆سرکاری اور نجی شعبوں کے ساتھ ساجھے داری میں قابل استطاعت مکانات، اور

☆استفادہ کنندہ پر مبنی انفرادی مکان کی تعمیر یا اضافے کے لیے سبسڈی۔

اس کے علاوہ، حکومتِ ہند سب کے لیے مکانات فراہم کرنے کی غرض سے بجٹ کے ذریعے متعدد اقدامات کرتی رہی ہے۔

مرکزی بجٹ، 18-2017 میں اہتمامات غیر منقولہ جائیداد کے شعبے کے لیے صورتِ حال بدلنے والے، لیکن خاص طور سے 2022 تک سب کے لیے مکانات کا نشانہ حاصل کرنے کے لیے بھی تھے۔

مرکزی بجٹ، 18-2017 میں قابل استطاعت مکانات کو فروغ دینے کے لیے متعدد اقدامات کا اعلان کیا گیا تھا:

☆قابلِ استطاعت مکانات کو بنیادی ڈھانچے کا درجہ دیا گیا ہے۔

☆2019 تک ایک کروڑ دیہی مکانات تعمیر کیے جائیں گے۔

☆نیشنل ہاؤسنگ بینک 20,000 کروڑ روپے کے قرضوں کو از سرِ نو فائینینس کرے گا۔

☆پردھان منتری آواس یوجنا کے لیے 23,000 کروڑ روپے دیے جائیں گے۔

☆غیر منقولہ جائیداد کے ڈیولیروں کو فروخت نہیں ہوئے اسٹاک پر ٹیکس میں راحت دی جائے گی، کیونکہ سرمایہ جاتی فوائد ادا کرنے کے لیے ذمہ داری صرف اس سال میں عائد ہوگی، جس میں ایک پروجیکٹ مکمل کیا گیا ہے۔

☆30 اور 60 مربع میٹر کے بلٹ اپ ایریے کی بجائے، 30 اور 60 مربع میٹر کا کارپیٹ ایریا قابلِ استطاعت مکانات کے لیے قابلِ اطلاق ہوگا۔

☆غیر منقولہ جائیداد کے لیے سرمایہ جاتی فوائد پر ٹیکس کے سلسلے میں ہولڈنگ کی مدت 3 سال سے کم کر کے 2 سال کردی گئی ہے۔

☆فروخت نہیں ہوئے اسٹاک کے لیے، تکمیل کے سرٹی فیکیٹ کی وصولی کے بعد ایک سال کی ٹیکس سے چھوٹ۔

☆اندرا آواس یوجنا کی توسیع 600 اضلاع کے لیے کی جائے گی۔

☆سرمایہ جاتی فوائد کے لیے عدد اشاریہ کاری یکم اپریل 1981 سے یکم اپریل 2001 کے لیے منتقل کر دی گئی ہے۔

مکانات کے شعبے کے لیے تغیر کلی والے ان اقدامات پر ذیل میں تفصیل سے تبادلہ خیالات کیا جارہا ہے:

قابلِ استطاعت مکانات کے شعبے کو بنیادی ڈھانچے کا درجہ

یہ حکومت ہند کا ایک اہم اقدام تھا۔ قابل استطاعت مکانات کے شعبے کے لیے زیادہ مطلوبہ ''بنیادی ڈھانچے کے درجے'' کا مثبت طور سے اثر ہوگا نیز اس سے ''2022 تک سب کے لیے مکان کے مشن'' کو کافی فروغ بھی حاصل ہوگا۔ نجی ڈیولپروں کی شمولیت کے نتیجے میں مقابلہ آرائی ہوگی، جس کے نتیجے میں اپنا پہلا گھر خریدنے کا قصد کرنے والے متوسط طبقے اور نچلے متوسط طبقے کے لیے بہتر انتخابات فراہم ہوں گے۔

پردھان منتری آر اس یوجنا (پی ایم اے وائی) کے ذریعے کم لاگتی مکانات کو مزید فروغ دیا گیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت، حکومت نے اعلان کیا ہے کہ 9 لاکھ سے زیادہ کے قرض پر صرف 4 فیصد اور 12 لاکھ روپے سے زیادہ کے قرض پر 3 فیصد کی شرح سود لی جائے گی۔ لیکن، اس بارے میں ابہام ہے کہ آیا ای ڈبلیو ایس (معاشی طور سے کمزور طبقے) کے تحت ہیں آنے والے لوگ یا ایل آئی جی (کم آمدنی والے گروپ) طبقے کے تحت ہیں، آنے والے لوگ مستفیدین ہوں گے، حکومت نے اس کے پروجیکٹوں کی تکمیل کی مدت 3 سال سے بڑھا کر 5 سال بھی کردی ہے۔ چنانچہ، منافع سے وابستہ آمدنی ٹیکس سے چھوٹ کے لیے اب مزید پروجیکٹ اہل ہوں گے۔ اب تک، ہم نے زیادہ مانگ کے باوجود قابل استطاعت مکانات کے شعبے میں نجی ڈیولیروں کی محدود شرکت دیکھی ہے۔ قابل استطاعت مکانات کے لیے بنیادی ڈھانچے

کے درجے کے ساتھ ساتھ منافع سے وابستہ چھوٹ سے ڈیولیروں کو قابل استطاعت مکانات کے مزید پروجیکٹ شروع کرنے کی ترغیب ملے گی۔اس سے اس شعبے میں نجی ڈیولیروں کی شرکت میں اضافہ ہوگا۔

کم لاگتی/ قابلِ استطاعت مکانات کے لیے معیار

کم لاگتی/ قابل استطاعت مکانات کے لیے معیار 60/30 مربع میٹر کے بلٹ اپ ایریے سے بدل کر 60/30 مربع میٹر کا کارپیٹ ایریا کردیا گیا ہے۔اس سے کم لاگتی/ قابل استطاعت مکانات کا شعبہ بلڈروں کے لیے زیادہ نفع بخش بن جائے گا نیز خریداروں کے لیے بھی یہ شعبہ زیادہ پُرکشش ہوجائے گا۔بلٹ اپ ایریے سے کارپیٹ ایریے کے لیے معیار میں تبدیلی سے خریداروں کو زیادہ کشادہ مکان ملیں گے نیز بلڈر املاک خریداروں کے ایک بڑے حصے کو فروخت کرسکیں گے۔تیس مربع میٹر کی حد کا اطلاق صرف چار بڑے شہروں کی میونسپل حدود کے معاملے میں ہوگا، جب کہ بڑے شہروں کے محیطی علاقوں سمیت بقیہ ملک کے لیے 60 مربع میٹر کی حد کا اطلاق ہوگا۔

غیر منقولہ اثاثوں کے لیے ہولڈنگ کی مدت تین سال سے کم کرکے 2 سال کردی گئی۔

بجٹ 18-2017 میں غیر منقولہ جائیداد کے معاملے میں طویل مدت کے طور پر اہل ہونے کے سلسلے میں فوائد کے لیے ہولڈنگ کی مدت اس وقت تین سال سے کم کرکے دو سال کردی گئی ہے۔اس سے دو سال کے بعد املاک فروخت کرنے والے لوگوں کا ٹیکس کا بوجھ کافی کم ہوجائے گا نیز غیر منقولہ جائیداد کے شعبے میں سرمایہ کاری کو فروغ حاصل ہوگا، حکومت نے وہ بنیادی سال بھی تبدیل کردیا ہے، جس میں غیر منقولہ اثاثے کی حصولی کے اخراجات کی عدد اشاریہ کاری کی جاتی ہے، یہ نیا بنیادی سال اب 2001 ہے۔اس سے پہلے یہ 1981 تھا۔اس سے لوگ اپنے غیر منقولہ اثاثوں کی حصولی کے اخراجات کو بہتر بنا سکیں گے، جس سے ان کے مجموعی سرمایہ جاتی فوائد کم ہوں گے۔اس کے علاوہ، فروخت نہیں ہوئے اسٹاک کے لیے، تکمیل کے سرٹی فیکٹ کی وصولی کے بعد ایک سال کی ٹیکس کی چھوٹ سے بلڈروں کو قدرے ایک راحت ملتی ہے۔

نیشنل ہاؤسنگ بینک این پی ایچ تقریباً 20,000 کروڑ روپے کے انفرادی مکانات کے قرضوں کو از سر نو فائینیس کرے گا۔

این بی ایچ کی از سر نو فائینینگ کی اسکیم سے موجودہ مکان مالکان، خاص طور سے ماضی میں قرض کی زیادہ شرحوں سے مشروط مکان مالکان کا جذبہ بہتر ہوگا۔

جائیداد کی از سر نو بہتری کے لیے دستخط کردہ مشترکہ ترقیاتی

معاہدے (جے ڈی اے) کے لیے سرمایہ جاتی فوائد پر ٹیکس کی ذمہ داری میں تبدیلی

مذکورہ بجٹ میں موجودہ طریقہ بدل دیا گیا ہے۔اس بجٹ میں وضاحت کی گئی ہے کہ جائیداد کی بہتری کے لیے ایک مشترکہ ترقیاتی معاہدہ کرنے والا مالک زمین اس پروجیکٹ کی تکمیل پر سرمایہ جاتی فوائد کے ٹیکس سے مشروط ہوگا۔ یہ ایک بڑی تبدیلی ہے، جس کی بہت زیادہ ضرورت تھی تاکہ اس پہلو کے بارے میں وضاحت کی جائے نیز محکمے کے ساتھ مقدمے بازی سے گریز کیا جائے، جو کہ موجودہ ابہام کے ہوتے ہوئے ہمیشہ ایک اصول تھا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر جائیداد کو بہتر بنانے کے لیے ایک مشترکہ ترقیاتی معاہدے پر دستخط کیے جاتے ہیں تو صرف اس پروجیکٹ کی تکمیل کے سال میں سرمایہ جاتی فوائد پر ٹیکس ادا کیا جائے گا۔سرمایہ جاتی فوائد پر ٹیکس کم کرنے کے لیے متعدد دیگر اقدامات کے علاوہ، اس اقدام سے نہ صرف صرف مالک زمین کو بلکہ بلڈر/ پروموٹر کو بھی ٹیکس سے راحت فراہم ہوگی، جس سے ان کی ذمہ داری کم ہوگی۔اس سے زمین کے لین دین کو بہتر بنانے میں مدد ملنے نیز املاک کی مارکیٹ میں زمین کی زیادہ فراہمی کا بھی امکان ہے، جو گزشتہ تین سالوں سے دباؤ میں چلتی رہی ہے۔

زمین جمع کرنے کا نظام

بجٹ میں اعلان کیا گیا ہے کہ آندھرا پردیش کی نئی ریاستی راجدھانی کو زمین کی حصولی سے متعلق قانون کا استعمال کیے بغیر زمین جمع کرنے کے ایک اختراعی نظام کے ذریعے تعمیر کیا جارہا ہے، زمین کی حصولی سے متعلق بل کی روشنی میں یہ ایک اہم قدم ہے۔زمین کی حصولی کافی بحث مباحثے کا ایک معاملہ رہا ہے نیز یہ معاملہ بڑے پیمانے پر ترقیات کے سلسلے میں ایک بڑی روکاٹ رہا ہے۔اس سے قابل استطاعت مکانات کے شعبے پر بھی اثر پڑ رہا تھا۔زمین جمع کرنے کے اس نئے نظام سے زمین سے متعلق تنازعات کافی کم ہوسکتے ہیں نیز ترقی کی رفتار میں اضافہ ہوسکتا ہے۔سرمایہ جاتی فوائد پر ٹیکس سے چھوٹ سے ان زمین مالکان کے اعتماد میں اضافہ ہوگا، جن کی زمین سرکاری اسکیم کے تحت اس راجدھانی شہر کے تعمیر کے لیے جمع کی جارہی ہے۔لیکن یہ چھوٹ صرف ان لوگوں کے لیے محدود ہے، جو 23 جون، 2014 تک اس طرح کی زمین کے مالک تھے۔یہ وہ تاریخ ہے، جس میں آندھرا پردیش کی ریاست کو تسلیم کیا گیا تھا۔

آخر میں، 2022 تک سب کے لیے مکان فراہم کرنے کے سلسلے میں حکومت ہند کے ان تمام اقدامات سے، ہمیں امید ہے کہ جی ڈی پی کو زبردست فروغ

حاصل ہوگا، کیونکہ مکانات کے شعبے کی ترقی وفروغ کا براہ راست طور سے تعلق تقریباً 265 دیگر ضمنی صنعتوں سے ہے۔ ہندوستان آج نوجوان آبادی کے لحاظ سے آبادی سے متعلق ایک بڑے فائدے کا حامل ہے۔ یہ بات غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے کہ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے مناسب اقدامات کیے جاتے ہیں کہ روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی رفتار برقرار رہے۔ مکانات کا شعبہ مزدوروں پر مبنی ایک صنعت ہے۔ اس سے مختلف شعبوں میں کثیر اقتصادی سرگرمیاں پیدا ہوتی ہیں اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

مذکورہ اقدامات سے متعدد ترغیبات، سبسڈیوں، ٹیکس سے متعلق فوائد نیز زیادہ اہم طور سے، ادارہ جاتی فنڈنگ کے ذریعے ڈیویلپروں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور اس طرح سے ہندوستان میں قابل استطاعت مکانات کے شعبے کی ترقی وفروغ میں اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ قابل استطاعت مکانات سے 33 فیصد کے ایک مجموعی رہائشی مکانات کنٹریکشن کے مقابلے میں، جنوری تا ستمبر 2017 کے درمیان 27 فیصد کی ترقی منعکس ہوئی ہے۔ یہ ممکنہ طور سے پی ایم اے وائی۔ ایچ ایف اے، قابل استطاعت مکانات کے بنیادی ڈھانچے کے ایک نئے پائے گئے درجے نیز اس شعبے کے لیے رسمی قرض (این بی ایف سیز اور بینکوں) کی زیادہ بہتر آمد کا ایک نتیجہ ہے۔

قابل استطاعت مکانات کے مالیہ کا تخمینہ اُس سال یعنی 2022 تک 6 لاکھ کروڑ کاروباری موقع ہونا لگایا گیا ہے، جس تک حکومت تمام شہریوں کے لیے مکانات حاصل کرنا چاہتی ہے۔ حکومت نے ملک بھر میں قابلِ استطاعت مکانات کو فروغ دینے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ اعداد وشمار سے 17-2016 میں اس شعبے میں قرض کی تقسیم اور نئے پروجیکٹ شروع کرنے کے سلسلے میں ایک تیز اضافے کا پتہ چلتا ہے۔ اقتصادی طور سے کمزور طبقے میں قابل استطاعت ہونے کے عنصر کو بہتر بنانے کے سلسلے میں قرض سے وابستہ سبسڈی کی اسکیم کافی موثر اور کارگر ثابت ہوئی ہے۔

☆☆☆

آیوشمان بھارت کے بارے میں قومی مشاورت

صحت اور صحت کی دیکھ بھال کے مراکز کو سرگرم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ جامع خدمات فراہم کرسکیں

☆صحت اور خاندانی فلاح و بہبود کی وزارت نے صحت اور صحت کی دیکھ بھال کے مراکز (ایچ ڈبلیوسی) کے کام کاج سے متعلق ایک دوروزہ قومی مشاورتی کانفرنس کا حال ہی میں انعقاد کیا تھا۔ اس کا مقصد آیوشمان بھارت کے تحت صحت کے جامع ابتدائی مرکزوں کو فعال بنانا تھا۔ اس کے انعقاد میں نیشنل ہیلتھ سسٹم ریسورس سینٹر کی تکنیکی امداد شامل تھی۔ کانفرنس میں شرکت کرنے والوں میں ریاستوں سے این ایچ ایم کے پرنسپل سکریٹری اور مشن ڈائریکٹروں سی پی ایچ سی کے انوویشن اینڈ لرننگ سینٹرس کے نمائندوں اور دیگر ماہرین نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کی صدارت نیتی آیوگ کے ممبر ڈاکٹر ونود پال، صحت کے سکریٹری محترمہ پریتی سدن اور اے ایس اور ایم ڈی جناب منوج جھالانی نے کی۔ مشاورتی کانفرنس کا مقصد یہ تھا کہ ایچ ڈبلیوسی بنیادی صحت کی دیکھ بھال کے معاملے میں جامع خدمات فراہم کرنے کے لئے اس کے مسائل کو سمجھا جائے اور اس کانفرنس میں کارروائیوں سے متعلق رہنما خطوط کے مسودے کے لئے کچھ مواد حاصل کیا جائے۔

ورکشاپ کا آغاز انعقاد جامع ابتدائی صحت دیکھ بھال خدمات کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں مقالے پیش کرنے سے ہوا۔ اس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ درمیانے درجے کے صحت خدمات فراہم کرنے کے طور پر اور ابتدائی صحت خدمات کو مستحکم کرنے کے لئے ایسی ٹیم کا انتخاب کیا جائے جو اپنا کام لگن کے ساتھ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان میں کئی طرح کا کام انجام دینے والے کارکن (مرد اور عورتیں) شامل ہونے چاہئیں۔ پرانی بیماریوں کے لئے دوا کی فراہمی، لوگوں کے اندر عوامی صحت نظام کے بارے میں اعتماد پیدا کرنا اور دواؤں کے اخراجات میں کمی جیسے پہلوؤں پر توجہ دی گئی۔

ریاستوں سے کہا گیا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں کے حساب سے لائحہ عمل تیار کریں۔ ریاستوں پر زور دیا گیا کہ وہ اسکیم پر عمل درآمد کے پہلے سال میں منتخبہ بلاکوں اور اضلاع میں جہاں بنیادی ڈھانچہ اور ایچ آر پہلے ہی موجود ہیں، تمام پی ایچ سیز کو صحت اور علاج معالجے کے بنیادی مرکزی کے طور پر کام میں لائے۔ ریاستوں سے کہا گیا کہ وہ رہنما خطوط کے مسودے کے لئے جسے جلد ہی قطعی شکل دیئے جانے کی امید ہے اپنی تجاویز پیش کرے۔ اس کے علاوہ انہیں یہ بھی چاہئے کہ وہ صحت اور صحت کی دیکھ بھال کے مراکز کے جامع ابتدائی ہیلتھ کیئر کے بنیادی خیال اور ویژن کے بارے میں آگاہی پیدا کریں۔

☆☆☆

ڈاکٹر سی ای، سی ایم اے وی مرلی

مفرور اقتصادی مجرمین بل 2019

پس منظر

دنیا بھر میں موجودہ اقتصادی صورت حال سیمابی ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے ملک نے اپنے دروازے عالمگیریت کے لئے وا کردیتے ہیں جس سے اس کے اثرات یہاں بھی محسوس ہورہے ہیں۔ پہلے ہمارا ملک ان اثرات سے کچھ حد تک ان اثرات سے محفوظ تھا جنھوں نے عالمی پیمانے پر اقتصادیات کو متاثر کررکھا ہے۔ نرم روی کے بعد ہم نے بھی ان اثرات کومحسوس کرنا شروع کردیا تھا۔ ہندوستانی بزنس میں ترقی ہوئی، اس نے اپنے پر دنیا بھر میں پھیلا لئے اور اس وسعت کے لئے درکار سرمایہ کے لئے اس نے بینکوں کا رخ کیا۔ اس زمانے کے بنیاد پرست بینکوں نے بھی اپنے گاہکوں کو ترقی کے لئے اخلاقاً قرض فراہم کئے۔ افسوس یہ ہے کہ وہ پچھتا رہے ہیں۔

سابق چیرمین ایس آئی آر سی، انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاؤنٹس آف انڈیا، صدر کل ہند انجمن برائے ٹیکس دہندگان (اے آئی ٹی پی اے)
victorgrace321@gmail.com

امید ھے کہ اس بل سے مرکزی حکومت کو ان بڑے لوگوں سے املاک بازیاب کرنے میں مدد ملے گی جو اقتصادی جرم کے ارتکاب کے بعد قانونی کارروائی کے ڈر سے ملک سے راہ فرار اختیار کرچکے ھیں۔ ان بازیاب املاک سے حاصل رقوم سے سرکاری خزانے میں اضافہ ھوگا۔ اس سے ان لوگوں پر بھی قدغن لگے گا جو اقتصادی جرم کے ارتکاب کے بعد ملک سے فرار ھونے کے فراق میں ھیں۔

حکومت نے محسوس کیا کہ باوجود اس کے کہ تعزیرات ہند، انسداد بدعنوانی قانون اور منی لانڈرنگ کے خلاف قانون موجود ہیں۔ اقتصادی مجرمین کے لئے ایک خصوصی قانون کی ضرورت ہے۔ یہ وقت کا تقاضا ہے۔ قانونی چارہ جوئی اور سزا سے بچنے کے لئے وجے مالیہ کے ملک سے فرار ہوجانے کے بعد سے وزیر خزانہ جناب ارون جیٹلی یعنی حکومت نے بجٹ میں اعلان کیا کہ مفرور اقتصادی مجرمین سے نمٹنے کے لئے ایک خصوصی قانون جلد وضع کیا جائے گا جس کے تحت حکومت کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ املاک کو ضبط کرے اور اس کی قرقی سے حاصل رقم قرض دہندگان کو ادا کی جائے۔ نیرو مودی اور میہل چوکسی کے ذریعے پنجاب نیشنل بینک کے ساتھ دھوکہ دھڑی کے بعد مرکزی کابینہ نے فوراً اس بل کو منظوری دے دی تا کہ مالی دھوکہ دھڑی کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جاسکے اور سرمایہ کاروں اور بینک گاہکوں کا بینک نظام میں اعتماد کو مستحکم کیا جاسکے۔

بل کے پس پشت جواز اور بل کے بنیادی اصول

بزنس میں غیر متوقع صورت حال کی وجہ سے گاہک اپنے قرض کی ادائیگی وقت پر نہیں کرپائے جس سے بینک کے شعبے پر پڑا۔ متعدد دھوکہ باز صورت حال کو بھانپتے ہوئے ملک سے فرار ہوگئے۔ بجائے اس کے کہ وہ صورت حال کا مقابلہ کرکے یہ اعلی اور موٹے بزنس

مین بڑی چالاکی سے ہندوستان چھوڑ گئے۔ ان کو یہ خدشتہ تھا کہ قانون نافذ کرنے والے حکمران اور ریگولیٹرز ان کے پیچھے پڑ جائیں گے اور ان کو سزا بھگتنی پڑے گی۔ ان پر واجب رقم جس میں قرض کی رقم، دیگر اخراجات کی عدم ادائیگی شامل ہیں، کروڑوں میں پہنچتی ہے۔ ملک کے بینکوں، تفتیشی ایجنسیوں اور قانونی کارروائی کرنے والی ایجنسیوں سب کو دھوکہ بازوں نے بیوقوف بنایا۔ انہوں نے دھوکہ سے کمائی ہوئی رقم کو مختلف اداروں میں ملک سے باہر جمع کرادیا، متعدد اثاثے بنائے اور مختلف کھاتوں میں جمع کرادیا۔ وہ لوگ اب ملک کی حدود سے باہر بیرونی ممالک میں عیش و آرام کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ملک کے موجودہ قوانین ان مسائل سے نمٹنے کے لئے جنہوں نے ملک کی معیشت کو بری متاثر کیا ہے، پوری طرح اہل نہیں ہیں۔

قانونی حوالگی کا معاملہ پیچیدہ اور طویل ہے جس میں برسوں لگ جاتے ہیں۔ حکومت نے صورت حال کو سنبھالنے کے لئے موجودہ قوانین کی خامیوں کو دور کرنے کا فیصلہ کیا اور ان اقتصادی مجرمین سے نمٹنے کے لئے جو ملک سے فرار ہو چکے ہیں اور قانون سے بچتے پھر رہے ہیں۔ سخت اقدامات کئے جائیں۔ جب تک ناجائز طور پر جمع کئے اثاثے ضبط نہیں کئے جائیں گے یہ مفرور لوگ آزاد پھرتے رہیں گے۔ اس کے علاوہ یہ قانون ان لوگوں پر بھی قدغن لگائے گا جو یہ سفید کالر جرائم کر کے دوسرے ملک بھاگ جانے کے فراق میں ہیں۔ بدعنوانی کے معاملوں میں غیر یقینی اثاثوں کی ضبطی کا احترام اقوام متحدہ کے قوانین میں بھی ہے۔ یہ بل خصوصی طور پر ان افراد کے لئے ہے جو مفرور ہے اور اس سے پہلے کہ ان کے خلاف فوجداری اور دیوانی عدالتوں میں کارروائی شروع ہو، ملک کے قانون سے بچ کر بیرون ملک فرار ہو گئے ہیں۔

مفرور اقتصادی مجرمین بل 2018، 12 مارچ 2018 کو لوک سبھا میں پیش کیا گیا تھا۔ بل کے بنیادی اصول میں واضح کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں قانونی چارہ جوئی سے بچنے کے لئے ہندوستان عدالتوں کے دائرہ اختیار سے باہر رہنے والے مفرور اقتصادی مجرمین کے خلاف اقدامات کرنے کی غرض سے اور ہندوستان میں قانون کی بالادستی اور احترام کو برقرار رکھنے کے لئے اور ان سے متعلق یا ان سے منسلک معاملات کے لئے اقدامات کرنا۔

بل: بل کے زیر اختیار وہ معاملات آئیں گے جن کے اقتصادی جرائم 100 کروڑ یا اس سے زیادہ کی مالیت کے ہوں۔ یہ بل مفرور اقتصادی مجرمین کو ہندوستان واپس لا کر ان کو مقدمات کا سامنا کرنے پر مجبور کر دے گا۔ اس بل کے تحت مفرور اقتصادی مجرمین کے اثاثے ضبط کئے جا سکیں گے۔ اس سے بینکوں اور دیگر مالی اداروں کو مفرور نادہندگان سے اپنی رقم بازیاب کرنے میں مدد ملے گی۔ مجوزہ بل کا ان مبینہ مجرمین کو راحت دے گا جو مفرور اقتصادی علاقائی عدالت میں حاضر ہو جاتا ہے جس میں اس قانون کے تحت اس کے خلاف کارروائی ہوتی ہے تو اس قانون کے تحت اس کے خلاف کارروائی ختم کر دی جائے گی۔

یہ بل کافی سوچ سمجھ کر تیار کیا گیا ہے اور اس میں ضروری تحفظات ہی فراہم کئے گئے ہیں جس میں وکیل کے توسط سے ساعت، جواب کے لئے وقت دیئے جانے، سمن جاری رکنے چاہے، وہ ہندوستان میں ہو یا بیرونی ملک اور عدالت میں اپیل کرنے کا التزام شامل ہیں۔ قانون کے عمل داری کے لئے املاک کی فروخت کے لئے انتظامی افسر کے تقرر کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ بل کو پہلے سے موجود قوانین مثلاً، قوم کی ہیرا پھیری کے انسداد سے متعلق شواہد قانون اور تعزیرات ہند کی برمحل بنایا گیا ہے۔

مفرور اقتصادی مجرم کی تعریف

مفرور اقتصادی مجرم سے مراد ہے:

''کوئی بھی فرد جس کے خلاف درج فہرست جرم کے سلسلے میں ہندوستان کسی بھی عدالت کی طرف سے گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا گیا ہو جو (I) فوجداری قانونی کارروائی سے بچنے کے لئے ملک سے فرار ہو گیا یا (II) بیرون ملک ہو اور فوجداری مقدمہ کا سامنا کرنے کے لئے واپس ہندوستان آنے سے انکار کر دے''۔

نفاذ: ڈائریکٹر سے مراد ہے رقوم خرد برد کرنے کے انسداد کا قانون 2002 زیریں دفعہ (1)49 کے تحت مقرر کردہ ڈائریکٹر، ڈپٹی ڈائریکٹر سے مراد ہے رقوم کے خرد برد کرنے کے انسداد کا قانون 2002 زیریں

Cabinet Decision
March 01, 2018

Fugitive Economic Offenders Bill, 2018

Salient features of the Bill-

i. Application before the Special Court for a declaration that an individual is a fugitive economic offender;
ii. Attachment of the property of a fugitive economic offender;
iii. Issue of a notice by the Special Court to the individual alleged to be a fugitive economic offender;
iv. Confiscation of the property of an individual declared as a fugitive economic offender resulting from the proceeds of crime;
v. Confiscation of other property belonging to such offender in India and abroad, including benami property;
vi. Disentitlement of the fugitive economic offender from defending any civil claim; and
vii. An Administrator will be appointed to manage and dispose of the confiscated property under the Act.

دفعہ (1) 49 کے تحت مقرر کردہ ڈپٹی ڈائریکٹر۔

مقرر کردہ ڈپٹی ڈائریکٹر یا ڈائریکٹر کو PMLA 2002 کے تحت کسی شخص کو اقتصادی مفرور مجرم فرار دینے کے لئے مقرر کردہ خصوصی کورٹ میں دینی ہوتی ہے۔اس عرضی میں مندرجہ نکات ہونے چاہئیں۔

i) کسی فرد کو مفرور اقتصادی مجرم تصور کرنے کے پس پشت وجہ

ii) اس سے متعلق کوئی بھی معلومات

iii) املاک کی فہرست جس کے بارے میں گمان ہے کہ وہ جرم سے حاصل شدہ رقم سے خریدی گئی ہے تا کہ اس کو ضبط کیا جا سکے۔ iv) بے نامی یا بیرون ملک املاک جس کی ضبطی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

v) اس املاک میں دلچسپی رکھنے والے افراد کی فہرست (یعنی وہ تمام افراد جو اس کے دعویداری پیش کر سکتے ہیں)

ان تمام معلومات کے حصول کے بعد خصوصی عدالت ان افراد کو نوٹس جاری کرے گی (بل کے زیریں دفعہ 10) اور ایک مقرر اور وقت پر عدالت میں حاضر ہونے کو کہے گا۔ مسافر ہونے کا یہ وقت نوٹس کے اجرا کے چھ ماہ کے اندر ہوگا۔ اس نوٹس میں کہا جائے گا کہ اگر وہ فرد مقرر مقام اور وقت پر عدالت میں حاضر ہونے سے قاصر رہتا ہے تو اسے مجرم قرار دی جائے گا اور قانون کے تحت اس کی املاک کو ضبط کر لی جائے گی۔ اگر وہ شخص مقرر مقام اور وقت پر عدالت میں حاضر ہو جاتا ہے تو اس بل کے تحت عدالت اس کے خلاف کارروائی منسوخ کر دے گی۔

املاک کی قرقی/ضبطی

ڈائریکٹر/ڈپٹی ڈائریکٹر درخواست میں مذکورہ املاک خصوصی عدالت تحریری منظوری کے بعد ضبط کر سکتا ہے۔

عارضی ضبطی: تحریری درخواست سے صرف نظر ڈائریکٹر/ڈپٹی ڈائریکٹر درخواست گزارنے سے پہلے دفعہ 4 کے تحت کسی بھی وقت عارضی طور پر املاک ضبط کر سکتا ہے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ جرم کے پیسے سے حاصل کی گئی ہے یا ایسے شخص کی ملکیت نے جو مفرور اقتصادی مجرم ہے اور اس معاملے میں املاک کی ضبطی کا امکان ہے۔ بشرطیکہ کہ ڈائریکٹر یا دیگر کوئی افسر جو عارضی طور پر املاک ضبط کرتا ہے۔ خصوصی عدالت میں اس ضبطی کے 30 دن کے اندر درخواست کر دیتا ہے۔ یہ ضبطی خصوصی عدالت کی طرف سے توسیع نہ کئے جانے کی صورت میں 180 دن تک جاری رہ سکتی ہے۔

اس بل میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اس دفعہ کے تحت اس غیر منقولہ املاک سے مستفید ہونے والے فرد کو استفادہ سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ قانونی چارہ جوئی کے بعد اگر اس شخص کو مفرور اقتصادی مجرم قرار نہیں دیا جاتا تو اس کی املاک پابندی سے ازاد کر دی جائیں گی۔

ڈائریکٹر کے اختیارات

ڈائریکٹر اور اس کی طرف سے نامزد کئے گئے افسر کو دیوانی عدالت کے اختیارات حاصل ہوں گے۔ وہ اپنے پاس موجود میٹریل کی بنیاد پر ثابت کرنے کے اہل ہے (اس ثبوتوں کا تحریری شکل میں ہونا ضروری ہے) کہ وہ شخص مفرور اقتصادی مجرم ہے۔ اس کے دائرہ اختیار میں دیئے گئے علاقے میں کسی بھی جگہ یا پھر اس جگہ جہاں اس کو متعلقہ اتھارٹی کی طرف سے اجازت دی گئی ہو، داخل ہو سکتا ہے۔ ایسی جگہ داخل ہونے پر وہ وہاں موجود مالک، ملازم یا موقع پر موجود کسی بھی دیگر شخص سے ریکارڈ کا معائنہ کرنے اور جرم سے حاصل کردہ رقوم کی تصدیق کے لئے مدد طلب کر سکتا ہے۔ وہ متعلقہ لین دین کی بھی جانچ کر سکتا ہے اور معاملے معاملے سے جڑی ضروری معلومات پیش کرنے کے لئے درخواست کر سکتا ہے۔

ڈائریکٹر یا نامزد افسر اس دفعہ کے تحت جانچ کئے گئے ریکارڈ کو نشان زد کر سکتا ہے، اس کے اختیار تیار یا طلب کر سکتا ہے، جانچ کی گئی املاک کی فہرست تیار کر سکتا ہے اور موقع پر موجود کسی بھی فرد کا بیان ریکارڈ کر سکتا ہے۔

مفرور اقتصادی مجرم کا اعلان

درخواست پر سماعت کے بعد خصوصی عدالت اس فرد کو مفرور اقتصادی مجرم قرار دے سکتی ہے۔ وہ جرم سے حاصل کردہ رقم سے خریدی گئی املاک/بے نامی املاک جو ہندوستان یا بیرون ملک ہو ہندوستان یا بیرون ملک دیگر کوئی املاک ضبط کر سکتی ہے۔ ضبطی کے بعد اس املاک کے تمام حقوق اور ملکیت بنا کسی جھگڑے کے مرکزی حکومت کی ہوگی۔

انتظامی افسر

قانون کی دفعہ 15 کے تحت مرکزی حکومت جن کے چاہے اپنے افسر (حکومت ہند کے جوائنٹ سکریٹری کے عہدے سے کم نہیں) انتظام کار کے طور پر مقرر کر سکتی ہے۔ اس طرح سے مقرر کردہ افسر حکم کے تحت املاک کو حاصل کرے گا اور اس کے انتظام کا ذمہ دار ہوگا۔ وہ مرکزی حکومت کی تحویل میں آئی املاک کو مرکزی حکومت کی ہدایت کے مطابق املاک کو فروخت کرنے کے اقدامات کرے گا۔ شرط یہ ہے کہ مرکزی حکومت یا انتظامی افسر حکم نامہ جاری ہونے کی تاریخ سے 90 دن کے اندر املاک فروخت نہیں کرے گا۔

اپیل

خصوصی عدالت کے حکم کے خلاف اپیل ہائی کورٹ میں داخل کی جا سکتی ہے۔ یہ اپیل فیصلے کی تاریخ سے 30 دن کے اندراج کر دی جانی چاہئے۔ ہائی کورٹ 30 دن کے بعد ہی اپیل منظور کر سکتی ہے۔ اگر وہ یہ سمجھتی ہے کہ اپیل کنندہ کے پاس تاخیر کا معقول عذر ہے۔ فیصلہ کے 90 کے بعد ہائی کورٹ اپیل منظور نہیں کر سکتی۔

ماخذ: امید ہے کہ اس بل سے مرکزی حکومت کو ان بڑے لوگوں سے املاک بازیاب کرنے میں مدد ملے گی جو اقتصادی جرم کے ارتکاب کے بعد قانونی کارروائی کے ڈر سے ملک سے راہ فرار اختیار کر چکے ہیں۔ ان بازیاب املاک سے حاصل رقوم سے سرکاری خزانے میں اضافہ ہوگا۔ اس سے ان لوگوں پر بھی قدغن لگے گا جو اقتصادی جرم کے ارتکاب کے بعد ملک سے فرار ہونے کے فراق میں ہیں۔

☆☆☆

سندھو بھٹاچاریہ

چیلنجوں کے باوجود

'اڑان' چھوٹے شہروں کی خدمت میں

اڑان اسکیم کے تحت اڑانوں کو زیادہ پر کشش بنانے کے لئے حکومت نے اس صورت میں تین سال کی تخصیص کی دفعہ ختم کرنے کی اجازت دینی پہلے ہی سے شروع کردی ہے تاکہ اس روٹ پر کام کرنے والا آپریٹر اعتراض نہیں کرتا ہے لیکن طویل مدتی پائیداری کے بارے میں تشویشات اب بھی باقی ہیں۔

ہندوستان میں ایسے سینکڑوں فراموش کردہ ہوائی اڈے ہونے کا ایک بے مثل مسئلہ پایا جاتا ہے جن میں ہمیشہ ہی اڑانیں چلانے کی صلاحیت تھی لیکن جو مختلف وجوہات سے غیر استعمال کردہ رہے ہیں۔ ہمارے پاس کل ملا کر تقریباً 400 ہوائی اڈے اور ہوائی پٹیاں ہیں لیکن ان میں سے صرف تقریباً 75 ہوائی اڈے اور ہوائی پٹیاں گزشتہ ایک سال تک استعمال میں تھیں، کچھ فراموش کردہ ہوائی اڈے دو جنگ عظیموں کے دوران تعمیر کئے گئے تھے اور بعد میں ان کا استعمال کرنا ترک کر دیا گیا تھا۔ کچھ ہوائی اڈے بنیادی ڈھانچے کے حامل ہیں لیکن انہیں عملی بنانے کے لئے بڑھتی ہوئی سرمایہ کاری کرنے کی ضرورت ہے۔ کچھ ہوائی اڈے محض سیاسی ملحوظات کی وجہ سے تعمیر کئے گئے تھے اور ان کی تجارتی پائیداری کے بارے میں غور نہیں کیا گیا تھا۔ اس طرح کے ہوائی اڈوں سے اوران کے لئے اڑانیں کبھی بھی عمل میں نہیں آئی تھیں کیوں کہ اس طرح کے روٹس پائیدار نہیں تھے۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ ہندوستان میں جواب دنیا میں ہوا بازی کی تیزی سے ترقی کرنے والی مارکیٹ ہے، بیشتر ہوائی ٹریفک اب بھی اس کے سب سے بڑے شہروں میں مجتمع رہتا ہے۔ ایئر پورٹس اتھارٹی آف انڈیا کے اعداد و شمار کے مطابق چھ ہوائی اڈے یعنی دہلی، ممبئی، بنگلور، چنئی، کولکاتا اور حیدر آباد، مسافروں کے لحاظ سے ملک کے دو تہائی ٹریفک اور ہوائی جہازوں کی کل آمدورفت کے تقریباً 60 فی صد حصے سے نمٹتے ہیں۔ حکومت وسیع ٹریفک کی اس صورت حال کو درست کرنا چاہتی ہے، جس میں اڑانیں بھرنے کا عمل بڑے شہروں میں تقریباً تمام تر مجتمع ہے نیز جس کی وجہ سے بڑے ہوائی اڈے اٹے پڑے ہیں۔ اصول عمل یہ تھا کہ معمولی سی ہوائی چپل پہننے والا کوئی بھی شخص قابل استطاعت کرایوں پر ہوائی جہاز میں سفر کر سکے۔ اس کا مطلب ٹائر II اور ٹائر III شہروں کے لئے اڑانیں شروع کرنا نیز اس بات کو یقینی بنانا تھا کہ کرائے قابل استطاعت رہیں۔ اسے نہ صرف ہوائی اڈوں کا وافر بنیادی ڈھانچہ کارآمد بن جائے گا بلکہ ہندوستان کے خاص خطہ سرزمین میں رہنے والے افراد اور کاروباریوں کے لئے ہوائی رابطہ بھی فراہم ہوگا۔

''اڑان'' نامی اسکیم گزشتہ سال اپریل میں شروع کی گئی تھی۔ تب سے بے کم و کاست ایسا ہی ہو رہا ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ ملک کے چھوٹے شہروں، نا قابل رسائی پہاڑی علاقوں اور شمال مشرقی علاقے، اب تک استعمال نہ کئے گئے ان علاقوں کو رفتہ رفتہ اڑان اسکیم کے تحت ہوابازی کے نقشے میں لایا جا رہا ہے۔ اڑان (یوڈی

مضمون نگار بزنس اور پالیسی جرنلزم میں 24 سال کا تجربہ رکھتے ہیں۔
sinjain@gmail.com

اے این) اڑے دیش کا عام ناگرک کا مخفف ہے۔ یہ اسکیم وزیراعظم نے گزشتہ سال 27 اپریل کو الائنس ایئر کے ذریعے شملہ سے دہلی کے لئے پہلی اڑان کو جھنڈی دکھا کر شروع کی تھی۔ اسی دن انہوں نے ناندیڑ اور حیدرآباد نیز کڈاپا اور حیدرآباد کے درمیان اڑانوں کی شروعات بھی کی تھی۔ اس اڑان اسکیم کے تحت دلچسپی رکھنے والی ایئر لائنوں کے ذریعے بولی کی دو دور ہوئے تھے۔ پہلے دور میں فراموش کردہ 31 ہوائی اڈوں کو قابل استعمال بنانے کا نشانہ رکھا گیا تھا جب کہ دوسرے دور میں فراموش کردہ دیگر 29 ہوائی اڈوں سے اڑانیں شروع کرنے کا نشانہ رکھا گیا تھا۔

شملہ اڑان کا معاملہ لیجئے جو ابتدائی طور سے ہفتے میں پانچ دن چلائے جانے کے لئے تھی۔ اس اڑان میں دہلی سے شملہ کے لئے 35 نشستیں دستیاب تھیں لیکن شملہ ہوائی اڈے پر پابندیوں کی وجہ سے واپسی کے سفر کے لئے صرف 15 نشستیں ہی دستیاب تھیں۔ نہ صرف قابل استطاعت کرایہ تھا بلکہ دہلی۔ شملہ اڑان شملہ ہوائی اڈے پر آپریشنوں کی ازسرنو شروعات کی علامت تھی جو کہ 2012 سے اب تک ایک غیر استفادہ کردہ ہوائی اڈہ رہا ہے۔ 2012 میں غیر دستیابی کا حوالہ دیتے ہوئے ایئر لائنوں کا چلانا بند کر دیا گیا تھا۔ پھر اس روٹ کی خراب اقتصادیات کے بارے میں معلوم ہوتے ہوئے بھی ایئر انڈیا نے اڑانیں پھر سے کیوں شروع کی ہیں؟ اس نئی اڑان اسکیم کے تحت ریاستی حکومت اور مرکز نے پائیداری کے فرق کے سلسلے میں فنڈ فراہم کرنے (وی جی ایف) کے طور پر ایک پہلے سے طے شدہ فارمولے کے مطابق سبسڈی فراہم کرنے کے لئے وعدہ کیا ہے۔

اس اڑان کی اقتصادیات دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔ اس اڑان کے لئے سبسڈی کی رقم فی نشست 3300 روپے سے کچھ زیادہ تھی۔ ان اڑانوں کے لئے تیار کردہ وی جی ایف فارمولے کے تحت ہر ایک اڑان میں 50 فی صد نشستوں کے لئے سبسڈی ہے، اس ایئر لائنوں کے لئے مخصوص روٹ اجارہ داری تین سال کے لئے ہے نیز ان ہوائی اڈوں پر دیگر متعدد رعایات ہیں (سستا ایندھن، ہوائی اڈے کے کوئی چارجز نہیں وغیرہ)۔ اس کے بدلے میں اس اس ایئر لائن کا آپریٹر فی گھنٹہ یا اڑان کے تقریباً 500 کلومیٹر کے لئے فی نشست 2500 روپے کے حساب سے اڑان نشستوں کے لئے کرایوں کی حد رکھنے کا پابند ہے۔

وی جی ایف کے لئے کس طرح سے رقم فراہم کی جا رہی ہے؟۔ مصروف میٹرو ہوائی اڈوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ فی روانگی حکومت کو 5000 روپے ادا کریں گے تاکہ اڑان کرایوں کے سلسلے میں سبسڈی دی جائے۔ سرکاری حکام کے مطابق یہ اصولی صرف نفع بخش روٹوں پر قابل اطلاق ہے۔ اڑان کے پہلے سال میں اس محصول سے 300 کروڑ روپے جمع ہوئے تھے نیز ریاستی حکومتوں اور مرکز نے بالترتیب اضافی 60 کروڑ روپے اور 200 کروڑ روپے لگائے تھے۔ یہ 560 کروڑ روپے ''اڑان'' کے پہلے بارہ مہینوں میں وی جی ایف پے آؤٹ رہے ہیں۔

اڑان کی کامیابی کا اندازہ اس حقیقت سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آغاز کی تاریخ سے بارہ مہینوں میں شملہ۔ دہلی اڑان سے 90 فی صد اوسط لوڈ فیکٹر کے ساتھ مجموعی طور سے تقریباً 120000 مسافروں کی آمدورفت رہی ہے (لوڈ فیکٹر کا تعلق کل دستیاب نشستوں میں سے لی گئی نشستوں کی تعداد سے ہوتا ہے) ان اڑان میں اڑان کے کرایوں کا اوسط فی شخص 1970 روپے ہے جب کہ غیر اڑان کرایوں کا اوسط 4000 روپے ہے۔ یہاں اڑان کی اہمیت ایک اور بات سے اجاگر ہوئی ہے۔ مشرقی سکم میں، پاکیونگ دہلی کے لئے ہوائی سفر کو یقینی بناتے ہوئے اسپائس جیٹ کے بومبارڈیئر کیو 400 طیارے کے ساتھ ملک کے ہوائی بازی نقشے میں جلد ہی ہوگا۔ اسپائس جیٹ نے پاکیونگ کو جوڑنے کا منصوبہ بنایا ہے جو دہلی کے علاوہ راجدھانی گینگ ٹاک کو جوڑنے کا منصوبہ بنایا ہے جو دہلی کے علاوہ راجدھانی گینگ ٹاک سے گوہاٹی اور کولکاتا کے لئے بھی 35 کلومیٹر دور ہے۔ اڑان کے تحت جن فراموش کردہ ہوائی اڈوں کا سرگرم عمل ہونا فرض کیا گیا تھا۔ ان میں پنجاب میں آدم پور، بھٹنڈا اور پٹھان کوٹ، راجستھان میں بیکانیر اور جیسلمیر، گجرات میں بھاؤنگر، جام نگر اور مندرا وغیرہ شامل ہیں۔ نہ صرف فراموش کردہ ہوائی اڈے بلکہ وہ کچھ ہوائی اڈے بھی اڑان اسکیم کے تحت مستفید ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں جو ایک محدود انداز میں موجودہ اڑان آپریشنوں کے حامل ہیں۔

ایئرپورٹس اتھارٹی آف انڈیا کے ایک سینئر عہدیدار کا کہنا ہے کہ مرکز اڑان اسکیم کے تحت فراموش کردہ یا بے استحقاق کو عملی بنانے کے لئے 4500 کروڑ روپے پہلے ہی منظور کر چکا ہے۔ جو ہوائی اڈے برسوں سے غیر استعمال کردہ پڑے ہوئے ہیں، انہیں عملی بنائے جانے اور اڑانیں شروع کرنے سے پہلے ڈی جی سی اے کے ذریعے لائسنس دیئے جانے کی ضرورت ہے۔ چناں چہ چھتیس گڑھ میں جگدلپور اب تیار ہے۔ نیز

لائسنس یافتہ ہے، امبیکاپور لائسنس کا منتظر ہے جب کہ بلاسپور میں ہوائی اڈے کو عملی بنانے کے لئے کام چل رہا ہے۔ اوڈیشہ میں اڑانیں اٹکیلا اور جے پور سے شروع کی جائیں گی۔ جھارگوڈا سے انہیں پہلے ہی شروع کردیا گیا

ہے۔ ہندوستان دنیا کی سب سے تیزی ترقی پذیر گھریلو ہوائی بازی مارکیٹ ہے اور اگر اس زیادہ ترقی کو برقرار رکھنا ہے تو علاقائی رابطہ اہم ہے۔ میٹروز مین ہوائی اڈے کی صلاحیت میں اضافہ کرنا اہم ہے لیکن زیادہ ترقی کے لئے علاقائی رابطے کو فروغ دینا آگے کا راستہ ہے۔ نہ صرف مسلمہ ایرلائنوں کو بلکہ اڑان اسکیم کے تحت وی جی ایف نے نئی ایئر لائنوں مثلاً ایئر دکن اور ایئر اوڈیشہ کو بھی راغب کیا ہے۔ یہ ایئرلائنیں پہلے مرحلے میں کثیر تعداد میں آرسی ایس روٹوں پر چلی تھیں۔ اب بڑی ایئرلائنیں بھی چل رہی ہیں۔ اسپائس جیٹ اور جیٹ ایئر ویز ''اڑان''، اسکیم میں شروع کرنے کے لئے آگئی ہیں۔

لیکن جیسا کہ رابطے کی کسی بھی اولوالعزم اسکیم سے توقع کی جاتی ہے، سب کچھ ویسا نہیں چل رہا ہے، جیسا کہ اڑان کے تحت ابتدائی طور سے منصوبہ بنایا گیا تھا۔ ان سبھی کم استعمال کردہ اور غیر استعمال کردہ (فراموش کردہ) ہوائی اڈوں کا احیا نہیں کیا گیا ہے جنہیں عملی بنانے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ وہ سبھی روٹ شروع نہیں کئے گئے ہیں جن کے لئے ایئرلائنوں (نئی اور مسلمہ) ایئرلائنوں نے بولیاں لگائی تھیں۔ اڑان اسکیم کے تحت اب بھی کوئی ہیلی کاپٹر سروس نہیں ہے۔

یاد کیجئے، کچھ ایئرلائنوں کو جو اڑان کے تحت بحال ہوئی تھیں، تھوڑا سا پچھلا تجربہ ہے، ان کو فنڈ کی بھی کمی ہے نیز دور دراز مقامات سے رابطے کی پیشکش کرنے کی اقتصادیات اور لوجسٹکس کے ساتھ جدوجہد کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ بولی کے پہلے دور کے بعد پانچ آپریٹروں کو 128 روٹس دیئے گئے تھے جنہیں ستمبر 2017 تک کھولا جانا تھا۔ ایک سال بعد ان میں سے آدھے سے بھی کم روٹ عملی ہیں۔ مسلمہ ایئرلائنیں مثلاً الائنس ایئر، اسپائس جیٹ اور ٹروجیٹ انہیں دیئے گئے بیشتر روٹوں یا سبھی روٹوں پر چل رہی ہیں لیکن چھوٹی ایئرلائنیں مثلاً ایئر اوڈیشہ اور ایئر دکن جنہوں نے پہلے دور میں تقریباً تین چوتھائی روٹس حاصل کئے تھے، دیئے گئے کل روٹوں میں سے 15 فی صد سے بھی کم روٹوں پر اڑانیں چلاسکی ہیں۔ ایئر اوڈیشہ نے اسے دیئے گئے 50 روٹوں میں سے آٹھ روٹوں پر اڑانیں شروع کی ہیں نیز ایئر دکن نے حاصل کئے گئے 34 روٹوں میں سے 10 روٹوں پر اڑانیں شروع کی ہیں۔ امید ہے کہ جیٹ اس مہینے کے آخر سے اڑانیں آپریشنس شروع کرے گی جب کہ انڈیگو اور اسپائس جیٹ کی اڑانیں جولائی میں شروع ہونی چاہئیں۔

پھر، اڑانیں کے تحت سروس کا معیار بھی کم بتایا جاتا ہے۔ اپریل کے لئے ڈی جی سی اے کے اعداد وشمار کے مطابق ایرا اوڈیشہ اور ایر دکن کی اڑان کے تحت اڑانیں مذکورہ مہینے کے دوران اپنے ہوائی جہازوں میں صرف ایک چوتھائی اور ایک تہائی نشستیں ہی پر کرسکی ہیں۔ ان اڑانوں میں تمام گھریلو ایئرلائنوں میں سے منسوخی کی سب سے زیادہ شرحیں رہی تھیں اور قدرتی طور سے مسافروں سے زیادہ سے زیادہ شکایتیں ملی تھیں۔ یہ نئی ایئرلائنیں بنیادی ڈھانچہ کے مسائل سے لڑرہی ہیں اور شاید انہیں کافی مانگ پیدا کرنے کے لئے کسی قدر زیادہ انتظار کرنے کی ضرورت ہے۔

''اڑان'' کے لئے ہمت شکنی کرنے والا ایک اور معاملہ ہیلی کاپٹر کی سروسز شروع نہ ہونا ہے۔ ناکافی وی جی ایف کی وجہ سے ابتدائی دور کے دوران کوئی بولی موصول نہیں ہوئی تھی اور اب دوسرے دور میں مقررہ ہیلی کاپٹر آپریشنوں کے لئے ضوابط ریگولیٹر کے ذریعے اب بھی وضع کئے جارہے ہیں۔ یاد رکھئے، اب تک ملک میں کوئی بھی مقررہ ہیلی کاپٹر سروسز نہیں ہیں کیوں کہ معیارات وضع کئے جانے ہیں۔

آخر میں لیکن کم اہم نہیں جن آپریٹروں نے اپنی پسند کے ''اڑان'' روٹس حاصل کئے ہیں، انہیں تین سال کی وی جی ایف مدت ختم ہونے کے بعد انہیں برقرار رکھنا مشکل معلوم ہوسکتا ہے، خاص طور سے اس صورت میں جب تیل کی قیمتیں پہلے ہی شمال کی سمت جارہی ہیں۔ اڑان اسکیم کے تحت اڑانوں کو زیادہ پرکشش بنانے کے لئے حکومت نے اس صورت میں تین سال کی مخصوصیت کی دفعہ ختم کرنے کی اجازت دینی پہلے ہی سے شروع کردی ہے تاکہ اس روٹ پر کام کرنے والا آپریٹر اعتراض نہیں کرتا ہے لیکن طویل مدتی پائیداری کے بارے میں تشویشات اب بھی باقی ہیں۔

☆☆☆

ڈاکٹر عبدالغنی

ہر گھر میں بجلی پہنچانے کا عزم

حکومت نے بجلی کی بچت کا کام بھی جاری رکھا ھے۔ توانائی کی بچت کے لئے اس نے اجالا۔ایل ای ڈی بلب کی تقسیم کا کام شروع کیا ھے۔ حکومت نے بڑی مقدار میں ایل ای ڈی بلب تقسیم کئے ھیں تاکہ توانائی کی بچت کی جاسکے۔ہر شخص کے لئے سستے میں ایل ای ڈی کی فراھمی کے ذیعہ انّت جیوتی (اجالا) حکومت ہند کا ایک پروگرام ھے جس کا مقصدتوانائی کی صلاحیت کا حصول اور کاربن کے اخراج کو 30-35 فیصدتک کم کرنا ھے۔

”حکومت ھند 2019تک پورے ملک میں چوبیس گھنٹے بجلی فراھم کرائے گی۔ اس کے لیے وہ کم لاگت والا ایسا بنیادی ڈھانچہ تیار کرے گی جو پائیدار ھوگا اور جس کا زور صاف ستھری توانائی پر ھوگا۔“

-مرکزی وزیر توانائی پیوش گوئل

بجلی کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔اس کے بغیر معیار زندگی کو یقینی بنانا ممکن نہیں۔ ہماری معیشت اور طرز زندگی بجلی پر ہی منحصر ہے۔ظاہر ہے کہ بغیر بجلی کے زندگی جیسے تھم سی جاتی ہے۔حکومت نے زمام اقتدار سنبھالتے ہی وعدہ کیا تھا کہ وہ 2019 تک تمام گھروں میں بجلی فراہم کرائے گی۔کتنی حیرت کی بات ہے کہ آزادی کے اتنے برس گزر جانے کے بعد آج بھی ملک کے کئی حصوں تک بجلی نہیں پہنچ پائی ہے۔حکومت نے اس سنگینی کو شدت سے محسوس کیا اور اس سلسلے میں منصوبہ بندی کی۔اس منصوبہ بندی کا مثبت نتیجہ برآمد ہوا۔آج ہندوستان کے مختلف گاؤں تک بجلی پہنچ چکی ہے۔ باقیماندہ گاؤوں تک بجلی پہنچانے کا کام جاری ہے۔

دراصل وزیر اعظم نے 15 اگست 2015 کو قوم سے اپنے خطاب میں اعلان کیا تھا کہ ایسے 18500 گاؤں جہاں اب تک بجلی نہیں پہنچی ہے، اگلے ایک ہزار دن میں بجلی پہنچادی جائے گی۔وزیر اعظم کے اعلان کی روشنی میں محکمہ نے بڑی تیزی سے اپنے کام کو انجام دیا ہے۔

مرکزی وزیر توانائی پیوش گوئل کے مطابق ”حکومت ہند 2019 تک پورے ملک میں چوبیس گھنٹے بجلی فراہم کرائے گی۔اس کے لیے وہ کم لاگت والا ایسا بنیادی ڈھانچہ تیار کرے گی جو پائیدار ہوگا اور جس کا زور صاف ستھری توانائی پر ہوگا۔“انہوں نے مزید کہا کہ ان کی وزارت اس امر کو یقینی بنانے کیلئے پابند عہد ہے کہ ہر گھر کو برق

مضمون نگار قلم کار ھیں۔

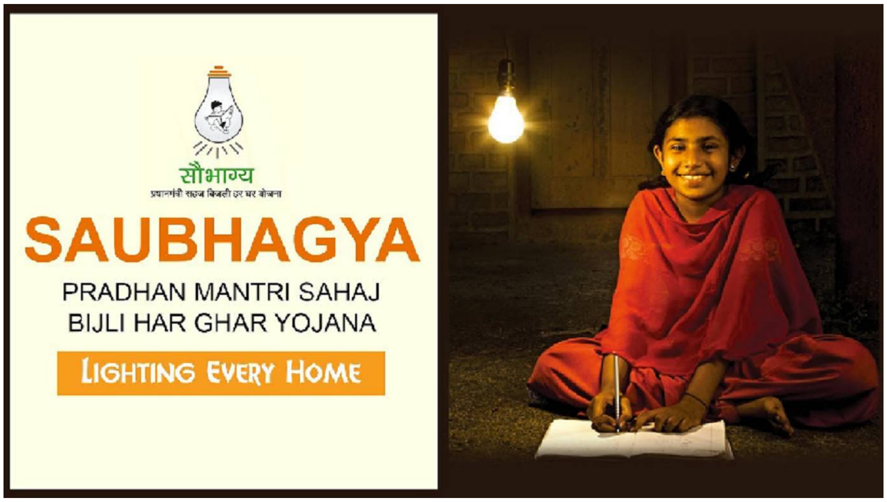

کاری سے آراستہ کیا جاسکے اور ملک کے ہر کسان کو بروقت وافر بجلی دستیاب ہوسکے۔ ریاستی بجلی، توانائی اور قابل احیاء توانائی کے وزراء کی ایک کانفرنس خطاب کرتے ہوئے وزیر موصوف نے کہا کہ ملک میں غرباء، دیہی عوام اور کاشتکاروں کی زندگی میں ایک مثبت تبدیلی لانا ہمارے لئے ازحد اہم ہے اور تبھی ہم تمام صنعتوں، تجارت، گھروں اور ملک کے تمام کاشتکاروں کیلئے 2019 تک چوبیس گھنٹے کا اپنا نسب العین حاصل کرسکیں گے۔ انہوں نے اس بات پر زور دے کر کہا کہ ہم وافر اور سستی بجلی پائیدار طریقے سے مؤثر طور پر غرباء تک پہنچانے کیلئے پابند عہد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم جذبہ باہم اور تعاون کے ساتھ کام کریں تو یہ کام آسان ہوگا۔ شمال مشرقی ریاستوں پر ازحد زور دیتے ہوئے وزیر موصوف نے کہا کہ جب تک ہم مشرقی اور شمال مشرقی ریاستوں کو ترقی نہیں دیتے تب تک ہم بھارت کو ترقی دینے پر قادر نہیں ہوں گے۔ بڑے ساز وسامان جیسے ٹرانسفارمروں، کیبلوں کی خریداری کا ذکر کرتے ہوئے وزیر موصوف نے مشترکہ کول خریداری پالیسی کی جانب اشارہ کیا اور انہوں نے کہا کہ توقع ہے کہ ان کی وزارت کو ریاستوں سے اس کام میں مدد ملے گی۔ انہوں نے کہا کہ اگر کچھ ریاستیں یہ محسوس کرتی ہیں کہ وہ ساز وسامان اور مشینری خریدنے کی اہل ہیں تو میں ان کا استقبال کرتا ہوں تاہم ان کی وزارت کا یہ خیال ہے کہ ایک مشترکہ حصول کمیٹی کے تحت مرکزی نظام زیادہ بہتر ثابت ہوگا۔ اب گزشتہ برسوں میں بجلی کے شعبہ میں ہونے والی پیش رفت پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

دین دیال اپادھیائے گرام جیوتی یوجنا (ڈی ڈی یو جی جے وائی) کے تحت 9 تا 15 مئی 2016 تک ملک بھر کے 112 گاؤں میں بجلی پہنچائی گئی۔ جن گاؤوں میں بجلی پہنچائی گئی ان میں 12 اروناچل پردیش میں۔ 42 آسام میں، 24 جھارکھنڈ میں، 3 راجستھان میں۔ 16 مدھیہ پردیش میں۔ 11 بہار میں۔ 6 چھتیس گڑھ میں، 2 اڈیشہ میں، ایک منی پور میں۔ 2 اترپردیش میں اور 3 ہماچل پردیش میں ہیں۔ بجلی کاری کے جاری عمل میں پیش رفت کی جانکاری http://garv.gov.in/dashboard پر حاصل کی جاسکتی ہے۔ اب تک 7766 گاؤوں میں بجلی پہنچائی گئی ہے۔ بقیہ 10686 گاؤوں میں سے 4416 گاؤں غیر آباد ہیں۔ 6917 گاؤں میں گرڈ کے ذریعہ بجلی پہنچائی جائے گی۔ 2952 گاؤں میں آف گرڈ کے ذریعہ بجلی پہنچائی جائے گی۔ جغرافیائی مواقع کی وجہ سے گرڈ کے ذریعہ بجلی نہیں پہنچائی جاسکتی ہے اور 371 گاؤں ایسے ہیں جہاں ریاستی حکومت اپنے طور بجلی پہنچائے گی۔ اپریل 2015 سے 14 اگست 2015 تک کل 1654 گاؤں میں بجلی پہنچائی گئی ہے اور

حکومت ہند کے ذریعہ اس مہم کو ایک مشن کے طور پر لینے کے بعد 15 اگست 2015 سے 15 مئی 2016 تک 6112 اضافی گاؤں میں بجلی پہنچائی گئی ہے۔ بجلی کاری کے عمل میں مزید تیزی لانے کے لئے گرام ودیوت ابھیان (جی وی اے) کے ذریعہ گہری نظر رکھی جارہی ہے اور مستقل بنیاد پر اقدامات بھی کئے جارہے ہیں۔ جن میں آر پی ایم میٹنگ کے دوران ماہانہ بنیاد پر بجلی کاری کے عمل میں ہونے والی پیش رفت کا جائزہ لینا اور ان گاؤں کی شناخت کرنا جہاں پر بجلی پہنچانے میں ابھی تاخیر ہوئی ہے، شامل ہیں۔

دین دیال اپادھیائے گرام جیوتی یوجنا (ڈی ڈی یو جی جے وائی) کے تحت ملک میں 25 اپریل سے یکم مئی 2016 تک 104 مزید مواضعات کی برق کاری کا کام مکمل کرلیا گیا تھا۔ ان میں اروناچل پردیش کے 17، آسام کے 17، جھارکھنڈ کے 16، راجستھان کے 10، بہار کے 4، چھتیس گڑھ کے 4، اوڈیشہ کے 16، مدھیہ پردیش کے 7 منی پور کے 4، اترپردیش کے 7 اور ہماچل پردیش کے 2 مواضعات شامل ہیں۔ یوم آزادی کے موقع پر ملک وقوم سے وزیر اعظم کے خطاب کے پیش نظر حکومت ہند نے ملک کے باقیماندہ 18 ہزار 452 مواضعات کی برق کاری کا کام مئی 2018 تک ایک ہزار دنوں کی مدت کے اندر مکمل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اب تک 7549 مواضعات کی برق کاری کا کام مکمل کیا جاچکا ہے اور باقیماندہ 10 ہزار 903 مواضعات میں 440 مواضعات ایسے ہیں، جن میں انسانی آبادی نہیں ہے۔ 7059 مواضعات کی برق کاری کا کام گرڈ سے مکمل کیا جائے گا اور 3 ہزار 3 مواضعات کی برق کاری جہاں گرڈ کی سہولت حاصل نہیں ہے وہاں غیر گرڈ طریقے سے کیا جائے گا۔ جبکہ 397 مواضعات کی برق کاری ریاستی سرکاروں کے

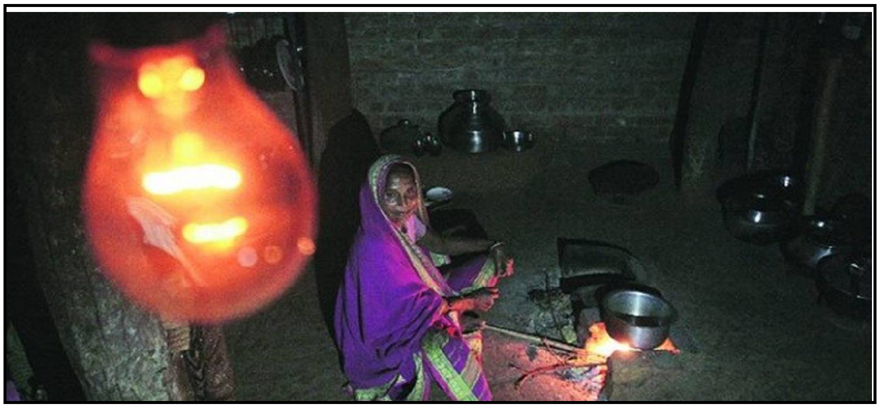

ذریعہ کی جائے گی۔ اپریل 2015 سے 14 اگست 2015 تک کُل 1654 مواضعات کی برق کاری کا کام مکمل کیا جاچکا تھا۔

دوسری طرف حکومت نے بجلی کی بچت کا کام بھی جاری رکھا ہے۔ توانائی کی بچت کے لئے اس نے اجالا۔ ایل ای ڈی بلب کی تقسیم کا کام شروع کیا ہے۔ حکومت نے بڑی مقدار میں ایل ای ڈی بلب تقسیم کئے ہیں تاکہ توانائی کی بچت کی جاسکے۔ ہر شخص کے لئے سستے میں ایل ای ڈی کی فراہمی کے ذریعہ انّت جیوتی (اجالا) حکومت ہند کا ایک پروگرام ہے جس کا مقصد توانائی کی صلاحیت کا حصول اور کاربن کے اخراج کو 35-30 فیصد تک کم کرنا ہے۔ یہ پروگرام دس کروڑ ایل ای ڈی بلب کی تقسیم کے ساتھ زبردست کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اجالا اسکیم نے کم بجلی خرچ کرکے روشنی حاصل کرنے کے سلسلے میں بیداری پیدا کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ 15-2014 میں مجموعی طور پر تیس لاکھ ایل ای ڈی بلب تقسیم کئے گئے تھے۔ 16-2015 میں ایل ای ڈی بلب کی تقسیم کی تعداد پندرہ کروڑ کو پار کرگئی، اس میں سے نو کروڑ ایل ای ڈی بلب اجالا کے تحت تقسیم کئے گئے جب کہ بقیہ انڈسٹری نے تقسیم کئے۔ توقع ہے کہ انڈسٹری کی مدد کے ساتھ اجالا کے تحت مسلسل کوششوں کے نتیجے میں 2019 تک زیادہ بجلی کی کھپت والے 77 کروڑ بلب کو ہٹانے کا ہدف حاصل کرلیا جائے گا۔ گھروں میں روشنی کے لئے کم بجلی کی کھپت والے بلب کا استعمال آج عالمی سطح پر بجلی بچانے کے اہم ذریعہ کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے اور ہندوستان میں دس کروڑ ایل ای ڈی بلب کی تقسیم سے 1298 کروڑ کلوواٹ سالانہ بجلی کی بچت ہوئی۔ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ ملک کو سالانہ بارہ کروڑ ٹن سے بھی زیادہ کاربن اخراج کو کم کرنے میں مدد ملی ہے۔ ایل ای ڈی بلب میں سی ایف ایل بلب کے مقابلے آدھی بجلی خرچ ہوتی ہے اور عام بلب کے مقابلے میں دس گنا کم۔ اجالا دنیا میں سب سے بڑا غیر سبسیڈائز ایل ای ڈی پروگرام ہے۔ اس پروگرام سے ان صارفین کو خاطر خواہ بچت ہوئی ہے جو اس طرح کے بلب استعمال کرتے ہیں۔

گزشتہ چار برسوں کے دوران بجلی کی وزارت کی حصولیابیاں درج ذیل ھیں:

(i) پیداواری صلاحیت

ایک لاکھ میگاواٹ کی پیداواری صلاحیت کا اضافہ ہوا۔ (مارچ 2014 میں 2,43,029 میگاواٹ سے بڑھ کر مارچ 2018 میں 3,44,002 میگاواٹ)

ہندوستان بجلی کے برآمدکار کے طور پر اُبھرا ہے۔ مالی سال 18-2017 کے دوران 7203 ایم یو بجلی نیپال، بنگلہ دیش اور میانمار سپلائی کی گئی۔

بجلی کا نقصان 4.2 فی صد (مالی سال 14-2013) سے گھٹ کر 0.7 فیصد (مالی سال 18-2017 میں) ہوگیا۔

(ii) ایک گرڈ ایک ملک

ترسیلی گرڈ میں ایک لاکھ سی کے ایم کی توسیع

مالی سال 18-2017 کے دوران 86,193 ایم وی اے کی اب تک کی سب سے زیادہ ٹرانسفرمیشن کپیسٹی کا اضافہ ہوا۔

ٹیرف پر مبنی مسابقتی بولی کے ذریعے 48427 کروڑ روپے مالیت کے 26 پروجیکٹ دیے گئے۔

بین علاقائی ٹرانسفر کی صلاحیت میں تین گنا سے زائد کا اضافہ ہوا (مالی سال 14-2010 میں 16000 میگاواٹ سے بڑھ کر مالی سال 18-2014 میں 50,500 میگاواٹ)

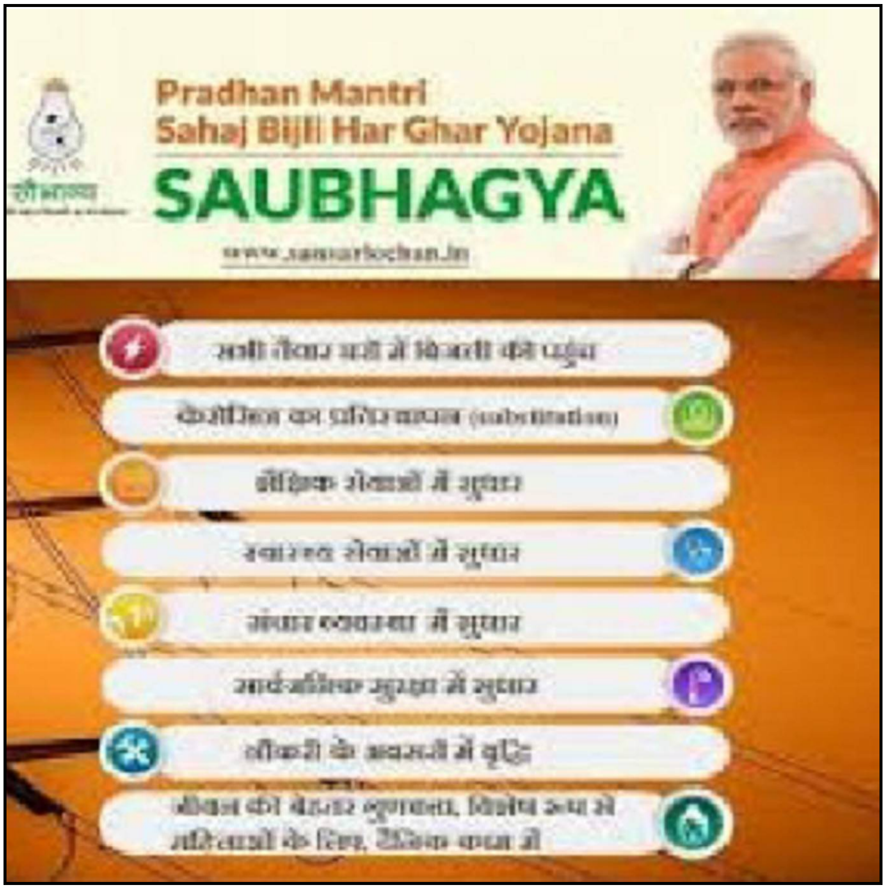

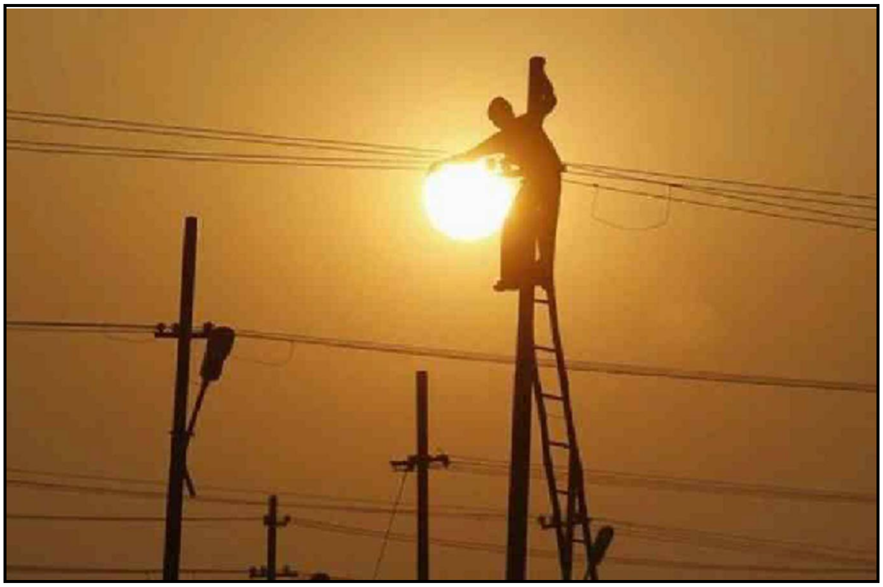

(iii) دین دیال اپادھیائے گرام جیوتی یوجنا (ڈی ڈی یو جی کے وائی)

گاؤں کی صدفی صد برق کاری

75,893 کروڑ روپے کا خرچ

ریاستوں کیلئے فنڈ میں 2.5 گنا اضافہ (مالی سال 2010-14 میں 10,873 کروڑ روپے اور مالی سال 2014-18 میں 24,890 کروڑ روپے)

2,56,750 کلومیٹر ایچ ٹی اور ایل ٹی لائن

4,09,989 ٹرانسفارمر تقسیم کیے گئے

(iv) بجلی کی ترقی کی مربوط اسکیم (آئی پی ڈی ایس)۔ 65,424 روپے کا خرچ۔ آئی ٹی والے 1376 شہر۔ 1900 اضافی شہر زیر تعمیر ہیں

رپورٹ ہے کہ 1156 شہروں میں اے ٹی اینڈ سی نقصانات میں کمی کی ہے۔

1,29,093 کلومیٹر ایچ ٹی اور ایل ٹی لائن

66,947 ٹرانسفارمر تقسیم کیے گئے

(v) یوڈی اے وائی

یو ڈی اے وائی کے تحت ڈسکام نے 20,000 کروڑ روپے سے زائد کے سود کی بچت کی ہے۔

ایک سال کے اندر 17 ریاستوں میں اے ٹی اینڈ سی نقصانات کی کمی آئی ہے۔

ایک سال کے اوائل کے اندر مالیہ کے فرق میں 33 فیصد کمی دور ہوئی ہے۔

ہندوستان کا رینک ورلڈ بینک کے ایز آف گیٹنگ الیکٹریسٹی رینکنگ میں 2014 میں 111 رینک سے بہتر ہوکر 2018 میں 29 ہوگئی۔

(vi) سوبھاگیہ (ایس اے یو بی ایچ اے جی وائی اے)۔ ملک گیر برق کاری کا عمل شروع کیا گیا

گاؤں سطح پر کیمپوں کا انعقاد کم سے کم دستاویزات کی ضرورت۔ گرام سوراج ابھیان کے تحت معاشی طور پر کمزور طبقات کیلئے خصوصی مہم

11 اکتوبر 2017 تک 60.34 لاکھ گھروں کی برق کاری

(vii) سب کے لئے 24x7 بجلی

حکومت ہند اور ریاستی حکومتوں کی مشترکہ پہل

24x7 بجلی کی فراہمی کیلئے روڈ میپ تیار۔ ریاستیں یکم اپریل 2019 سے سب کے لئے 24x7 بجلی کی فراہم کو یقینی بنانے کیلئے تیار ہیں۔

(viii) شمال مشرقی خطے پر توجہ

5855 گاؤں کی برق کاری اور 9004 گاؤں کی بڑے پیمانے پر برق کاری کا عمل مکمل ہوگیا۔

آئی ٹی کے حامل 130 شہر

اُجالا کے تحت 52.28 لاکھ ایل ای ڈی بلب تقسیم کیے گئے

بین ریاستی ترسیل کے عمل کو مستحکم کرنے کیلئے 9866 کروڑ روپے کی لاگت کے پروجیکٹ شروع کیے گئے

(ix) اُجالا

107 کروڑ ایل ای ڈی بلب تقسیم کیے گئے

اُجالا کے تحت 30.01 کروڑ ایل ای ڈی بلب تقسیم کیے گئے جس کے نتیجے میں سالانہ 15500 کروڑ روپے کی بچت ہوئی۔

صنعت کے ذریعے 77.99 کروڑ اضافی ایل ای ڈی بلب تقسیم کیے گئے

مجموعی ڈیمانڈ کے ذریعے ایل ای ڈی بلب کی خریداری کی لاگت میں 87 فیصد کی کمی آئی

(x) 4376 میگاواٹ ہائیڈل بجلی کی اضافی صلاحیت (مالی سال 2014-18)

اختراع پردازیاں اور پہل

الیکٹرک وہیکلس

چارجنگ اسٹیشنوں کیلئے لائسنس کی ضرورت نہیں

سرکاری اداروں کیلئے 10000 ای وہیکلس کی خریداری

اسمارٹ میٹرنگ

50 لاکھ اسمارٹ میٹروں کی خریداری کی گئی

ایک کروڑ پری پیڈ میٹر خریداری کے عمل ہیں

بجلی کی اہلیت

اسٹار لیبلنگ پروگرام سے 22500 کروڑ روپے مالیت کی بجلی کی بچت ہوئی۔

بڑی صنعتوں میں پی اے ٹی کے ذریعے بجلی کی بچت کے اقدامات سے 95 کروڑ روپے مالیت کے بجلی کی بچت ہوئی۔

جون 2017 میں توانائی کی بچت کرنیوالی عمارتوں

کیلئے توانائی کی بچت کرنے والی عمارتوں سے متعلق کوڈ شروع کیا گیا۔

ڈیجیٹل پہل: بجلی کی طویل مدتی اور وسط مدتی خریداری کیلئے ای۔بولی لگانا اور ای۔ریورس نیلامی

این پی سی آئی پلیٹ فارم جیسے بھیم، بی بی پی ایس، بھارت کیو آر وغیرہ کے ذریعے رقم کی ادائیگی مالی سال 18-2017 کے دوران بجلی کے بل کی ادائیگی کیلئے 24 کروڑ سے زائد ڈیجیٹل لین دین ہوا۔

وزارت بجلی کے ذریعے شروع کیے گئے ایپ سے بڑے پیمانے پر شفافیت لانے اور عوام کے درمیان

معلومات کی ترسیل ہوئی۔

سوبھاگیہ- گھروں کی برق کاری کیلئے ایپ: ودیوت پرواہ- موبائل/ویب ایپ

کرنٹ ڈیمانڈ کی تکمیل اور قلت نیز اگر بجلی کی دستیابی حد سے زیادہ ہے اور پاور ایکسچینج کی قیمتوں کے بارے میں بروقت معلومات فراہم کرنے کا ایپ ہے۔

اُجالا (سب کیلئے سستے ایل ای ڈی کے ذریعے اچھی بجلی): پورے ملک میں ایل ای ڈی کی تقسیم سے متعلق بروقت اور تاحال معلومات فراہم کرنے والا ایپ ہے۔

اُرجا متر -بجلی کی دستیابی کی نگرانی اور ایس ایم ایس کے ذریعے پاورکٹ سے متعلق معلومات مہیا کرنا۔

میرٹ -معمولی کم وبیش لاگت اور وسیلے کے ذریعے بجلی کی خریداری سے متعلق معلومات مہیا کرنا۔

اودے -کارکردگی کے 26 اہم پیمانوں کی بنیاد پر عوام کو ڈسکوم کی کارکردگی کے موازنہ کی اجازت۔

اُرجا (شہری جیوتی ابھیان)-یہ شہری تقسیمی شعبہ کیلئے ایک معلوماتی ایپ ہے۔ یہ آئی پی ڈی ایس کے تحت بنایا گیا ایک آئی ٹی نظام ہے جو صارف پر مبنی پیمانہ ہے۔

ترنگ (بروقت نگرانی اور اضافے کے لئے ترسیلی ایپ ہے)-یہ ایک آئی ٹی ویب/موبائل پر مبنی پلیٹ فارم ہے جو ملک میں بین ریاستی اور ریاست کے اندر بجلی کی ترسیلی پروجیکٹوں کی صورتحال سے متعلق معلومات بہم پہنچاتا ہے۔

دیپ ای۔بیڈنگ (بہتر بجلی کی قیمت کا پتہ لگانا)-یہ وسیع نیٹ ورک کے ذریعے پورے ملک میں بجلی کی خریداری میں آسانیاں پیدا کرنے کیلئے ای۔ریورس نیلامی سہولت والا ایک مشترکہ ای۔نیلامی پلیٹ فارم فراہم کرے گا تاکہ بجلی کی خریداری کے عمل میں یکسانیت اور شفافیت لائی جاسکے۔

ایش ٹریک -کارخانے کی راکھ کے بہتر استعمال کیلئے فلائی ایش استعمال کرنے والوں اور بجلی گھروں کے درمیان ایک رابطہ ہے۔

پاور گرڈ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ (پاور گرڈ) نے بجلی کی وزارت،حکومت ہند کے ساتھ سال 19-2018 کیلئے ایک مفاہمت نامے پر دستخط کئے ہیں۔ اس مفاہمت نامے بجلی وزارت اور پاور گرڈ کے سینئر افسران کی موجودگی میں بجلی کی وزارت حکومت ہند کے سکریٹری جناب اجے کمار بھلا اور پاور گرڈ کے چیف مینجنگ ڈائریکٹر (سی ایم ڈی) جناب آئی ایس جھا کے ذریعہ دستخط کئے گئے۔

یہ مفاہمت نامہ مالی برس 19-2018 کے دوران پاور گرڈ کے ذریعہ حاصل کئے جانے والے متعدد اہداف پر مشتمل ہے۔مالی برس 19-2018 کے لئے 25000 کروڑ روپے کے سرمایہ کاری خرچ کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔اس مفاہمت نامے کے تحت دیگر اہداف میں انسانی وسائل سے متعلق پیرا میٹرس، پروجیکٹ کا بندوبست، تحقیق وترقی، جدت طرازی کے علاوہ دیگر صلاحیت اور آپریشنل پرفارمنس پیرامیٹرس شامل ہیں۔

ایک نورتن سی پی ایس ای یعنی مرکزی سرکار کی ملکیت والی سرکاری کمپنی اور ہندوستان کے لئے سنٹرل ٹرانسمیشن یوٹیلٹی کی حیثیت سے پاور گرڈ سال 94-1993 میں پہلے مفاہمت نامے پر دستخط کے بعد سے لے کر اب تک اعلیٰ درجہ بندی میں مسلسل ایکسیلنٹس کا رتبہ حاصل کرتی رہی ہے۔

یہ کمپنی 148800 سی کے ٹی کلو میٹر سے زائد ٹرانسمیشن لائن اور 322000 ایم ٹی اے سے زائد کی ٹرانسفارمیشن صلاحیت کے حامل 236 ای ایچ وی ذیلی اسٹیشنوں کی مالک ہے۔اس عظیم ٹرانسمیشن نیٹ ورک کی دستیابی کو مستقل طور سے 99.5 فیصد سے زائد برقرار رکھا گیا ہے۔

حکومت نے ہر گھر تک بجلی پہنچانے کا جو منصوبہ تیار کیا ہے، اس پر بڑی حد تک عمل ہو چکا ہے اور اس سمت میں تیزی سے کام جاری ہے۔امید کی جاتی ہے کہ آئندہ مزید گاؤوں تک بجلی پہنچادی جائے گی اور گاؤوں والوں کی زندگی بھی شہری لوگوں کی طرح روشن ہوسکے گی۔

☆☆☆

حسینہ بیگم

سب کے لئے مکان: ایک جائزہ

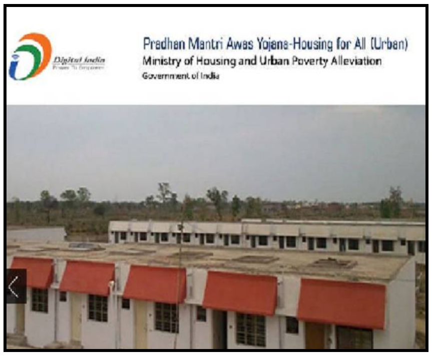

سب کومکان فراہم کرنے کے لئے حکومت کی کلیدی اسکیم پردھان منتری آواس یوجنا نے اب کافی پیش رفت کر لی ہے۔اس یوجنا کا مقصد غریب اور کمزور طبقات نیز کم آمدنی والے ہندوستانی شہریوں کو کم اور قابل برداشت قیمت پر مکان فراہم کرنا ہے۔حکومت نے اعلان کیا تھا کہ اس یوجنا کے تحت 2 کروڑ غریب اور کمزور طبقات کو کم قیمت پر رہنے کے لئے مکان بنایا جائے گا۔یہ اسکیم 25 جون 2015 کو لانچ کی گئی تھی۔حکومت نے 2022 تک سب کو مکان دینے کا نشانہ مقرر کیا ہے۔

گزشتہ دنوں وزیراعظم نریندر مودی نے پردھان منتری آواس یوجنا کی پیش رفت کا جائزہ لیا۔پردھان منتری آواس یوجنا کے مستفیدین کے ساتھ تبادلہ خیال کرتے ہوئے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے وزیراعظم جناب نریندر مودی نے کہا کہ اس طرح کی بات چیت سے اسکیم کے متعدد پہلوؤں بشمول اسکیم کے متعلقہ شعبوں میں جہاں اصلاح کی ضرورت ہے،کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔وزیراعظم نے مزید کہا کہ پردھان منتری آواس یوجنا صرف اینٹ اور مورٹار سے متعلق نہیں بلکہ بہتر معیار زندگی اور خواب کو حقیقت بنانے سے متعلق ہے۔مستفیدین سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ گزشتہ چار برس کے دوران حکومت نے سبھی کیلئے گھر کی فراہمی کو یقینی بنانے کیلئے ایک مشن کے انداز میں طریقہ کار اپنایا ہے۔حکومت اس بات کو یقینی بنانے کی سمت میں کام کر رہی ہے کہ سال 2022 تک جب ہندوستان اپنی آزادی کے 75 سال پورا ہونے کا جشن منائے گا، ہر ایک ہندوستانی کے پاس اس کا اپنا گھر ہو۔

D-23 شاہین باغ، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی۔25

پردھان منتری آواس یوجنا کے تحت حکومت دیہی علاقوں یں تین کروڑ گھر اور شہری علاقوں میں ایک کروڑ گھر تعمیر کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔حکومت نے اب تک شہری علاقوں میں 47 لاکھ سے زائد گھروں کی تعمیر کو منظوری دے چکی ہے۔یہ تعداد سابقہ حکومت کے ذریعہ پچھلے دس سال کے دوران دی گئی منظوری سے چار گنا زیادہ ہے۔اسی طرح سے گزشتہ چار برس کے دوران حکومت کے ذریعہ ملک کے دیہی علاقوں می ایک کروڑ سے زائد گھروں کی تعمیر کی منظوری دی جا چکی ہے جبکہ سابقہ حکومت کے ذریعہ 25 لاکھ گھر تعمیر کرنے کو منظوری دی گئی تھی۔حکومت گھر کی تعمیر میں لگنے والے وقت میں بھی کمی لانے میں کامیاب ہوئی ہے۔پہلے گھر کی تعمیر میں اٹھارہ مہینے کا وقت لگتا تھا اب اس میں کمی لاکر 12 مہینے میں گھر کی تعمیر ہو رہی ہے۔اس طرح سے تقریباً 6 مہینے کا وقت بچ گیا۔موجودہ سرکار کے ذریعہ پردھان منتری آواس یوجنا میں کی گئی تبدیلیوں کا خصوصی ذکر کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ گھر کی سائز کو بھی بڑھا کر 20 مربع میٹر سے 25 مربع میٹر کر دیا گیا ہے۔ اس طرح اسکیم کے تحت دی جانے والی مالی امداد میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔پہلے گھر کی تعمیر کیلئے مالی امداد کے طور پر 70 سے 75 ہزار روپے دیئے جاتے تھے۔اب اس میں اضافہ کر کے 125000 روپے کر دیا گیا ہے۔

گفتگو کے دوران وزیراعظم نے کہا کہ پردھان منتری آواس یوجنا ملک کے شہریوں کی عزت سے جڑی ہوئی ہے۔یوجنا کا فوکس اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ زیادہ سے زیادہ خواتین، دویانگ بھائی بہنوں کے علاوہ درج فہرست ذاتوں (ایس سی)، درج فہرست قبائل (ایس ٹی)، دیگر پسماندہ ذاتوں (او بی سی) اور اقلیتی فرقوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو گھر تک رسائی حاصل ہو۔مستفیدین کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ پردھان منتری آواس یوجنا نے سبھی کیلئے روزگار کے مواقع پیدا کئے ہیں۔اس اسکیم کو مزید مستحکم کرنے کے مقصد سے سرکار ہنرمندی کو فروغ دینے کیلئے کام کر رہی ہے تاکہ تیزی کے ساتھ معیاری گھروں کی تعمیر کو یقینی بنایا جا سکے۔اس کے تحت سرکار نے تقریباً ایک لاکھ راج مستری کو تربیت دینے کا کام شروع کر دیا ہے۔علاوہ ازیں سرکار متعدد ریاستوں میں خواتین راج مستری کو بھی ٹریننگ فراہم کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔ سرکار کے اس عمل سے یقینی طور پر عورتیں بااختیار ہوں گی۔وزیراعظم کے ساتھ بات چیت کے دوران پردھان منتری آواس یوجنا کے تمام مستفیدین نے گھر کی ملکیت رکھنے پر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔انہوں نے کہا کہ گھر کا مالک بننا ان کا خواب تھا۔مستفیدین نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ گھر کے ذریعہ ان کی زندگی اور ان کی زندگی کا معیار کس طرح بدل گیا ہے۔

اس بات چیت کا متن بھی ذیل میں نقل کیاجارہاہے :

میرے پیارے بھائیواور اور بہنو،نمسکار، میری ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ الگ الگ اسکیموں سے عام آدمی کی زندگی میں تبدیلیاں رونماہوں۔ان تجربوں کو سیدھے ان ہی لوگوں سے بات چیت کرتے ہوئے میں جانتاہوں اوراس لئے میں اکثر ایسے مستفیضین سے سیدھے ملاقات کرنے کی کوشش کرتاہوں۔صحیح ہو یا غلط ہو، اچھا ہوخراب ہو، دقتیں آئی ہوں، سہولتیں ملی ہوں۔ان سب کے بارے میں سیدھے آپ جیسے لوگوں سے جاننا بہت ہی اہم ہے۔

حکومت میں افسران کے ذریعہ جو رپورٹ تیار ہوتی ہے ۔اس کی اپنی اہمیت ہے ہی لیکن براہ راست جینے سے فائدہ ملا اور جن لوگوں کو فائدہ ملا۔ان سے جب بات چیت کرکے نئی چیز سنا جیسے اُجولا یوجنا، گیس کنکشن۔ میں اس اُجولا کے لئے کافی باتیں کرتا تھا۔لیکن جب میں اُجولا مستفیضین سے ملا تو انھوں نے مزیدار بتائی میرے کو بات، انھوں نے کہا ہمارا پانی بچ گیا، میں نے کہا پانی کیسے بچ گیا؟ تو پہلے بولے لکڑی کے چولھے سے کھانا پکاتے تھے تو سارے برتن کالے ہوجاتے تھے اور دن میں چار چار بار برتن صاف کرنے میں بہت پانی لگتا ہے۔اب گیس کا چولہا آ گیا تو ہمیں وہ کرنا نہیں پڑ رہاہے۔اب یہ بات میں نہیں مانتاہوں کہ میں ان سے بات کرتا تو مجھے سمجھ آتی ، ایسی بہت سی باتیں ہیں۔ جب میں خود بات کرتاہوں اوراسی سلسلے میں آج مجھے پردھان منتری یوجنا کے مستفیضین ہیں یا وہ لوگ جن کے سامنے گھر تیار ہورہاہے۔ گھر بنانے میں جڑے ہیں۔جن کو کچھ ہی مدت میں گھر ملنا طے ہے۔ایسے سب لوگوں سے روبرو ہونے کا،ان سے بات چیت کرنے کا ایک موقع ملاہے۔

آپ جانتے ہیں ہر شخص کے دل میں ایک خواہش ہمیشہ رہتی ہے کہ میرا خود کا اپنا گھر ہو ، غریب سے غریب کو بھی لگتاہے کہ بھائی میرا اپنا گھر ہو۔بھلے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اوراپنا گھر ہونے کا جو خوشگوار احساس ہوتاہے۔ وہ۔۔جسے گھر ملا ہے وہی جانتا ہے اورکوئی نہیں جانتا۔اور میں جو آپ کو ٹی وی کے وسیلے سے دیکھ رہاہوں۔تکنالوجی کے وسیلے سے دیکھ رہاہوں۔ آپ کے چہرے پر جو خوشی ہے ، ایک اطمینان کا جذبہ ہے۔زندگی جینے کی ایک نئی امنگ پیدا ہوئی ہے۔یہ میں دیکھ رہاہوں۔ اور جب میں آپ کا جوش اورامنگ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں تو میرا جوش اورامنگ بھی دس گنا بڑھ جاتاہے۔پھر میرا بھی دل کرتاہے اورزیادہ کام کروں۔آپ کے لئے اورمحنت کروں۔کیوں کہ آپ کے چہرے کی خوشی مجھے ملتی ہے اوروہ میری خوشی کی وجہ ہے۔

کسی بھی آواس یوجنا کا مطلب صرف یہ نہیں ہوتا کہ لوگوں کو سر چھپانے کی فقط جگہ مل دینی ہے۔آواس کا مطلب گھر سے ہے صرف چاردیواری اورچھت سے نہیں ہے۔ گھر یعنی وہ جگہ۔جہاں زندگی جینے کے لائق ہو، تمام سہولتیں مہیا ہوں۔جس میں کنبے کی خوشیاں ہوں۔جس میں کنبے کے ہر فرد کے خواب جڑے ہوئے ہوں۔ پردھان منتری آواس یوجنا کے اصل میں یہی جذبہ ہے۔ اپنا گھر ہر کسی کا خواب ہوتاہے۔غریب سے غریب شخص کے دل میں بھی یہ خواہش رہتی ہے کہ اس کے پاس اپنا پکا مکان ہو لیکن آزادی کے اتنے برس بعد بھی غریب کی خواہش ادھوری ہی ہے۔اس حکومت نے عہد کیا اور طے کیا کہ 2022، جب ہماری آزادی کے 75 سال ہوجائیں گے کچھ ہم ایسے موقع ہوتے ہیں کہ جب سب کو دوڑنے کا من کرجاتاہے۔ چلو بھائی آزادی کے 75 سال ہوئے ہیں چلو کچھ کام کریں ، زیادہ کریں ، اچھا کریں،سب لوگوں کی بھلائی کریں۔

ہم نے بھی کوشش کی ہے کہ 2022 آزادی کے 75 سال ہمیں پانچ سال جو بھی وقت ملا ہے۔ دوڑنے کی ہمت آجائے ، کام کرنے کی ہمت آجائے۔اوراس نے ایک خواب لیاہے 2022 آزادی کے 75 سال ہندوستان کے ہر کنبے کے پاس غریب سے غریب ہو ، گاوں ہو شہر ہو، جھگی جھونپڑی میں رہتا ہو، فٹ پاتھ پر رہتا ہو، کہیں پر رہتا ہو۔اس کنبے کے پاس اپنا پکا مکان ہو،اورصرف گھر ہی نہیں،اس میں بجلی ہو،نل ہو،نل میں پانی ہو،گیس کا چولہا ہو،خوش قسمتی سے بجلی ہو، بیت الخلا ہو، یعنی ایک طرح سے اس کو لگنا چاہئے کہ ہاں اب زندگی جینے کے لائق بن گئی ہے۔اب کچھ اور کرکے آگے بڑھنے کے راستے بنے ،غریب سے غریب آدمی کو بھی صرف محنت کے لئے ہی جگہ نہ ملے بلکہ مان سمان اور کنبہ کی شان بڑھانے کا بھی موقع ملے۔(ہاوسنگ فار آل) سب کے لئے مکان یہ ہمارا خواب بھی ہے اور عہد بھی ہے۔مطلب آپ کا خواب، میرا خواب ، آپ کا خواب ملک کی سرکار کا خواب کروڑوں لوگوں کے وسیع ملک میں یہ عہد پورا کرنا معمولی کام نہیں ہے۔ چنوتی بہت بڑی ہے، مشکل ہے۔اورآزادی کے اتنے برسوں کا تجربہ کہتا ہے کہ یہ سب ممکن ہی نہیں ہے۔لیکن اس کے باوجود بھی یہ غریب کی زندگی ہے۔بغیر گھر رہنے والوں کی زندگی ہے۔ جس نے مجھے یہ فیصلہ کرنے کی ہمت دی ہے۔آپ کی محبت نے ،آپ کے لئے میرے دل میں جو لگاو ہے اس کی وجہ سے اتنا بڑا فیصلہ لیاہے۔ اب فیصلہ پورا کرنے میں سرکاری مشینری ، بلکہ لوگ بھی مدد میں ہیں۔ کام ہورہاہے۔لیکن یہ تب ہوتاہے،صرف قوت ارادی سے تھوڑے ہی ہوجاتاہے۔اس کے لئے منصوبہ چاہئے ،اس کے لئے رفتار چاہئے ۔عوام کا بھروسہ اور حمایت چاہئے ۔عوام کے

لئے وقف کرنے کا جذبہ چاہیئے۔اس چنوتی سے نمٹنے کے لئے پہلے کی سرکاروں کے کام کاج ہیں۔ کیسے کام ہوتا تھا، کیسے شروع کرتے تھے۔ کہاں جا کر پہنچتے تھے، سب آپ لوگ جانتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ آج اس میں بہت بڑا بدلاؤ آیا ہے۔ آج ہم نے کہیں مندروں، فرقوں کے نام پر، کہیں جھگی جھونپڑی کے نام پر مکان بنانا، کام شروع کیا، لیکن بڑھتی آبادی کے نام پر یہ کوششیں ناکافی ہی ثابت ہوئیں۔ بعد میں یہ یوجنا لوگوں کے نام پر بننے لگی، خاندانوں کے نام پر بننے لگی۔ فطری طور پر ان کا مقصد عام انسان کو گھر دینے کے بجائے سیاسی مفاد حاصل کرنے کا زیادہ ہوگیا تھا۔ بچولیوں کی بہت بڑی فوج بن گئی تھی اور ٹھیکیدار جب مالا مال چلتا تھا۔ ہم نے ایک الگ Approach کے ساتھ اس چنوتی پر کام کیا۔ ٹکڑوں میں سوچنے کے بجائے مشن موڈ میں کام کرنے کا عہد لے لیا۔ ہم نے طے کیا ہے کہ 2022 تک دیہی علاقے میں تین کروڑ اور شہری علاقوں میں ایک کروڑ گھروں کو تعمیر کریں گے۔ جب ارادہ اتنا بڑا ہو تو فطری ہے کہ اس ارادہ کو پورا کرنے کے لئے بجٹ بھی بڑا چاہیئے۔ ایک وقت تھا جب بجٹ تخصیص کے مطابق نصب العین مقرر کیا جاتا تھا۔ لیکن اب ہم پہلے نصب العین طے کرتے ہیں۔ ملک کو کس کی پہلے ضرورت ہے، کتنی ضرورت ہے، اس کی بنیاد نصب العین طے کرتے ہیں۔ پھر اس کے مطابق بجٹ مقرر کرتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ شہری علاقوں میں اگر بات کروں تو ہمارے پہلے جو سرکار تھی وہ غریبوں کے نام پر ہی کھیل کھیلتی رہتی تھی۔

یو پی اے سرکار نے دس برسوں میں جتنے مکانوں کی تعمیر کو منظوری بھی نہیں دی پچھلے چار برسوں میں ہم نے اس کا تقریبا چار گنا زیادہ سینکشن کیا ہے۔ یو پی اے سرکار کے دس سال میں کل ساڑھے 13 لاکھ مکان سینکشن کئے گئے تھے جب کہ ہماری سرکار کے تحت پچھلے چار سال میں 47 لاکھ یعنی قریب قریب 47 لاکھ، ایک طرح سے 50 لاکھ کے پار پہنچنے کے زائد مکان ہم نے سینکشن کر دیئے ہیں۔ ان میں سے 7 لاکھ گھر نئی ٹکنالوجی سے بنائے جا رہے ہیں۔

اب ہاوسنگ میں نئی ٹکنالوجی کو بدل دینے کے لئے گلوبل ہاوسنگ ٹکنالوجی چیلنج یہ شروع کر رہے ہیں۔ تاکہ کم لاگت والی

رہائش کی جدید ٹکنالوجی کا استعمال ہو سکے۔ اسی طرح اگر گاوں کی بات کریں تو پچھلی سرکار کے آخری چار سال میں گاوں کے اندر پورے ہندوستان میں قریب قریب ساڑھے 25 لاکھ گھروں کی تعمیر کی گئی تھی۔ وہیں ہماری سرکار نے پچھے چار برس میں ایک کروڑ سے زائد گھروں کی تعمیر کی ہے۔ یعنی سوا تین سو فیصد سے بھی زائد اضافہ۔ پہلے مکان بنانے کے لئے 18 مہینے کا وقت طے تھا۔ لیکن ہم نے اس کو گھٹا کر اس کو اہم سمجھتے ہوئے، رفتار تیز کرتے ہوئے 18 مہینوں کا کام 12 مہینوں میں پورا کرنے کا عہد کر کے ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔

اب صورتحال یہ ہے کہ ایک برس سے بھی کم وقت میں گھر بن کر تیار ہو رہا ہے، آج گھروں کی تعمیر میں تیزی آ رہی ہے، اور یہ دیکھئے کیسے آ رہی ہے۔ صرف اینٹ اور پتھر تیز رفتار سے ہم ڈال دیں تو گھر بن جاتا ہے ایسا نہیں ہے۔ اس کے لئے سبھی سطحوں پر منصوبہ بند طریقے سے ٹھوس قدم اٹھائے جاتے ہیں۔ اسکیل ہی نہیں، سائز کو لے کر بھی تبدیلی کی گئی ہے۔ گاوں میں پہلے گھر بنانے کے لئے کم از کم رقبہ 20 مربع میٹر تھا جب کہ پردھان منتری آواس یوجنا کے تحت اب ہم لوگوں نے آکر کے اسے 20 مربع میٹر کی جگہ 25 مربع میٹر کر دیا ہے۔ آپ کو لگ رہا ہوگا کہ اس 5 مربع میٹر کا ہی فرق لے کر جگہ بڑھ جانے سے کیا ہوگا۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایک الگ صاف ستھرا باورچی خانہ اب اس میں جڑ گیا۔

گاوں میں پردھان منتری آواس یوجنا کے تحت پہلے 70-75 ہزار روپے کی مدد دی جاتی تھی۔ جسے اب ہم نے بڑھا کر سوا لاکھ روپے کر دیا ہے۔ آج مستفیضین کو منریگا سے 90-95 دنوں کا محنتانہ مزدوری کے لئے بھی اس کے کھاتے میں جمع ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ آج بیت الخلا بنانے کے لئے 12 ہزار روپے الگ سے دیئے جا رہے ہیں۔ پہلے دیکھنے کو ملتا تھا کہ بچولیوں کے نیتاؤں کے گھر تو بن جاتے تھے۔ لیکن غریب کا گھر نہیں بنتا تھا۔ غریبوں کے پیسوں میں کوئی سینڈھ نہ مارے، اسے کوئی اور نہ لے جائے اس کے لئے ہم نے پکا انتظام کیا ہے۔

آج ڈی بی ٹی سیدھے فائدہ منتقلی کے ذرائع سے بچولیے ختم ہوئے۔ اور مستفیضین کو سبسڈی اور امدادی رقم سیدھے ان کے کھاتے میں جا رہی ہے۔ پہلے جن دھن اکاؤنٹ کھولا اب روپیہ بھیجنا شروع کیا۔ پردھان منتری آواس یوجنا پروگرام کی ترقی کی مانیٹرنگ کے لئے یہ جو گھر بن رہے ہیں، جو آواس بن رہے ہیں۔ ان کی جیو ٹریکنگ کا نظام وضع کیا ہے۔ تاکہ شفافیت بنی رہے۔ ان کاموں کو DISHA پورٹل سے بھی جوڑا گیا ہے۔ جہاں یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ آپ مانیٹر کر سکتے ہیں۔ میں میرے آفس سے مانیٹر کر سکتا ہوں کہ کتنا کام ہوا ہے کہاں کہاں ہوا ہے۔ اس کی پوری تفصیل میں میرے دفتر میں بیٹھ کر کے بھی دیکھ سکتا ہوں۔ یو پی اے کے دور میں مستفیضین کا انتخاب جو پرانے سیاسی رہنماوں نے تیار کی ہوئی بی پی ایل فہرست سے کیا جاتا تھا لیکن آج ہم لوگوں نے سماجی اقتصادی کیمونٹی مردم شماری کے ذرائع سے کرنا شروع کیا اس کی وجہ سے پہلے جو چھوٹ جاتے تھے۔ اب ان کو بھی ہم نے جوڑ

دیا ہے۔اوراس کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جوڑ کر کے ان کو فائدہ ملا ہے۔ ہر علاقے ، ہر طبقے کے لوگوں کو اس کا فائدہ مل رہا ہے۔گھر صرف ضرورتوں سے نہیں، گھر عزت سے بھی جڑا ہوتا ہے،شان سے جڑا ہوتا ہے۔اور ایک بار اپنا گھر بن جاتا ہے۔تو گھر کے ہر فرد کی سوچ بھی بدلتی ہے۔آگے بڑھنے کا نیا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ہماری کوشش ہے کہ ہر کنبے کی اس ضرورت کو پورا کرنا اور اس کی شان کو بڑھانا اوراس لئے پردھان منتری آواس یوجنا کا فوکس خاص طور سے سماج کے کمزور طبقوں اورخواتین پر ہی ہم نے مرکوز کیا ہے۔آدی واسی ہوں ، دلت ہوں ، پسماندہ ہوں ، ایس سی ، ایس ٹی ، او بی سی ، اقلیتی اور ہمارے معذور بھائی بہن ان کو ہم ترجیح دے رہے ہیں۔

اس طرح منصوبہ بند طریقے سے بڑے پیمانے پر کی جارہی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج تیزی سے گھروں کی تعمیر ہورہی ہے۔ہم زمین سے جڑے لوگ ہیں۔ عام آدمی کے مسائل کو، ان کی تکالیف کو ہم بخوبی جانتے ہیں، سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم لوگوں کی ضرورتوں کو دھیان میں رکھ کر کے کام کررہے ہیں۔سرکاروں میں ایسا چلتا آیا ہے۔کہ ہر یوجنا الگ الگ کام کرتی ہے۔پہلا وزارتوں کے درمیان، دومحکموں کے درمیان ، دومنصوبوں کے درمیان تال میل ہی نہیں ہوتا۔پردھان منتری آواس یوجنا میں مختلف سرکاری منصوبوں کو ایک ساتھ لایا گیا ہے، جوڑا گیا ہے۔تعمیر اور روزگار کے لئے اسے منریگا سے جوڑا گیا۔گھر میں بیت الخلا، بجلی، پانی اور ایل پی جی گیس کی سہولت ہو اس کا دھیان الگ سے رکھا گیا۔گھر میں بیت الخلا ہو اس کے لئے صاف بھارت مشن سے جوڑا گیا۔گھر میں بجلی کی سہولت ہو اس کے لئے پنڈت دین دیال اپادھیائے گرام جیوتی یوجنا اور سوبھاگیہ یوجنا کو اس کے ساتھ منسلک کردیا گیا۔پانی کی سہولت کے لئے اسے دیہی پینے کے پانی پروگرام سے جوڑا گیا۔ایل پی جی کا نظام ہو اس کے لئے اجول یوجنا کو اس سے جوڑا گیا۔ یہ آواس یوجنا صرف ایک گھر تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ بااختیار بنانے کا بھی ذریعہ ہے۔شہروں میں جن کو مکان کا فائدہ ملا ہے ، ان میں 70 فیصد خواتین کے نام پر ہے۔آج جب پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ گھر بن رہے ہیں تو اس سے روزگار کے مواقع بھی پیدا ہورہے ہیں۔مقامی سطح پر اینٹ ، ریت ، سیمنٹ سے لے کر ہر طرح کے تعمیراتی ساز وسامان کی تجارت بڑھ رہی ہے۔ مقامی مزدوروں ، کاریگروں کو بھی کام مل رہا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ گاووں میں کوالٹی کے مطابق کام کے لئے سرکار نے ایک لاکھ راج مستریوں کو تربیت دینے کا کام شروع کیا ہے۔میسن کا اور آپ کو یہ جان کر کے بھی خوشی ہوگی کہ اور کئی ریاستوں میں راج مستری کی طرح رانی مستریوں کو بھی تربیت یافتہ کیا جارہا ہے۔ یہ خواتین کو بااختیار بنانے کی جانب ایک بڑا قدم ہے۔شہری علاقوں میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس یوجنا کے تحت شامل کرنے کے لئے سرکار نے چار ماڈل پر کام کیا۔پردھان منتری آواس یوجنا کے تحت شہری علاقوں میں مستفیضین کو گھر بنانے یا اس کو وسعت دینے کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپے کی امداد کی جارہی ہے۔

لنک سبسیڈی اسکیم کے تحت گھر بنانے کے لئے دئے گئے لون پر سود میں 3 سے 6 فیصد کی سبسیڈی دی جارہی ہے۔علاقہ میں از سر نو ترقی کے لئے حکومت فی خانہ ایک لاکھ روپے کی امداد فراہم کررہی ہے۔یا پبلک سیکٹر کے ساتھ شراکت میں کفایتی آواس ، Affordable housing کے لئے اقتصادی طور پر کمزور لوگوں کو فی خانہ ڈیڑھ لاکھ روپے کی امداد فراہم کررہی ہے۔پہلے دیکھنے کو ملتا تھا کہ بلڈرس پیسہ تو لے لیتے تھے لیکن سالوں تک ایک اینٹ بھی نہیں لگتی تھی۔غریب اور متوسط طبقے کا فائدہ ہو۔گھر خریداروں کے مفاد کا تحفظ کیا جاسکے۔متوسط طبقہ کنبے کی زندگی کی ساری کمائی مکان بنوانے کے لئے لگاتا ہے اور اس کو کوئی لوٹ نہ لے جائے۔اس کے لئے ہم نے Real Estate Regulation Act لاگو کیا۔اس قانون سے شفافیت آنے کے ساتھ ساتھ خریدار کو ان کا حق مل رہا ہے۔اور بلڈرس بھی خریدار سے کسی بھی طرح کا دھوکا کرنے سے ڈرتے ہیں۔آج ملک میں ایسی کئی مثالیں ہیں جن کے امیدوں اور آرزوؤں کو اس یوجنا نے پنکھ لگائے ہیں۔گھر ہونے سے خوشحالی اور تحفظ تو بڑھتا ہی ہے اور صحت بھی اچھی رہتی ہے۔ اپنا گھر ہونا سب کی پہلی ترجیح ہوتی ہے، پہلے بھی ہوتی تھی، لیکن بدقسمتی کی بات تھی کہ پہلے یہ سب سے آخر میں پوری ہوتی تھی۔اور کبھی کبھی ادھوری ہی رہ جاتی تھی۔لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ہم سب ہمیشہ سنتے آئے ہیں۔ایک زندگی بیت جاتی ہے اپنا گھر بنانے میں۔سنی ہے یہ کہاوت ، پوری زندگی بیت جاتی ہے اپنا گھر بنانے میں۔ پراب کی سرکار دوسری ہے۔اب کہاوت بھی بدل رہی ہے ، ملک بدل رہا ہے کہاوت بھی بدل رہی ہے۔ اور کہاوت کو بدلنے کا وقت آ گیا ہے۔اب وقت آ گیا ہے جب ہمارے اندر سے آواز اٹھے گی کہ جب زندگی بیتتی ہے اپنے ہی آشیانے میں۔

میں مانتا ہوں کہ جب اتنا بڑا نظام ہے تو ابھی بھی کچھ لوگ جن کی پرانی عادتیں بدلی نہیں ہوں گی۔اوراس لئے میری آپ لوگوں سے گذارش ہے کہ اس یوجنا کے تحت کسی بھی طرح کا فائدہ پہنچانے کے لئے اگر آپ سے کوئی پیسہ یا کوئی غیر ضروری مانگ کررہا ہو۔تو آپ بے ہچک اس کی شکایت کریں۔اس کے لئے آپ کلکٹر یا منسٹر کے پاس اپنی شکایت درج کرواسکتے ہیں۔میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ بھارت کے خواب اور آرزوئیں اتنے بھر سے پوری نہیں ہوتیں۔ہم نے ایک مضبوط زمین تیار کی ہے۔اور ہمارے سامنے ایک وسیع آسمان ہے۔سب کے لئے گھر،سب کے لئے بجلی،سب کے لئے بینک،سب کے لئے بیمہ،سب کے لئے گیس کنکشن، یہ اس نیو انڈیا کی تکمیل کی تصویر ہوگی۔جدید سہولتوں سے جڑے گاووں اور سماج کی جانب ہم تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں اوراس لئے کتنی بڑی تعداد میں بھائیو اور بہنوں سے مجھے موقع ملا ہے بات کرنے کا۔ ایک چھوٹا سا ویڈیو میں آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔اس کے بعد میں آپ کو بھی سننا چاہتا ہوں۔

پردھان منتری آواس یوجنا کے تحت حکومت کی کوشش ہے کہ غریبوں کو ایک عدد گھر پانے کی خواہش پوری ہو۔اس کے علاوہ شہروں میں دو کروڑ سے زیادہ غریب لوگوں کے لئے گھر بنانے کا ارادہ ہے۔پردھان منتری آواس یوجنا کے تحت صرف شہروں میں ہی نہیں بلکہ ملک کے دور دراز دیہی علاقوں میں بھی غریبوں اور بے گھر افراد کے لئے گھر بنانے کے تصور پر حکومت کام کررہی ہے۔بہت سے لوگوں کو اپنے خوابوں کا گھر مل گیا ہے اور بہتوں کو ملنے والا ہے۔ خیال رہے کہ پردھان منتری آواس یوجنا (پی ایم اے وائی) کے ایک حصے کے طور پر فیض پانے والوں کے لئے تعمیرات کے تحت فیض حاصل کرنے والے اہل افراد کو، جن کا تعلق اقتصادی طور پر پسماندہ طبقے سے ہے،موجودہ مکان بہتر بنانے یا اس میں توسیع کرنے کیلئے ڈیڑھ لاکھ روپے کی مرکزی امداد فراہم کی جاتی ہے۔پی ایم اے وائی اسکیم نے آج کروڑوں لوگوں کی زندگی بدل دی ہے۔نیت اورارادے صاف ہوں گے تو ایسے ہی لوگوں کی قسمتیں بدلتی ہیں۔

☆☆☆

بڑھتے قدم

(ترقیاتی خبرنامہ)

معیارزندگی کو بہتر بنانے کے لئے کمپیوٹنگ، مواصلات اور روبوٹکس کی قوت کو استعمال کریں: نائب صدرجمہوریہ

☆ نائب صدرجمہوریہ ہند جناب ایم وینکیا نائیڈو نے کہاہے کہ ہرشہری کوملک کی تعمیر میں سرگرم رول ادا کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کولکاتا میں پروفیسر مہالانوبس کی 125 ویں سالگرہ کے موقع پرایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہاکہ لوگ صرف فائدہ حاصل کرنے کے لئے ہی نہیں ہیں بلکہ تبدیلی کے سرگرم ایجنٹ بھی ہیں۔ اس موقع پرحکومت ہند کےاعدادوشماراور پروگراموں کے نفاذ کے وزیر جناب ڈی وی سدانند گوڑا، اطلاعات اور ٹیکنالوجی کے مغربی بنگال کے وزیر جناب برتیہ بسوبھی موجود تھے۔نائب صدرجمہورہ نے پروفیسرمہالانوبس کو ایک ممتاز وژنری قراردیا جنہوں نے برصغیر ہند میں اعدد وشمار کے شعبے کو متعارف کرایا۔ انہوں نے کہا کہ اسٹیٹکس (اعدادوشمار) کے شعبے میں تحقیق پران کی توجہ کی وجہ سے یہ شعبہ ہمارے ملک میں آج جدید سرکاری اعدا د وشمار کی بنیاد ہے۔نائب صدرجمہوریہ نے کہا کہ ہماری آبادی کا 65 فیصد سےزیادہ حصہ 35 سال کی عمرسےکم ہےاوریہ بات انتہائی اہم ہے کہ اس اثاثوں کو ہم حقیقی اثاثے میں تبدیل کریں۔ اگرہم انسانی وسائل کے اس ذخیرے کوکہ انسانی پونجی میں تبدیل کرنے میں ناکام رہتے ہیں تویہ ہمارے لئے نقصان دہ ہوگااورملک کوبےشمارسماجی اقتصادی مضمرات کےساتھ ساتھ غریبی، عدم مساوات ، سماجی بے چینی اور ناپائیدار ترقی کا سامنا کرنا پڑے گا۔نائب صدرنے کہا کہ ہمیں اپنی اس نوجوان آبادی کو ہنرمندی، علم اورعلم پرمبنی معیشت کے لئے ضروری رویہ سے لیس کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم آبادی کے فائدے کوحاصل کرسکیں۔نائب صدر نے کہا کہ اعدادوشماراچھی حکمرانی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتے ہیں۔ یہ منصوبہ بندی اورنگرانی اورتجزیے کے لئے انتہائی اہم ہیں۔ہمیں معیاری زندگی کوبہتر بنانے، معلومات پرمبنی انتخاب کرنے کے لئے اعدادوشمارکی ضرورت ہوتی ہےاور اسٹیٹکس اس کے لئے انتہائی اہم ہے۔ نائب صدرجمہوریہ نے کہا کہ بھارت میں ریاضی کے بھاسکرآچاریہ، آریہ بھٹ اور سری نواس رامانوجم جیسےعظیم دانشوروں نے اپنی روایات چھوڑی ہیں اورضرورت ہے ان بہترین کارکردگی کی روایات کو جاری رکھا جائے اوراسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹی کی سطح پرریاضی کی تعلیم کےمعیارکومستحکم کیاجائے۔

ایمس اورصفدرجنگ اسپتالوں میں حفظان صحت کےمتعدد پروجیکٹوں کےافتتاح کے موقع پروزیراعظم کاخطاب

☆ کابینہ کےمیرےساتھی جناب جے پی نڈا جی، اشونی چوبے جی، انوپریا پٹیل جی اوراس اسٹیج پرموجود جناب رندیپ گلیریا جی، جناب آئی ایس جھا، ڈاکٹر راجیش شرمااورسبھی معززین۔

دہلی کےلوگوں کے لئے علاج کے لئے، دہلی آنے والےلوگوں کے لئے، آپ سبھی کے لئے ایک طرح سے آج کادن خصوصی دن ہےاورمجھےخوشی ہے آج غریبوں کو، عام آدمی کو، نچلےمتوسط طبقہ، متوسط طبقہ کواپنی زندگی کی مشکل صورتحال سے پارکرنے کے لئے، اپنی اوررشتے داروں کی بیماری سےلڑنے میں مددکرنے کے لئے کچھ نئی بنیادی دستیاب ہورہی ہیں۔اب سےتھوڑی دیرپہلے یہاں پرتقریباً1700 کروڑ کے نئے پروجیکٹوں کاافتتاح اور سنگ بنیادرکھاگیاہے۔اس سےدہلی میں موجود ملک کے دو بڑے اسپتالوں، ایمس اورصفدرجنگ اسپتال میں تقریباً1800 سے زیادہ بستروں کی نئی گنجائش کا راستہ کھلاہے۔دوستو!ایمس پربڑھتے دباؤکےمدنظردہلی میں اس کےسبھی کیمپسوں کی صلاحیت کو بڑھایا جارہا ہے۔ ا?ج تین سوکروڑ روپے سے زیادہ کی لاگت سے بننے والےمعمرافراد کےلیکنیشنل سینٹر کا بھی سنگ بنیادرکھا گیا ہے۔یہ سینٹردوسوبستروں کا ہوگا۔آنے والے ڈیڑھ دو سالوں میں اسے پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔یہاں سینئرشہریوں کے لئے تمام سہولتیں دستیاب ہوں گی۔اس میں ضعیفی، سائنس کی تحقیق کا مرکزبھی ہوگا۔ جہاں ضعیفی سے جڑے مسائل کولے کرتحقیق کی جا سکے گی۔اس کے علاوہ صفدرجنگ اسپتال میں بھی تیرہ سو کروڑ روپے سے زیادہ کی رقم خرچ کرکےاسپتال میں سہولتوں کواورجدید بنانے کا کام ہواہے۔اسی کےتحت یہاں ایک ایمرجنسی بلاک پرایک سپراسپیشلٹی بلاک کی خدمات کوملک کے نام وقف کیا گیاہے۔صرف میڈیکل ایمرجنسی کے لئے پانچ سوبستروں کی نئی گنجائش کے ساتھ

صفدر جنگ اسپتال ملک کا سب سے بڑا ایمرجنسی کیئر اسپتال بن جائے گا۔

ساتھیو! آج جن پانچ پروجیکٹوں کا افتتاح اور سنگ بنیاد رکھا گیا ہے۔اس میں سے ایک پاور گرڈ وشرام سدن بھی ہے۔سرکاری دائرہ کار کی صنعتوں اور سماج کے تئیں ان کی ذمہ داری کی یہ ایک عمدہ مثال ہے۔اس سے نہ صرف مریضوں کو بلکہ ان کی دیکھ ریکھ کرنے والوں کو بھی بڑی راحت مل رہی ہے۔ساتھیو! وقت پر صحیح علاج زندگی بچانے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔لیکن دہلی کا ٹریفک کئی بار اس میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔خصوصی طور پر ایمس کے الگ الگ سینٹر اور کیمپس کے بیچ مریضوں اور ڈاکٹروں کی آمدورفت کو لے کر پہلے بہت بڑا مسئلہ تھا۔ ایمس کی اصل عمارت اور جے پرکاش نارائن ٹراما سینٹر کے بیچ یہ مسائل بھی اب حل ہوگئے ہے۔تقریباً ایک کلو میٹر طویل زیر زمین سرنگ کا بھی ابھی تھوڑی دیر پہلے افتتاح کرنے کا موقع ملا۔اس سرنگ سے مریضوں، ان کے رشتے داروں، ڈاکٹروں اور ضروری دواؤں کی بغیر رکاوٹ آمدورفت یقینی ہوئی ہے۔

ساتھیو! بھارت جیسے ہمارے عظیم، ترقی پذیر ملک کے لئے سستی، آسان، محفوظ اور جدید صحت خدمات فراہم کرنا کتنی بڑی ذمہ داری ہے اس سے آپ اچھی طرح سے واقف ہیں۔گزشتہ چار سالوں میں عوامی حفظان صحت کو لے کر ملک کو ایک نئی سمت دی گئی ہے۔مرکزی حکومت کے یکے بعد دیگرے پالیسی انٹروینشن سے ہم اس صورت حال کی طرف بڑھ رہے ہیں جہاں ملک کے غریب اور متوسط طبقے کو بہتر صحت خدمات کے لئے بھٹکنا نہ پڑے، غیر ضروری خرچ نہ کرنا پڑے۔ریاستی حکومتوں کے ساتھ مل کر مرکزی حکومت ملک بھر میں صحت خدمات سے منسلک جدید بنیادی ڈھانچہ کھڑا کر رہی ہے۔یہ سرکار کی مسلسل کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج ملک میں اسپتالوں میں بچوں کو جنم دینے کا رواج بڑھا ہے۔حاملہ خواتین اور نوزائیدہ بچوں کی صحت کی مسلسل جانچ، ٹیکہ کاری میں پانچ نئی ویکسین جڑنے سے ماں اور بچے کی شرح اموات میں بے مثال کمی آئی ہے۔ ان کوششوں کی عالمی ایجنسیوں نے بھی ستائش کی ہے۔ساتھیو! حکومت کی کوشش ہے کہ بڑے شہروں کے آس پاس صحت کا جو بنیادی ڈھانچہ تیار کیا گیا ہے اس کو مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ ایسی ہی سہولتیں ٹیئر-2 اور ٹیئر-3 شہروں تک پہنچائی جائیں۔اس کے لئے حکومت دو سطح پر کام کر رہی ہیں۔ایک تو جو ہمارے موجودہ اسپتال ہیں ان کو اور جدید سہولتوں سے لیس کیا جارہا ہے اور دوسرا، ملک کے دور دراز والے علاقوں میں صحت سہولتوں کو پہنچایا جارہا ہے۔ساتھیو! آزادی کے 70 برسوں میں جتنے ایمس منظور کئے گئے یا بنائے گئے ہیں اس سے زیادہ گزشتہ چار برسوں میں منظور کئے گئے ہیں۔ملک میں 13 نئے ایمس کا اعلان کیا گیا ہے جس میں سے آٹھ پر کام شروع ہو چکا ہے۔اس کے علاوہ ملک بھر میں 15 میڈیکل کالج میں سپر اسپیشلٹی اسپتالوں کا تعمیراتی کام رفتار پر ہے۔

ساتھیو! نیو انڈیا کے لئے ایک ایسے صحت نظام کی تشکیل کی جارہی ہے جہاں عمدہ اور کافی اسپتال ہوں، زیادہ بستر ہوں، بہتر سہولت ہوں اور جہاں سینئر ڈاکٹر اور ان کی ٹیم ہو۔ اسی ہدف کو دھیان میں رکھتے ہوئے میڈیکل ایجوکیشن میں بھی نئے مواقع پیدا کئے جارہے ہیں۔ہماری حکومت 58 اضلاع میں اسپتالوں کو میڈیکل کالج کے طور پر اپ گریڈ کرنے کا کام کر رہی ہے۔اس بجٹ میں ہی حکومت نے 24 نئے میڈیکل کالج بنانے کا اعلان کیا ہے۔حکومت کی کوشش ہے کہ تین لوک سبھا سیٹوں پر کم از کم ایک میڈیکل کالج ضرور ہو۔ان چار سالوں میں ملک بھر میں میڈیکل کی تقریباً 25 ہزار انڈر گریجویٹ یا پوسٹ گریجویٹ کی نئی سیٹیں جوڑی گئی ہیں۔حکومت نے داخلہ پروسیس کو بھی مزید شفاف بنانے کا کام کیا ہے۔

ساتھیو! اس حکومت کا ویژن صرف اسپتال، بیماری اور دوا اور جدید سہولتوں تک ہی محدود نہیں ہے۔کم خرچ پر ملک کے ہر شخص کے لئے علاج یقینی ہو، لوگوں کو بیمار بنانے والے اسباب کو ختم کرنے کی کوشش ہو، اسی سوچ کے ساتھ قومی صحت پالیسی کی تشکیل کی گئی ہے۔ ہماری حکومت نے صحت خدمات کو صحت وزارت کے دائرے سے باہر نکالنے کی بھی کوشش کی ہے۔ ہمارے صحت کے ویژن کے ساتھ ا?ج دیہی ترقی کی وزارت بھی جڑی ہے۔ صفائی ستھرائی اور پینے کے پانی کی وزارت بھی جڑی ہے۔خواتین اور بہبود اطفال کی وزارت کو بھی اس کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔حکومت کے ویژن میں بیماری اور غریبی کے درمیان جو تعلق ہے اسے دیکھتے ہوئے منصوبے بنائے گئے ہیں۔انہیں لاگو کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔غریبی کی بڑی وجہ بیماری بھی ہے اور اسی لئے بیماری کو روکنے کا مطلب غریبی کو بھی روکنا ہوتا ہے۔اسی سمت میں مسلسل کوششیں کی جارہی ہے۔سووچھ بھارت ابھیان کے تحت بیت الخلاء کی تعمیر، مشن اندر دھنش کے تحت دور دراز والے علاقوں میں ٹیکہ کاری، راشٹریہ پوشن ابھیان اورا? یوشمان بھارت جیسے متعدد اولوالعزم منصوبے غریب کی بیماری پر ہونے والے اخراجات کو کم کررہے ہیں۔کم خرچ پر حفظان صحت کو لے کر جتنی سنجیدگی سے ملک میں ابھی کام ہو رہا ہے اتنا شاید پہلے کبھی نہیں ہوا۔

قومی صحت تحفظ اسکیم یا آیوشمان بھارت بھی اسی سمت میں ایک اہم ترین کڑی ہے۔اس منصوبے کے تحت ملک بھر میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ یعنی ملک کی ہر بڑی پنچایت کے بیچ ایک ہیلتھ اور ویلنس سینٹر قائم کرنے پر کام چل رہا ہے۔مستقبل میں ان سینٹروں میں ہی بیماری کی شناخت کے لئے ٹیسٹ اور علاج کی جدید سہولتیں مہیا کرائی جائیں گی۔اس کا بہت بڑا فائدہ گاؤں اور قصبوں میں رہنے والے لوگوں کو بھی ملنے جارہا ہے۔وہیں سنگین بیماری کی صورت میں ملک کے غریب اور نچلے متوسط طبقے کے لوگوں کو عمدہ اور پانچ لاکھ تک کا مفت علاج یقینی بنانے پر کام چل رہا ہے۔ اس منصوبے سے زیادہ سے زیادہ ریاستوں کو جوڑنے کی کوشش کی جارہی ہے۔نجی اسپتال سے منسلک لوگوں سے بھی بات چیت جاری ہے۔متعدد موضوعات میں سبھی حصے داروں کے ساتھ اتفاق رائے ہو چکا ہے اور بہت جلد ہی یہ دنیا کی سب سے بڑی، دنیا کی سب سے بڑی ہیلتھ انشورنس اسکیم زمین پر اترنے والی ہے۔

ساتھیو! اس منصوبے کی وجہ سے آنے والے وقت میں ملک کے گاؤں اور چھوٹے قصبوں کے آس پاس اسپتالوں کا بڑا نیٹ ورک بننا یقینی ہے۔ بہت بڑی تعداد میں نئے اسپتال بننا ہے۔کیونکہ جب بیماری کا خرچ کوئی

اور اٹھانے والا ہو تو بیمار اسپتال جانا پسند کرے گا اور بیمار اسپتال آنے کے بعد پیسہ کہیں سے ملنا یقینی ہے تو اسپتال اور ڈاکٹر بھی سامنے سے کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ وہیں، ایک اور طرح سے ایک ایسے نظام کو فروغ دیا جارہا ہے جو ملک میں ہیومن ریسورس ڈیولپمنٹ، میڈیکل سیکٹر میں، ملک کے اندر بنیادی ڈھانچے کی ترقی یا صحت کے تئیں بیدار سماج کی شکل میں ہم ایک نئے دور میں داخل ہونے والے ہیں اور اس سیکٹر میں روزگار کے مواقع تو بڑھنے ہی والے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ایک ڈاکٹر کے ساتھ کتنے لوگوں کو کام کرنا پڑتا ہے تب ایک ڈاکٹر کچھ کام کر پاتا ہے۔ کتنے لوگوں کے لئے روزگار کا امکان ہے۔ ہاں، جدید طبی خدمات کے لئے بڑے شہروں کی طرف آنے کی مجبوری بھی میں سمجھتا ہوں بہت حد تک کم ہوجائے گی۔ لوگوں کو اپنے گھر کے پاس ہی ساری سہولتیں ملیں گی۔

ساتھیوں، پچھلے چار برسوں میں قابل برداشت حفظان صحت کو لے کر جو بھی اسکیم سرکار نے چلائی، ان کا کتنا فائدہ عام آدمی کو ہورہا ہے، یہ جاننے کے لئے اس مہینے کی شروعات میں میں نے خود ملک بھر کے فیض حاصل کرنے والوں سے گفتگو کی۔ قریب تین لاکھ سینٹر، اور میرا انداز ہے کہ 30-40 لاکھ لوگ میرے سامنے تھے، اس پر اور اس پوری بات چیت سے ایک بات جو نکل کر کے آئی، وہ یہ کہ نچلے اوسط درجے کے طبقے سے لے کر غریب افراد کے صحت کے خرچ میں آج بہت کمی آئی ہے۔ ساتھیوں اس کی وجہ آپ سبھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ سرکار کے ذریعے قریب قریب 1100 ضروری دوائیوں کی قیمت کو کنٹرول کرنے کے نظام کے دائرے میں لایا گیا جس سے لوگوں کو لگ بھگ دوائی کے پیچھے جو خرچ ہوتا تھا ان خاندانوں کے لگ بھگ 10 ہزار کروڑ روپے سے زیادہ بچت ہوئی ہے۔ ایک سال میں 10 ہزار کروڑ روپے کی سیونگ - اور وہ بھی ایک اسکیم کا نتیجہ۔ ملک بھر میں 3600 سے زیادہ جن اوشدی کیندر کھولے جا چکے ہیں۔ ان کیندروں میں 700 سے زیادہ دوائیاں اور ڈیڑھ سو سے زیادہ سرجری کا سامان سستی قیمت پر دستیاب ہے۔ امرت اسٹورس میں بھی مل رہی 50 فیصد کم قیمت کی دواؤں کا لگ بھگ 75-80 لاکھ مریض فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آج اسٹینٹس اور نی پلانٹ کی قیمت میں کمی سے دیش کے غریب اور اوسط طبقے کے لگ بھگ ساڑھے پانچ ہزار کروڑ روپے کی بچت ہوئی ہے۔ ان کی قیمت پہلے کے مقابلے لگ بھگ ایک تہائی ہوگئی ہے، تین گنا کم ہوگئی ہے۔ ساتھ ہی جی ایس ٹی کے بعد بھی کئی دواؤں کی قیمت کم ہونے سے لوگوں کو بھی فائدہ ملا ہے۔ ملک کے لگ بھگ ہر ضلع میں ڈائلیسس سینٹر بنائے گئے ہیں۔ یہاں غریبوں کا مفت ڈائلیسس کیا جارہا ہے۔ اب تک تقریباً ڈھائی لاکھ مریض اس کا فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پہلے جہاں غریب کو مفت ڈائلیسس کے لئے سو سو، دو سو کلو میٹر جانا پڑتا تھا اب اسے اپنے ہی ضلع میں یہ سہولت مل رہی ہے۔ جب تو وہ اتنا دور نہیں جا پاتا تھا تو دوسرے اسپتالوں میں پیسے خرچ کر کے ڈائلیسس کرواتا تھا۔ اب غریب کو مل رہی مفت ڈائلیسس سہولت سے ڈائلیسس کے ہر سیشن میں اسے تقریباً پندرہ سو سے 2000 روپے کی بچت ہورہی ہے۔ اس پروگرام کے تحت تقریباً 25 لاکھ ڈائلیسس سیشن مفت کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ احتیاطی حفظان صحت کی صورت میں یوگ نے بھی نئے سرے سے اپنی پہچان قائم کی ہے۔ یوگیوں کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں لیکن آج پوری دنیا میں یوگ نے اپنے لئے جگہ بنالی ہے۔ اس کا ڈنکا بج گیا ہے۔ میں یہ تو کبھی نہیں کہہ سکتا کہ کسی بھوگی کو یوگ، یوگی بنا دے گا لیکن میں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ یوگ یوگی کو روگی ہونے سے بچا سکتا ہے۔ آج یوگ دنیا بھر میں عوامی تحریک بن رہا ہے۔ کچھ دن پہلے ہی ہم نے دیکھا ہے کہ کیسے پوری دنیا میں 21 جون کو بین الاقوامی یوگ دیوس منایا گیا اور مجھے بتایا گیا ہے کہ، مجھے ایمس میں بھی ان دنوں یوگ کی کافی بیداری آئی ہے۔ سارے ڈاکٹر، دوست بھی یوگ کررہے تھے۔ مجھے اچھا لگا۔

ساتھیوں ملک کے ہر شہری تک صحت خدمات پہنچانا اس حکومت کا مقصد ہے لیکن آپ بھی سرگرم تعاون کے بغیر، آپ کے ساتھ کے بغیر، یعنی پوری اس میڈیکل دنیا کے ساتھ کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ آج جب ملک نیو انڈیا کے عہد کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے تو صحت کے سیکٹر سے جڑے لوگوں کو بھی اپنے لئے نئے عہد طے کرنا چاہئے۔ 2022 میں جب آزادی کے 75 سال ہوں گے، میں اگر میڈیکل پروفیشن میں ہوں، میں ڈاکٹر ہوں، میں اور معاون ہوں، 2022 تک حفظان صحت سیکٹر میں میرا یہ عہد رہے گا، جب آزادی کے 75 سال ہوں گے میں بھی اتنا کروں گا، یہ اس ملک میں ماحول بنانے کی ضرورت ہے۔ سرکار سال 2025 تک ملک کو ٹی بی سے پاک کرنے کے لئے کام کررہی ہے۔ ٹی بی مریضوں کے تغذیہ کو دھیان میں رکھتے ہوئے ہر مہینے انہیں 500 روپے کی مالی مدد بھی دی جارہی ہے۔

ساتھیوں، دنیا کے دوسرے ملکوں نے خود کو ٹی بی سے پاک کرنے کے لئے 2030 کا وقت طے کیا ہے۔ ہم ملک کو جلد سے جلد ٹی بی سے پاک کرانے کے لئے ایک عہد کے ساتھ کام کرنا ہوگا۔ دنیا 2030 میں پورا کرنا چاہتی ہے، ہم 2025 میں پورا کرنا چاہتے ہیں۔ پوری دنیا کی نظر بھارت پر ہے کہ کیا وہ ایسا کر سکے گا؟ مجھے ملک کے میڈیکل سیکٹر پر بھروسہ ہے، اس کی صلاحیت پر بھروسہ ہے کہ وہ اس چیلنج پر پورے عہد کے ساتھ کام کرے گا اور ملک کو کامیاب کر کے رہیں گے، یہ میرا یقین ہے۔ ایسا ہی ایک اہم موضوع ہے ماں اور بچے کی موت کی شرح۔ جیسا میں نے پہلے کہا تھا کہ بھارت پچھلے چار برسوں میں اس معاملے پر کوئی اہم فروغ حاصل نہیں کیا ہے لیکن والدہ اور بچے کی شرح اموات کو کم سے کم کئے جانے کے لئے ہم سبھی کو مل کر اپنی کوششوں میں اضافہ کرنا ہوگا۔ اس کے لئے وزیر اعظم محفوظ زچگی ابھیان اور وزیر اعظم ماتر وندنا یوجنا اور راشٹریہ پوشن ابھیان کے تحت مشن موڈ میں کام چل رہا ہے۔ اس مشن کو اپنی زندگی کا مشن بنا کر کام کیا جائے۔ عوامی تحریک کی طرح زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس میں جوڑا جائے تو یقینی طور پر جلد ہی اور بہتر نتائج ہم حاصل کر کے رہیں گے، اس یقین کو لے کر آگے بڑھنا ہے۔ ساتھیوں، آج ملک میں ایمانداری کا ایک ایسا ماحول بنا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ قوم کی تعمیر کی اپنی ذمہ داری بڑھ چڑھ کر کے آگے بڑھ کر اٹھا رہے ہیں، لوگوں میں یہ اعتماد بڑھا ہے کہ ہم جو ٹیکس دیتے ہیں اس کا

ایک ایک پیسہ ملک کی بھلائی کے لئے خرچ ہو رہا ہے اور اس اعتماد کا نتیجہ سماج کی ہر سطح پر ہمیں دیکھنے کو مل رہا ہے۔ آپ کو دھیان ہوگا میں نے جب لال قلعہ سے ملک کے لوگوں سے اپیل کی تھی کہ جو اہل ہیں، جو خرچ کر سکتے ہیں، ایسے لوگ گیس سبسڈی کیوں لیتے ہیں، چھوڑ دیجئے نا۔ اتنی سی بات میں نے کہی تھی اور میری اتنی سی بات کو اس دیش کے سوا سو کروڑ خاندانوں نے گیس سبسڈی چھوڑ دی۔ ورنہ ہمارے دیش میں ایسا ہی ماننے کو مان لیا جاتا ہے کہ بھی کوئی چھوڑتا نہیں ایک بار ملا تو ملا اور سوبھاؤ ہے آپ جہاز میں جاتے ہوں گے بغل میں سیٹ خالی ہو، آپ کی سیٹ نہیں ہے، جہاز چلنے کو تیار ہے تو آپ نے موبائل فون رکھا، کتاب رکھی اور اتنے میں آخر میں کوئی آ گیا اس سیٹ پر بیٹھنے والا، تو کیا ہوتا ہے؟ سیٹ آپ کی نہیں ہے، آپ تو اپنی سیٹ پر بیٹھے ہیں چھوڑنے کا دل نہیں کرتا، یہ کہاں سے آ گیا، اس ذہنیت کے بیچ اس دیش کے 25 کروڑ خاندان ہیں، 25 کروڑ خاندانوں میں سے سوا سو کروڑ خاندان گیس سبسڈی صرف کہنے پر چھوڑ دے، مطلب ملک کی طاقت، دیش کا مزاج کیسا ہے، ہم اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ایک اور بات میں بتانا چاہتا ہوں، اسی طرح پچھلے دنوں ریلوے کے ذریعے، آپ کو معلوم ہے جو سینئر سٹیزن، جو ریلوے میں سفر کرتے ہیں، ان کو سبسڈی ملتی ہے، کنسیشن ملتا ہے اور میں نے بھی کبھی اس کا اعلان نہیں کیا تھا کہ میں سوچ رہا تھا کروں نہ کروں، لیکن ریلوے نے اپنے فارم میں لکھ دیا کہ کیا آپ اپنی سبسڈی چھوڑنے کے لئے راضی ہیں، آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا اور ہمارے اس ملک کی طاقت پہچاننا ہوگا، صرف ریلوے کے ریزرویشن کے درخواست فارم میں اتنا لکھا گیا کہ کیا آپ اپنا سینئر سیٹیزن کا فائدہ چھوڑنا چاہتے ہیں اور میں فخر سے کہہ رہا ہوں پچھلے 8-9 مہینے کے دوران 42 لاکھ بزرگ شہری مسافروں نے اپنی سبسڈی کا فائدہ نہیں لیا، چھوڑ دیا۔ یعنی ملک کے اندر کیا ماحول بنا ہے۔ ایسے ہی میں نے ایک بار ملک کے ڈاکٹروں سے اپیل کی تھی، میں نے کہا تھا کہ مہینے میں ایک بار 9 تاریخ کو کوئی بھی غریب حاملہ خاتون آپ کے دروازے پر آتی ہے، آپ خدمت کے جذبے سے مہینے میں ایک دن 9 تاریخ کو اس غریب ماں کو سمرپت کر دیجئے۔ اس غریب کو چیک کیجئے، اس کی رہنمائی کیجئے کہ اسے کیا کرنا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ہزاروں ڈاکٹر بہت ہی خدمت کے جذبے سے آگے آئے۔ ان کے اپنے اسپتال کے باہر بورڈ لگا دیا ہے اور 9 تاریخ کو وہاں مفت میں خدمت کی جاتی ہے۔ یہ جان کر حاملہ خواتین ان ڈاکٹروں کے پاس پہنچتی ہیں کروڑوں بہنوں کو اس کا فائدہ ملا ہے۔ میں چاہوں گا کہ ہمارے اور ڈاکٹر دوست آگے آئیں۔ یہ ایک ایسا خدمت کا کام ہے۔ کیونکہ ہم سب نے مل کر ان مسائل کو حل کرنے کے لئے ملک میں دو قدم آگے بڑھنا ہے۔ وزیر اعظم محفوظ ماترتو ابھیان کے تحت اب تک ملک میں سوا کروڑ حاملہ خواتین کی جانچ ان ڈاکٹروں کے ذریعے ہوئی ہے، سوا کروڑ۔ میں اس مہم میں ان ڈاکٹر دوستوں کے تعاون کے لئے ہر میڈیکل پروفیشن کے لئے کام کرنے والے، ان سب کی ستائش کرتا ہوں اور میں چاہوں کہ اس بات کو آگے بڑھائیں۔ یہی خدمت کا جذبہ اس وقت قومی سوراج ابھیان کے دوران کیا جا رہا ہے۔ ہم نے بھی ایک پروگرام کیا، آپ کو ذرا کچھ چیزیں 24 گھنٹے چینل میں نہیں دکھائی دیتی ہیں نہ اخبار کی سرخیوں میں ہوتی ہیں۔ ہم نے ایک گرام سوراج ابھیان کیا، ایک 17 ہزار سلیکٹ کئے، اس کے کچھ پیمانے تھے اور سات کام طے کئے ان سات کام کو وہاں 100 فیصد پورا کرنا ہے۔ اس میں ایک ٹیکہ کاری ہے۔ اس ٹیکہ کاری کام کو ہم نے کامیابی کے ساتھ 17 ہزار گاؤوں میں پورا کیا۔ ابھی ہم نے طے کیا ہے کہ 15 اگست تک 115 جو ایسپیریشنل اضلاع ہم نے بنائیں ہیں، جو آج ریاست کی ایورج سے ہیں، اس کے بھی پیچھے ہے لیکن طاقتور ہیں۔ ان 115 ضلع کے اندر قریب 50 ہزار گاؤوں ہیں جہاں ملک کے قریب دیہی زندگی کی 40 فیصد آبادی اس جگہ پر رہتی ہے ان کے لئے بھی سات ایسے کام بتائے جو ہم نے سو فیصد پورے کرنے ہیں۔ اس میں بھی ایک ٹیکہ کاری ہے، یعنی ایک طرح سے صحت کے سیکٹر میں اور ملک میں ٹیکہ کے دائرے کو بڑھانے میں الگ الگ سیکٹروں سے جڑے ہوئے افراد نے جس طرح کا کام کیا ہے، میں سمجھتا ہوں وہ بھی قابل تعریف ہے۔ یہ آپ سبھی کی کوششوں سے ہی ممکن ہوا ہے کہ آج ملک کے ٹیکہ کاری کے بڑھنے کی رفتار 6 فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ 6 فیصد سننے کے بعد آپ کو زیادہ لگتا نہیں ہے 6 فیصد لیکن پہلے ایک فیصد بھی نہیں ہوتا تھا۔ آپ کے اس عہد کی وجہ سے ملک مکمل ٹیکہ کاری کے ہدف کو حاصل کرنے کی جانب بڑھ رہا ہے۔ ملک میں ہر حاملہ خاتون اور بچے کو ٹیکہ لگانے کا عہد نئے بھارت کی تعمیر میں، صحت مند خاندان کی تشکیل میں بڑا رول ادا کرے گا۔

ساتھیوں صحت مند خاندان سے ہی صحت مند سماج اور صحت مند سماج سے ہی صحت مند قوم کی تعمیر ہوتی ہے۔ ہم سب پر اور خاص طور پر آپ پر ملک کو صحت مند رکھنے کی ذمہ داری ہے اور اس لئے صدر جمہوریہ بھی آپ کو قومی کی تعمیر کا ایک اہم ستون کہتے تھے۔ آئیے سرکار کے ساتھ مل کر ''سروے بھونتو سکھن: سروے سنتو نرامیا:''۔

آج یہاں اس تقریب میں جو سہولیات دہلی اور ملک کو ملی ہیں ان کے لئے ایک بار پھر میں بہت بہت مبارک باد کے ساتھ شعبے کو بھی مبارک باد دیتا ہوں۔ انہوں نے مقررہ وقت کے اندر ان سارے کاموں کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی کیونکہ میرا کہنا ہے کہ ہم انہیں کاموں کو ہاتھ لگائیں گے جس کو ہم پورا کر پائیں، ورنہ ہمارے دیش میں حال ایسا تھا کہ پارلیمنٹ کے اندر ریلوے بجٹ میں ایوان کا تقدس، ایوان میں کمٹمنٹ ہوتا، میں نے مارک کیا، بڑی بڑی دھیان میں میرے آیا، قریب قریب 15 سو چیزوں کا اعلان کیا گیا تھا، اکیلے ریلوے نے پچھلے 30، 40، 50 سال میں اور میں نے جب پوچھا کہاں ہے تو کاغذ پر بھی نہیں تھیں۔ زمین پر تو نہیں آئی، ہم اس راستے پر جانا نہیں چاہتے، ہم پتھر جڑنے کے لئے نہیں آئے جی، ہم ایک بدلاؤ کا عہد لے کر آئے ہیں اور آپ سب کا ساتھ مانگنے کے لئے آئے ہیں، آپ کا ساتھ اور تعاون لے کر کے ملک کی امیدوں کو پورا کرنے کا ایک عہد لے کر چل پڑے ہیں۔ مجھے یقین ہے میرے ساتھیوں آپ بھی ہمیں تعاون دیں گے۔ بہت بہت شکریہ!

موبائل ایپلی کیشن ''ری-یونائٹ'' لانچ

☆ کامرس وصنعت اور شہری ہوابازی کے مرکزی

وزیر جناب سریش پربھو نے بھارت میں کھوئے یا چھوڑے ہوئے بچوں کا پتہ لگانے میں مدد کے لئے ایک موبائل ایپلی کیشن لانچ کیے جس کا نام ''ری-یونائٹ'' رکھا گیا ہے۔اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے وزیر موصوف نے یہ ایپ تیار کرنے کے لئے غیر سرکاری تنظیم ''بچپن بچاؤ آندولن اور کیپ جیمنی'' کے ذریعے کئے گئے کام کی ستائش کی۔وزیر موصوف نے کہا کہ لاپتہ بچوں کو ان کے والدین سے ملانے کے لئے ٹیکنالوجی کا شاندار استعمال سماجی چیلنجوں کے حقیقی مسائل کو حل کرنے کی بہترین کوشش ہے۔یہ ایپ ملٹی یوزر ہے جس میں والدین اور شہری بچوں کی تصاویر اپ لوڈ کرسکتے ہیں اور اس کی تفصلات جیسے نام، پیدائشی نشان، پتہ، پولیس اسٹیشن میں درج رپورٹ، تلاش اور شناخت وغیرہ سے متعلق تفصیلات فراہم کرسکتے ہیں۔اس میں دئے گئے فوٹو گرام، موبائل فون کی فیزیکل میموری میں سیو نہیں ہوں گے۔آمیزن ریکاگنیشن، ویب فیشل ریکاگنیشن سروس کو لاپتہ بچوں کی شناخت کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔یہ ایپلی کیشن اینڈرائڈ اور آئی او ایس، دونوں پر دستیاب ہے۔بچپن بچاؤ آندولن (بی بی اے) بچوں کے تحفظ کی بھارت کی سب سے بڑی تحریک ہے اور یہ قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں اور پالیسی سازوں کے ساتھ کام کرتی ہے۔بی بی اے نے بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے کئی قوانین تیار کرنے میں بہت اہم رول ادا کیا ہے۔یہ 2006 میں نٹھاری کیس سے شروع ہوا تھا، جو آخرکار 2013 میں سپریم کورٹ کے تاریخی فیصلے کے ساتھ ختم ہوا جس میں عدالت عالیہ نے حکم دیا ہے کہ لاپتہ ہوئے تمام بچوں کے بارے میں ایف آئی آر درج کی جانی چاہئے۔اس موقع پر نوبل انعام یافتہ اور بچپن بچاؤ آندولن کے بانی کیلاش ستیارتھی بھی موجود تھے۔

قابل تجدید توانائی مذاکرات 2018 سے سریش پربھو کا خطاب

☆ کامرس وصنعت اور شہری ہوابازی کے وزیر جناب سریش پربھو نے کہا ہے کہ بھارت دنیا میں ایک سب سے بڑا قابل تجدید توانائی کی صلاحیت میں توسیع کا پروگرام چلا رہا ہے۔جس وقت یہ پروگرام کامیاب ہوجائے گا تو یہ بھارت کو ''سن شائن کنٹریز'' (سورج کی روشنی والے ملک) کے وسط میں پہنچادے گا۔بین الاقوامی شمسی اتحاد پروجیکٹ 120 سے زیادہ ملکوں میں شمسی توانائی کی ترقی اور فروغ کے لئے کام کررہا ہے۔

نئی دہلی میں قابل تجدید توانائی مذاکرات میں تقریر کرتے ہوئے جناب سریش پربھو نے کہا کہ بھارت نے 2030 تک غیر معدنی ایدھن کے وسائل سے بجلی کی کل پیداوار کا 40 فیصد حصہ حاصل کرنے کا ہدف مقرر کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ بین الاقوامی شمسی اتحاد مارکیٹ میں مثبت اشارے دے رہا ہے اس وجہ سے سبھی ملک قابل تجدید توانائی میں سرمایہ کرنا چاہتے ہیں اور نئی ٹیکنالوجی کی دستیابی کی ہمت افزائی کررہے ہیں اور اس طرح قابل تجدید توانائی میں مالی سرمایہ کاری کو فروغ مل رہا ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ حکومت ہند کا ہدف 2022 تک 20 جی ڈبلیو شمسی بجلی کی صلاحیت نصب کرنا تھا جسے چار سال پہلے یعنی جنوری 2018 میں شمسی پارکوں کے ذریعے حاصل کرلیا گیا ہے۔اب بھارت نے 2022 تک مزید 100 جی ڈبلیو شمسی بجلی حاصل کرنے کا ہدف مقرر کیا ہے۔ان مذاکرات کی وجہ سے کئی قومی اور بین الاقوامی فریقین قابل تجدید توانائی کے سیکٹر کو درپیش مختلف چیلنجوں پر تبادلہ خیال کے لئے یکجا ہوئے ہیں۔چھتوں پر شمسی پینل لگانے، صاف توانائی میں سرمایہ کاری کا رجحانات، قابل تجدید توانائی میں کٹوتی کے معاملے سے نمٹنے اور ابھرتی ہوئی معیشتوں میں قابل تجدید توانائی کی مارکیٹ میں خطرات وغیرہ پر مذاکرات کے دوران تبادلہ خیال کیا گیا۔

قابل تجدید توانائی مذاکرات کا انعقاد ماحولیات اور پانی سے متعلق توانائی کی کونسل (سی ای ای ڈبلیو) نے نئی اور قابل تجدید توانائی کی وزارت، بین الاقوامی شمسی اتحاد، بین الاقوامی توانائی ایجنسی، شکتی سسٹینبل انرجی فاؤنڈیشن (ایس ایس ای ایف) اور آر ای این-21 کے اشتراک سے منعقد کئے تھے۔مذاکرات کے اس ایڈیشن میں مارکیٹ کی تشکیل اور مارکیٹ کے رجحانات پر خصوصی توجہ دی گئی۔

آئی آئی ٹی کانپور کے سالانہ کنووکیشن سے صدر جمہوریہ ہند کا خطاب

☆ صدر جمہوریہ ہند جناب رام ناتھ کووند نے 28 جون 2018 کو کانپور میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (آئی آئی ٹی) کانپور کے 51ویں سالانہ جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب کیا۔اپنی تقریر میں صدر جمہوریہ نے کہا کہ آئی آئی ٹی کانپور نے آزاد ہندوستان میں سائنسی اور ٹیکنالوجیکل تعلیم میں پہل کی ہے۔آئی آئی ٹی کانپور ملک کے سرکردہ اداروں میں انجینئرنگ کے نصاب کے لئے ایک نمونے کی حیثیت رکھتا ہے۔1963 میں آئی آئی ٹی کانپور کمپیوٹر سائنس کے پروگرام کی تعلیم کا بانی تھا۔اس نے تین عشرے پہلے ملک میں اطلاعاتی ٹیکنالوجی کے انقلاب کا اندازہ لگا لیا تھا۔اس طرح کی کامیابیاں اساتذہ اور طلباء کی کئی نسلوں کے عہد اور لگن کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے ممکن سکی ہیں۔

گریجویشن کرنے والے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا کہ آج کا ہندوستان بے مثال امیدوں اور مواقع کا مرکز ہے۔طلباء کا پیشہ وارانہ مستقبل، خلائی انجینئرنگ، مصنوعی ذہانت، بایومیڈیکل ریسرچ، توانائی کو ذخیرہ کرنے، اسمارٹ گرڈس، قابل تجدید توانائی، مالی ریاضی، بالکل صحیح صحیح تیار کی جانے والی اشیاء اور دیگر بہت سے شعبوں سے وابستہ ہوسکتا ہے۔تیزی سے ترقی کرنے والی ہماری معیشت میں ان کے لئے زبردست مواقع موجود ہیں۔ان میں سے ہر ایک طالب علم اپنی صلاحیت تعلیم اور آئی آئی ٹی کی ڈگری کے ذریعے ملک کی قسمت تبدیل کرسکتا ہے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ اپنے شہریوں کا معیار زندگی بلند کرنے کی غرض سے مرکزی حکومت نے بہت سے اقدامات کئے ہیں۔ان میں احیاء کے لئے اٹل مشن اور شہر کی کایا پلٹ یا امرت، دین دیال اپادھیائے گرام جیوتی یوجنا، ڈیجیٹل انڈیا، میک ان انڈیا، اسٹارٹ اپ انڈیا اور سووچھ بھارت ابھیان جیسے اقدامات شامل ہیں۔ان تمام پروگراموں میں ٹیکنالوجی بے حد مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔انہوں نے طلباء پر زور دیا کہ وہ اس

طرح کے قومی مشنوں میں اپنا رول ادا کریں۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ بیسویں صدی میں کانپور ہمارے ملک میں سب سے پہلا صنعتی شہر تھا اور اس کے ٹیکسٹائل ملوں کی وجہ سے اسے ''مانچسٹر آف ایسٹ'' کی عرفیت سے جانا جاتا ہے۔ ڈجیٹل معیشت کے دور میں اور چوتھے صنعتی انقلاب کے زمانے میں کانپور کا درجہ بڑھانے اور اسے ایک صنعتی اور تجارتی مرکز کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔ یہ شہر نمامی گنگے کی کامیابی کے لئے بھی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ پروگرام صرف گنگا کو کثافت سے پاک کرنا اور صنعتی فضلے سے پاک کرنے کے لئے نہیں ہے، بلکہ اس کا دائرہ کار اور بھی آگے ہے۔ اس کا مقصد دریا کے پانی کی تقسیم اور اس کے استعمال کو باضابطہ بنانے اور گنگا کے طاس کو فروغ دینا بھی ہے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ یہ کام سب کے کرنے کے ہیں۔ حکومتیں اور شہری، صنعتیں اور ماہرین تعلیم۔ اس معاملے سے دلچسپی رکھنے والے سبھی افراد کو اپنا اپنا رول ادا کرنا ہوگا۔ آئی آئی ٹی کانپور کو بھی اس عمل کا حصہ بننا چاہئے۔ آئی آئی ٹی کانپور جیسے سائنسی اور تحقیقی ادارے کو کانپور کے احیاء کے لئے پروگرام ڈیزائن، نگرانی اور عمل درآمد کی پالیسیوں کی عظیم ذمہ داری قبول کرنی چاہئے۔

بعد میں دن کے وقت صدر جمہوریہ نے آئی آئی ٹی کانپور میں سی ایس آر ایل (سینٹر فار سوشل ریسپانسبلٹی اینڈ لیڈرشپ) سپر-30 (گیل اُتکرش) طلباء سے جنہوں نے آئی آئی ٹی کانپور سے آئی آئی ٹی اور این آئی ٹی وغیرہ پاس کیا ہے ملاقات کی۔ نوجوان طلباء سے خطاب کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے انہیں جے ای ای (ایڈوانسڈ) امتحان میں کامیابی کے لئے مبارکباد دی۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ یہ طلباء اسی لگن کے ساتھ اپنے مستقبل کے مقاصد حاصل کریں گے، جس کے ساتھ انہوں نے یہ کامیابی حاصل کی ہے۔ انہوں نے جی اے آئی ایل اور سی ایس آر ایل کی بھی ان کی کوششوں کے لئے تعریف کی۔

کینسر کے علاج کو سستا بنائیں: نائب صدر جمہوریہ

ہمدردی اور صبر وتحمل، نیز نگہداشت اور شفقت ایسی خوبیاں ہیں جو مریضوں کے دل میں امید پیدا کرسکتی ہیں: نائب صدر جمہوریہ

☆نائب صدر جمہوریہ ہند جناب ایم ونکیا نائیڈو نے پالیسی ساز افراد سے کہا ہے کہ وہ کینسر کے علاج کو سستا بنانے کے لئے کوشش کریں۔ کرناٹک کے بنگلورو میں قدوائی کینسر انسٹی ٹیوٹ میں نئے کینسر انسٹی ٹیوٹ بلاک کا افتتاح کرنے کے بعد حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کینسر کے علاج کی بڑھتی ہوئی قیمت پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ کرناٹک کے گورنر جناب واجو بھائی رودا بھائی والا، کرناٹک کے وزیر اعلیٰ ایچ ڈی کمار سوامی اور دیگر معززین اس موقع پر موجود تھے۔ نائب صدر جمہوریہ نیکینسر کے بڑھتے ہوئے واقعات کی روک تھام کے لئے قومی اور علاقائی سطح پر احتیاطی، امتناعی، شفا بخش اور آرام پہنچانے والے حفظان صحت پروگرام کو مزید مستحکم کرنے کے لئے کہا۔

انہوں نے مزید کہا کہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ مناسب علاوج مہیا کرانے کے لئے تربیت یافتہ افراد اور ساز وسامان کے لئے وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کی ضرورت ہے، لیکن سرکار کو پالیسی کے متعدد متبادلوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے، جو کہ کینسر کے علاج کو مزید کفایتی اور سستا بنادے گا۔ نائب صدر جمہوریہ نے ڈاکٹروں سے کہا کہ وہ مریضوں بالخصوص کینسر جیسے مہلک بیماری میں مبتلا مریضوں کے ساتھ باقاعدگی کے ساتھ بلاناغہ رابطہ بنائے رکھیں۔ مریض اور ان کے اہل خانہ کو تسلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں آرام پہنچانے والے حفظان صحت نظام کی ضرورت ہوتی ہے اور سب سے زیادہ پیار بھرے اور تسلی کے کلمات جو کہ مریض کے درد کو قابل برداشت بناسکتے ہیں، کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمدردی اور صبر وتحمل، نگہداشت اور شفقت، ایسی خوبیاں ہیں جو کہ مریضوں کے دل میں امید کی کرن پیدا کرسکتی ہیں۔ اسی طرح پریشان اہل خانہ کے لئے تسلی فراہم کرسکتے ہیں۔

نائب صدر جمہوریہ نے آلودگی، موٹاپا، تمباکو کے مضر استعمال، سپاری، شراب، غلط طرز زندگی جنک فوڈ اور کینسر پیدا کرنے والی دیگر غذاؤں کے خطرات سے متعلق بڑے پیمانے پر عوامی بیداری پھیلانے کے لئے کہا۔ انہوں نے کہا کہ وقفے وقفے سے لوگوں کی جانچ پڑتال بھی بے حد ضروری ہے۔ خصوصاً ایسے افراد کی جن میں کینسر کا مرض پیدا ہونے کا خطرہ ہو۔ نائب صدر جمہوریہ نے پالیسی ساز افراد سے کہا کہ وہ کینسر کی روک تھام کے لئے مؤثر حکمت عملی بنائیں۔ انہوں نے کہا کہ کینسر کی روک تھام سے متعلق ریسرچ کے شعبے میں بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ ملک کے دیہی علاقوں میں جہاں 70 فیصد ہماری آبادی رہائش پذیر ہے وہاں کینسر کا جلد از جلد پتہ لگانے، علاج اور آسانی فراہم کرنے والے حفظان صحت کے لئے کینسر اکائیوں کو قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ میڈیسن کے شعبے میں مزید میڈیکل اور پیرامیڈیکل پیشہ ور افراد رکھنے کی ضرورت ہے۔

سائنس، تکنالوجی اور تحقیق کا اصل مقصد انسانی زندگی کو بہتر بنانا ہے: نائب صدر

☆نائب صدر جمہوریہ ہند، جناب ایم وینکیا نائیڈو نے کہا ہے کہ سائنس، تکنالوجی اور تحقیق کا اصل مقصد انسانی زندگی کو بہتر بنانا ہے۔ موصوف کل کولکاتہ میں ساہا انسٹی ٹیوٹ آف نیوکلیئر فزکس میں تجربات نیوکلیائی ایسٹرو فزکس کی تحقیقی سہولت (ایف آر آئی این اے) کا افتتاح کرنے کے بعد حاضرین سے خطاب کررہے تھے۔ حکومت مغربی بنگال کے اطلاعات وتکنالوجی، آئی ٹی کے وزیر جناب برتیا باسو بھی اس موقع پر موجود تھے۔

نائب صدر جمہوریہ ہند نے کہا کہ ہم سب کو کاشتکاروں، سائنسدانوں اور سپاہیوں کا شکرگزار ہونا چاہئے کیونکہ یہ تمام افراد ملک وقوم کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ ہمیں انھیں احترام دینا چاہئے اور ان کے ساتھ عزت سے پیش آنا چاہئے کیونکہ وہ ہمارے لئے خدمات انجام دیتے ہیں اور انھیں جئے جوان، جے کسان اور جے وگیان کی حیثیت سے یاد رکھا جانا چاہئے۔

نائب صدر جمہوریہ ہند نے کہا کہ پروفیسر میگھ ناد ھ ساہا ایک عظیم ایسٹر ماہر طبیعات، صاحب علم وبصیرت اور سائنسی مسئلے سے اوران کی سائنسی بصیرت اس امر سے ہوتی ہے کہ انھوں نے یونیورسٹی کے طبیعات کے نصاب کو باقاعدہ طور پر تسلیم کیا اور سائکلوٹرون بنانے کا منصوبہ وضع کیا۔ نائب صدر جمہوریہ ہند نے کہا کہ پی ایچ ڈی سے قبل کورس شروع کرنے کے لئے ان کی پہل قدمی ملک میں اپنی نوعیت کے لحاظ سے اولین پیش قدمی تھی جو ایم

ایس سی کے طلبا کو پی ایچ ڈی کے لئے تربیت دینے کی غرض سے متعارف کرائی گئی تھی اور یہ حقیقی معنوں میں متاثر کن پہل تھی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ابھی حال ہی میں یو جی سی نے اس طرح کے برج کورس کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے اور اسے تمام یونیورسٹیوں اور طلبا کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔

نائب صدر جمہوریہ ہند نے انسٹی ٹیوٹ میں فراہم کرائی گئی تحقیقی سہولتوں کا جائزہ لیا اور سائنس دانوں، اساتذہ کی محنت و حصولیابیوں کی ستائش کی۔ انھوں نے کہا کہ ادارے کے اراکین کے ساتھ میں نے جو گفت و شنید کی ہے اس گفت و شنید کے نتیجے میں، میں پورا یقین رکھتا ہوں کہ یہاں بہت کچھ حاصل کیا گیا ہے اور درس و تدریس، تحقیق کی عظیم روایات اور جدت طرازی کے طور طریقے پوری قوت کے ساتھ اور ہمہ گیر جوش و جذبے سے معمور ہو کر یہاں پروان چڑھتی رہیں گی۔ اس موقع پر نائب صدر جمہوریہ ہند کی تقریر کا متن درج ذیل ہے:

بھائیو اور بہنو، میں آج یہاں آپ سب کے درمیان اس ادارے میں آ کر جسے پروفیسر میگھ ناد ساہا نے قائم کیا تھا۔ جو ایک عظیم ایسٹرا ماہر طبیعات اور بھارت کے سائنس مصلح تھے، اور اس ادارے کے بانی ڈائرکٹر بھی تھے، بہت خوش ہوں۔ میں نے آپ سب سے گفت و شنید کے بعد بہت کچھ حاصل کیا ہے اور آپ لوگ جو کام یہاں کر رہے ہیں اس سے بھی آگاہی حاصل کی ہے، ساتھ ہی ساتھ یہاں کے بانی کے کاموں سے آپ نے جو ترغیب حاصل کی ہے میں اس سے بھی واقف ہوں۔

پروفیسر ساہا ملک کی وہ اولین شخصیت تھے، جنھوں نے 1938 میں نیوکلیائی فزکس میں نصابات کی شروعات کی تھی۔ 1639 میں نیوکلیائی فشار کی دریافت کے بعد پروفیسر ساہا نے ملک میں نیوکلیائی طبیعات کے بے پناہ مضمرات کو پہلے ہی محسوس کر لیا تھا۔

ان کی بصیرت افروز دانشمندی، ان کے اس عمل سے ظاہر ہوتی ہے کہ انھوں نے یونیورسٹی کے طبیعات کے نصاب اور منصوبوں کو سائیکلوٹرون بنانے میں معاون تسلیم کیا تھا انھوں نے دوراب جی ٹاٹا ٹرسٹ سے حاصل ہونے والی فیاضانہ امداد کی مدد سے یہ معرکت الآرا کارنامہ انجام دیا۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سائیکلوٹرون کی تعمیر کا کام حکومت ہند کے محکمہ ایٹمی توانائی کے 1954 میں وجود میں آنے سے بہت قبل یعنی 1941 میں شروع ہوا۔ 1940 کے بعد، دنیا بھر میں نیوکلیائی فزکس میں تیزی سے ترقی ہوئی اور اس ترقی اور نمو سے پروفیسر ساہا نے ترغیب حاصل کر کے یونیورسٹی سے قریبی رابطہ رکھنے والے آزادانہ ادارے کے قیام کی تجویز رکھی۔ اس ادارے کے قیام کی تاریخ اسی میں مضمر ہے۔ نیوکلیائی فزکس کا یہ ادارہ 1949 میں وجود میں آیا۔ بعدازاں اس کا نام ساہا انسٹی ٹیوٹ آف نیوکلیر فزکس (ایس آئی این پی) رکھا گیا۔ اور یہ کام 1956 میں ان کی ناوقت رحلت کے بعد انجام پایا۔

مجھے اس تاریخی ادارے کو دیکھنے کا اعزاز حاصل ہے جس کا رسمی طور پر افتتاح نوبل انعام یافتہ مادام آئیرین جولیوٹ کیوری نے 11 جنوری، 1950 کو کیا تھا۔ اور موصوفہ معروف سائنس داں اور نوبل انعام یافتہ میری کیوری کی صاحب زادی تھیں۔ مجھے یہ بات جان کر مسرت ہوئی ہے کہ پروفیسر ساہا نے یہاں زبردست کام انجام دیئے ہیں۔ انھوں نے جدت طرازی پر مبنی پہل قدمیاں انجام دی جن میں ماقبل پی ایچ ڈی کورس کا ذکر کیا جا سکتا ہے جو ملک میں اپنی نوعیت کا پہلا کورس ہے اور یہ کورس ایم ایس سی کے طلبا کو پی ایچ ڈی کے لئے تیار کرنے کی غرض سے کرایا جاتا ہے اور یہ ازحد متاثر کن ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یو جی سی نے ابھی حال ہی میں اس طرح کے برجنگ کورسوں کی اہمیت تسلیم کی ہے اور تمام یونیورسٹیوں کے لئے اسے لازمی قرار دے دیا ہے۔

آج آپ نے مجھے اس عمل کی ایک عمدہ جھلک دکھائی ہے، جس کے تحت میں نے یہ جانا ہے کہ اس طرح نوجوان سائنس حضرات کی حوصلہ افزائی آپ کے ادارے کے ذریعہ سائنٹفک تحقیقات کے لئے کی جاتی ہے اور گذشتہ 67 برسوں کے دوران یہ کام کس آگے بڑھا ہے۔ تقریباً 40 طلبا کا انتخاب ملک گیر انتخابی ٹیسٹ کے نتیجے میں تحقیق و تدریسی پروگرام کے لئے منتخب کر کے یہاں شامل کئے جاتے ہیں اور یہاں سائنس دانوں کو باقاعدہ طور پر رہنمائی اور تربیت فراہم کرائی جاتی ہے اور ان میں سے متعدد سائنسداں سی ای آر این، جنیوا میں بڑے بین الاقوامی اشتراک میں شرکت کر رہے ہیں۔

یہ بات بھی خوش گوار ہے کہ آپ سب متعدد آؤٹ ریچ پروگراموں پر توجہ مرکوز کر رہے ہیں اور اسکول اور کالجوں کے طلبا مباحثوں اور سوال جواب پر مبنی اجلاسات میں شرکت کر رہے ہیں، اس ادارے کی تجربہ گاہوں سے استفادہ کر رہے ہیں اور مضمون نویسی اور مقبول خطبات سے بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میں نے یہ بات بھی نوٹس کی ہے کہ اس ادارے نے اپنے آپ کو صرف شہری علاقوں تک ہی محدود نہیں رکھا ہے اور مغربی بنگال کے دور دراز علاقوں میں بھی اپنی زیرنگرانی پروگراموں کا اہتمام کیا ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ وہ سفر جو پروفیسر ساہا کے ذریعہ شروع کئے گئے چھوٹے سائیکلوٹرون کی ڈیزائن اور ڈیولپمنٹ کے ساتھ شروع ہوا تھا، اس سمت اب یہ سفر بہت ا؟ گے تک جا چکا ہے اور اب آپ اس ادارے میں نیوکلیائی ایسٹرفزکس میں تجرباتی تحقیق کی سہولت حاصل کر رہے ہیں جو کائنات کے مزید مخفی راز افشاں کریگا۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی جھجھک نہیں ہے کہ زیرزمین تجربہ گاہ جدوگڈا انڈر گراونڈ سائنس لیباریٹری (جے یو ایس ایل) سمیت یہاں مختلف النوع پروگراموں سے میں بہت متاثر ہوا ہوں جو جھارکھنڈ میں موجودہ یورینیم کانوں میں بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔

پیارے بھائیو اور بہنو، میں اس ادارے کے مستقبل کے بارے میں بہت امید افزا تاثرات اور خیالات کا حامل ہوں کیونکہ میں نے 15 نوجوان سائنسدانوں کو جن کی گوناگوں ہنرمندیاں اور پس منظر ہیں، وہ سب مل جل کر کینسر کے خلیوں کو اور معالجاتی حکمت عملیوں سے متعلق جدید ترین کثیرالنوع شعبوں سے متعلق پروجیکٹوں کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف دیکھا ہے۔ اس طریقے سے نوجوان طلبا کو سائنسداں بننے کے لئے آپ کی جانب سے ملنے والی حوصلہ افزائی بھی قابل ستائش ہے۔ 31 جولائی، 2017 کو آپ نے

وگیان پرتبھا نام کا جو پروگرام شروع کیا تھا وہ بلاشبہ اسکولوں کے درجہ 8 سے لے کر کے اگلے درجات کے طلبا کو سائنسداں بننے کی ترغیب فراہم کریگا۔

اس تاریخی ادارے میں آج میں نے آپ سب کے ساتھ جو گفت وشنید کی ہے اس کی بنیاد پر مجھے پورا یقین ہے کہ آپ نے بہت کچھ حاصل کیا ہے اور یہاں جاری درس وتدریس وتحقیق کی عظیم روایت پوری قوت اور جوش وجذبے کے ساتھ زندہ وپائندہ رہے گی۔ ڈائرکٹر اور پوری فیکلٹی نیز محققین اور طلبا کو میری نیک خواہشات، ان سب نے مل کر علم وحکمت کی مشعل روشن کررکھی ہے۔ خدا کرے کہ آپ کا راستہ آسان اور کامیابیوں سے مملو ہو اور اگر کبھی کوئی ناکامی بھی ہو جو کہ کسی کوشش کا ایک جزو ہوتا ہے تو مجھے پورا یقین ہے کہ ان ناکامیوں کو آپ اپنی آئندہ کی اعلیٰ کامیابیوں کا زینہ بنالیں گے۔ میں تمنا کرتا ہوں کہ آپ سب کو آپ کی کوششوں میں بہترین کامیابی حاصل ہو۔ جے ہند۔

وزیراعظم کا، مگہر، اتر پردیش میں صوفی اور شاعر سنت کبیر کے 500ویں یوم وفات کے موقع پر خطاب

☆وزیراعظم نے، صوفی اور شاعر سنت کبیر کے 500ویں یوم وفات کے موقع پر مگہر، اتر پردیش میں مجمع سے خطاب کیا۔ انہوں نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے کہا: نمسکار! صاحب بندگی! آج ہم اپنے آپ کو بڑا خوش قسمت سمجھ رہے ہیں کہ عظیم صوفی، سنت کبیر داس جی کی یاد میں ہورہی اس تقریب میں اس مقدس سرزمین کو چھو رہے ہیں۔ آج ہم کو یہاں آکر بہت نیک لگتا ہے۔ ہم اس مقدس سرزمین کو سلام کرتے ہوئے باڑی اور آپ سب لوگوں کے پاؤں چھوتے ہیں۔

ریاست کے مقبول اور مشہور وزیراعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ جی، مرکز میں کابینہ میں میرے ساتھی جناب مہیش شرما جی، مرکز میں کابینہ میں میرے ساتھی جناب شیو پرتاپ شکلا جی، ریاستی سرکار میں وزیر ڈاکٹر ریتا بہوگنا جی، ریاستی سرکار میں وزیر جناب لکشمی نارائن چودھری جی، پارلیمنٹ میں میرے ساتھی اور اتر پردیش بھارتی جنتا پارٹی کے صدر میرے دوست ڈاکٹر مہیندر ناتھ جی، ہماری پارلیمنٹ میں ایک نوجوان، جوجھارو، سرگرم اور نرم اور ویویک سے بھرپور، اسی سرزمین کی اولاد، ہمارے رکن پارلیمنٹ جناب شرت ترپاٹھی جی، اتر پردیش کے چیف سکریٹری جناب راجیو کمار، یہاں موجود سبھی تجربہ کار اشخاص اور ملک کیکونے سے آئے میرے پیارے بھائیو اور بہنو! آج مجھے مگہر کی اس مقدس سرزمین پر آنے کا موقع ملا، دل کو ایک مخصوص سکون کا احساس ہوا۔

بھائیو بہنو! ہر کسی کے دل میں یہ خواہش رہتی ہے کہ ایسے تیرتھ استھلوں پر جائیں، آج میری بھی وہ خواہش پوری ہوئی ہے۔ تھوڑی دیر پہلے مجھے سنت کبیر داس جی کی سمادھی پر پھول چڑھانے، ان کے مزار پر چادر چڑھانے کا موقع ملا۔ میں اس گپھا کو بھی دیکھ پایا، جہاں کبیر داس جی سادھنا کیا کرتے تھے۔ سماج کی صدیوں سے رہنمائی کررہے، رہنما، سمرستا اور سمتا کی علامت مہاتما کبیر کو ان کی نِروان بھومی میں ایک بار پھر میں کوٹی کوٹی نمن کرتا ہوں۔

ایسا کہتے ہیں کہ سنت کبیر، گرونانک دیو اور بابا گورکھ ناتھ جی نے ایک ساتھ بیٹھ کر روحانی باتیں کی تھیں۔ مگہر آکر میں یکسوئی محسوس کرتا ہوں۔ آج جیشٹھ شکل پورنیا ہے۔ آج ہی سے بھگوان بھولے ناتھ کی یاترا بھی شروع ہورہی ہے۔ میں تیرتھ یاتریوں کو محفوظ سفر کے لئے نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔

کبیر داس کی 500ویں یوم وفات کے موقع پر یہاں سال بھر کی تقاریب کی شروعات ہوئی ہے۔ مکمل انسانیت کے لئے سنت کبیر داس جی، جو عمدہ اثاثے چھوڑ گئے ہیں، ان کا فائدہ اب ہم سبھی کو ملنے والا ہے۔ خود کبیر جی نے کہا ہے۔

تیرتھ گئے تو ایک پھل، سنت ملے پھل چار
سدگرو ملے انیک پھل، کہے کبیر وچار

یعنی تیرتھ جانے سے ایک نیکی ملتی ہے، تو سنت کی سنگت میں چار نیکیاں حاصل ہوسکتی ہیں۔

مگہر کے اس سرزمین پر کبیر مہوا تسو میں، یہ کبیر مہوا تسو ایسی ہی نیکی دینے والا ہے۔

بھائیو اور بہنو! تھوڑی دیر پہلے ہی سنت کبیرا اکادمی کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے۔ تقریباً 24 کروڑ روپے خرچ کر کے یہاں مہاتما کبیر سے جڑی ہوئی یادگاروں کو سنجونے والے اداروں کی تعمیر کی جائے گی۔ کبیر نے جو سماجی بیداری جگانے کے لئے زندگی بھر کام کیا، کبیر کے گاین، تربیتی عمارت، کبیر نرتیہ تربیتی بھون، ریسرچ سنٹر، لائبریری، آڈیٹوریم، ہاسٹل، آرٹ گیلری ان سب کو تعمیر کرنے کا اس میں منصوبہ ہے۔

سنت کبیرا اکادمی اتر پردیش کی آنچلک زبانوں اور لوک آرٹس کے فروغ اور تحفظ کے لئے بھی کام کرے گی۔

بھائیو اور بہنو! کبیر کی ساری زندگی سچ کی تلاش میں اور جھوٹ کی مذمت میں گزری ہے۔ کبیر کی سادھنا ماننے سے نہیں، جاننے سے شروع ہوتی ہے۔ سر سے پیر تک مست مولا، مزاج کے پھکڑ، عادت کے اکھڑ، بھگت کے سامنے سیوک، بادشاہ کے سامنے بہت دلیر، دل کے صاف، دماغ کے درست، اندر سے نرم، باہر سے سخت تھے۔ وہ اپنے پیدائش سے ہی نہیں، بلکہ اپنے کاموں سے مشہور ہوگئے۔

مہاتما کبیر داس، وہ دھول کے اٹھے ہوئے تھے، لیکن ماتھے کا چندن بن گئے۔ مہاتما کبیر داس شخص سے شخصیت میں تبدیل ہو گئے اور اس سے بھی آگے وہ لفظ سے لفظ برہم ہوگئے۔ وہ سوچ بن کر آئے اور برتاؤ بن کر امر ہوگئے۔ سنت کبیر داس جی نے سماج کو صرف نظریہ دینے کا ہی کام نہیں کیا، بلکہ سماج کی فکر کو بیدار کرنے کا بھی اور اسے سماج کی بیداری کے لئے کانسی سے مگہر آئے۔ مگہر کو انہوں نے علامت کے طور پر اختیار کیا۔

کبیر صاحب نے کہا تھا کہ اگر ہمارے دل میں رام بستے ہیں، تو مگہر بھی سب سے مقدس ہے اور انہوں نے کہا۔

کیا کاسی، کیا اوسر مگہر، رام ہردے بسو مورا۔

وہ کسی کے شاگرد نہیں، رامانند کے ذریعے چیتائے ہوئے چیلے تھے۔ سنت کبیر داس جی کہتے تھے۔۔۔

ہم کاسی میں پرکٹ بھئے ہیں، رامانند چیتائے۔

کاسی نے کبیر کو روحانی بیداری دی اور گرو سے ملایا تھا۔

بھائیو اور بہنو! کبیر بھارت کی آتما کا گیت، رَس اور سار کہے جاسکتے ہیں۔

انہوں نے عام دیہی ہندوستان کے دل میں بات کو اس کی بول چال کی زبان میں پرو دیا تھا۔ گرو رامانند کے شاگرد تھے، اس لئے ذاتی کیسے مانتے۔ انہوں نے ذات پات کے بھید کو توڑا۔

سب مانس کی ایک ذاتی، یہ اعلان کیا اور اپنے اندر کے غرور کو ختم کر کے اس میں بیٹھے ایشور کا درشن کرنے کا کبیر داس جی نے راستہ دکھایا۔ وہ سب کے تھے، اس لئے سب ان کے ہو گئے۔ انہوں نے کہا تھا۔۔۔

کبیرا کھڑا بازار میں مانگے سب کی خیر

نہ کاہو سے دوستی نہ کاہو سے بیر

ان دوہوں کو سمجھنے کے لئے کسی لغت کی ضرورت نہیں ہے۔ عام بول چال کی ہماری آپ کی زبان، ہوا کی سرلتا اور سہجتا۔

کے زندگی کے گہرے رازوں کو انہوں نے جن جن کو سمجھا دیا۔ اپنے بھیتر بیٹھے رام کو دیکھو، ہری تو من میں ہیں، باہر کے آڈمبر و پر کیوں وقت بیکار کرتے ہو، اپنے کو سدھارو، تو ہری مل جائیں گے۔۔۔

جب میں تھا، تب ہری نہیں، جب ہری ہیں، میں نہیں۔

سب اندھیارا مٹ گیا، دیپک دیکھا ماہی۔

جب میں اپنے غرور ڈوبا تھا، جب پربھو کو نہیں دیکھ پا تا تھا، لیکن گرو نے علم کا دیپک اندر جلایا، تب جہالت کا سب اندھیرا مٹ گیا۔

ساتھیو، یہ ہمارے ملک کی عظیم سرزمین کی تپسیہ ہے، اس کا تقدس ہے کہ وقت کے ساتھ سماج میں آنے والی اندرونی برائیوں کو ختم کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً رشی مُنی، آچاریوں نے، بھگونتوں نے، سنتوں نے رہنمائی کی ہے۔ سینکڑوں سال کے غلامی کے کالے حصے میں اگر ملک کی روح بچی رہی، ملک کا مزاج، ہم آہنگی اور یکجہتی قائم رہی، تو ایسے عظیم تیجسوی، تپسوی سنتوں کی وجہ سے ہی ہوا ہے۔

سماج کو راستہ دکھانے کے لئے بھگوان بدھ پیدا ہوئے، مہاویر آئے، سنت کبیر، سنت سداس، سنت نانک جیسے سنتوں کا سلسلہ ہماری رہنمائی کرتا رہا۔ شمال ہو یا جنوب، مشرق ہو یا مغرب- برائیوں کے خلاف ملک کے ہر علاقے میں ایسی عظیم ہستیوں نے جنم لیا، جس نے ملک کے شعور کو بچانے کا، اس کے تحفظ کا کام کیا۔

جنوب میں مادھو آچاریہ، نمبا گارا آچاریہ، وللبھ آچاریہ، سنت بسیوسر، سنت تروگل، تروولور، رامانجن آچاریہ۔ اگر ہم مغربی بھارت کی جانب دیکھیں تو مہرشی دیانند، میرابائی، سنت ایک ناتھ، سنت تکارام، سنت رام داس، سنت گیانیشور، نرسی مہتا۔ اگر شمال کی طرف نظر کریں تو رامانند، کبیر داس، گوسوامی تلسی داس، سورداس، گرونانک دیو، سنت ریداس۔ اگر مشرق کی طرف دیکھیں تو رام کرشن پرم ہنس، چیتنیہ مہاپربھو اور آچاریہ شنکر دیو جیسے سنتوں کے خیالات نے اس راستے کو روشنی دی۔ انہیں سنتوں، انہیں عظیم لوگوں کا اثر تھا کہ ہندوستان اس دور میں بھی تمام مشکلات کو سہتے ہوئے آگے بڑھ پایا اور خود کو بحرانوں سے باہر نکال پایا۔

اعمال اور چمڑی کے نام پر تفریق کے بجائے خدا کی عبادت کا جو راستہ رامانجن آچاریہ نے دکھایا، اسی راستے پر چلتے ہوئے سنت رامانند نے تمام ذاتوں اور فرقوں کے لوگوں کو اپنا شاگرد بنا کر ذات پات پر سخت حملہ کیا ہے۔ سنت رامانند نے سنت کبیر کو رام نام کی راہ دکھائی۔ کبیر اس رام نام کے سہارے نسل در نسل لوگوں میں شعور بیدار کر رہے ہیں۔

بھائیو اور بہنو! طویل عرصے کے بعد، سنت کبیر کے بعد ریداس آئے تھے۔ سینکڑوں سال کے بعد مہاتما پھولے آئے، مہاتما گاندھی آئے، بابا صاحب بھیم راؤ امبیڈکر آئے۔ معاشرے میں عدم مساوات کے خاتمے پر قابو پانے کے لئے، ہر ایک نے معاشرے کو اپنا راستہ دکھایا ہے۔ بابا صاحب نے ہمیں ملک کا آئین دیا۔ ایک شہری کے طور پر، سب کو مساوات کا حق دیا ہے۔ بدقسمتی سے آج ان عظیم لوگوں کے نام پر سیاسی مفاد کی ایک ایسی دھارا چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے، جو معاشرے کو توڑنے کی کوشش کر رہی ہے۔ کچھ سیاسی پارٹیوں کو معاشرے میں امن اور ترقی نہیں، لیکن انہیں چاہئے اختلاف، انہیں چاہئے بدامنی۔ وہ اتنا محسوس کرتے ہیں کہ وہ ناپسندیدہ اور بدقسمتی کا ماحول پیدا کرتے ہیں، وہ سیاسی فائدہ اٹھائیں گے۔ لیکن سچ یہ ہے- ایسے لوگ زمین سے کٹ چکے ہیں۔ انہیں اندازہ ہی نہیں کہ سنت کبیر، مہاتما گاندھی، بابا صاحب کو ماننے والے ہمارے ملک کا اصل مزاج کیا ہے۔

کبیر کہتے تھے-

اپنے اندر جھا کو تو سچ ملے گا، پر انہوں نے کبھی کبیر کو سنجیدگی سے پڑھا ہی نہیں. سنت کبیر داس جی نے کہا تھا

پوتھی پڑھی- پڑھی جگ موا، پنڈت بھیا نہ کوئے،

ڈھائی آکھر پریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئے۔

عوام سے، ملک سے، اپنے معاشرے کے تئیں، اس کی ترقی سے ذہن لگاؤ، تو ترقی کے لئے ترقی کا جو ہری ہے، وہ ترقی کا ہری مل جائے گا، لیکن ان لوگوں کا دماغ لگا ہوا ہے، ان کے عالیشان بنگلوں میں۔ مجھے یاد ہے جب غریب اور درمیانے طبقے کے لوگوں کو گھر دینے کے لئے پردھان منتری آواس یوجنا شروع ہوئی، تو یہاں جو پہلے والی حکومت تھی، ان کا رویہ کیا تھا۔

ہماری حکومت نے خط پر خط لکھے، کئی بار فون پر بات کی گئی، اس وقت کی یوپی حکومت آگے آئے، غریبوں کے لئے بنائے جانے والے گھروں کی کم از کم تعداد تو بتائے، لیکن وہ ایسی حکومت تھی، جو اپنے بنگلے میں دلچسپی رکھتی تھی، لیکن وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے اور جب سے یوگی جی کی حکومت آئی، اس کے بعد اتر پردیش میں غریبوں کے لئے ریکارڈ، ریکارڈ گھروں کی تعمیر کی جا رہی ہے۔ ساتھیو، کبیر نے زندگی کے تمام اصولوں پر توجہ دی۔ دنیا کے اصولوں کو نہیں، اپنے اصول خود بنائیں اور صحیح سمجھیں اصولوں پر، یہ مگہر آنے کی وجہ تھی۔ انہوں نے نجات کا موہ نہیں پالا، لیکن غریبوں کو جھوٹا دلاسہ دینے والے، سماج وادیوں اور بہوجن کی باتیں کرنے والوں میں اقتدار کی لالچ بھی آج ہم بخوبی دیکھ رہے ہیں۔

صرف دو دن قبل ہی ملک میں ایمرجنسی کے 43 سال پورے ہوئے ہیں۔ اقتدار کا لالچ ایسا ہے کہ ایمرجنسی لگانے والے اور اس وقت ایمرجنسی کی مخالفت کرنے والے، آج شانہ بہ شانہ کرسی جھپٹنے کی فراق میں گھوم رہے ہیں۔ یہ ملک نہیں، سماج نہیں، صرف اپنے اور اپنے خاندان کے مفادات کے بارے میں فکرمند ہیں۔ غریبوں، دلتوں، پسماندہ، محروم، استحصال شدہ لوگوں کو

دھوکہ دے کر اپنے لئے کروڑوں کے بنگلے بنانے والے ہیں۔ آپ کے بھائی، آپ کے رشتہ داروں کو کروڑوں، اربوں کی جائیداد کا مالک بنانے والے ہیں۔ اتر پردیش اور ملک کے لوگوں کو ایسے لوگوں کے ساتھ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ ساتھیو، آپ نے تین طلاقوں کے معاملے میں ان لوگوں کا رویہ دیکھا ہے۔ ملک بھر میں مسلم معاشرے کی بہنیں آج تمام دھمکیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تین طلاق ہٹانے، اس برائی سے سماج کو نجات دلانے کے لئے مسلسل مطالبہ کر رہی ہیں۔ لیکن یہ سیاسی پارٹیاں، یہ اقتدار حاصل کرنے کے لئے ووٹ بینک کا کھیل کھیلنے والے لوگ، تین طلاق کے بل کے پارلیمنٹ میں پاس ہونے پر روڑے اٹکا رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ معاشرہ ہمیشہ کمزور رکھنا چاہتے ہیں، اسے برائی سے آزاد نہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

ساتھیوں، کبیر کا وجود جس وقت ہوا تھا، تب بھارت، بھارت کے اوپر ایک شدید حملے کا تاج تھا۔ ملک کا عام شہری پریشان تھا۔ سنت کبیرہ جی نے پھر شہنشاہ کو چیلنج کیا اور کبیر داس کی چیلنج تھی۔

در کی بات کہو دَرویسا بادشاہ ہے کون بھیسا

کبیر نے کہا تھا مثالی حکمران وہی ہے، جو عوام کے مصائب کو سمجھتا ہو اور اسے دور کرنے کی کوشش کرتا ہو۔ انہوں نے مثالی بادشاہ رام کو حکمران تصور کیا تھا۔ ان کی تخیل کی حالت جمہوریت اور مذہب سے بے بنیاد تھی، لیکن افسوس آج بہت خاندان خود کو عوام کی قسمت کا ودھاتا سمجھ کر سنت کبیر داس جی کی کہی باتوں کو مکمل طور مسترد کرنے میں مصروف ہیں۔ وہ بھول گئے ہیں کہ ہماری جدوجہد اور نظریات کی بنیاد کبیر جیسے عظیم لوگ تھے۔ کبیر جی نے بغیر کسی شرم لحاظ کے دقیانوسی باتوں پر براہ راست وار کیا تھا۔ انسان اور انسان کے درمیان فرق کرنے والے ہر نظام کو چیلنج کیا تھا۔ جو دبا کچلا تھا، جو محروم تھا، جو استحصال کا شکار تھا، کبیر اسے بااختیار بنانا چاہتے تھے۔

سنت کبیر داس نے کہتے تھے کہ

مانگن مرن سمان ہے، مت کوئی مانگو بھیک
مانگن تے مرنا بھلا، یہ ست گرو کی سیکھ

کبیر داس خود ایک محنت کش تھے۔ انہوں نے محنت کی اہمیت کو سمجھا، لیکن آزادی کے اتنے سالوں بعد ہمارے پالیسی سازوں نے کبیر کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھا۔ غربت کے خاتمے کے نام پر، وہ غریبوں کو ووٹ بینک کی سیاست پر منحصر کرتے رہے۔

ساتھیو، گزشتہ چار سالوں میں، ہم نے اس پالیسی کو تبدیل کرنے کی ہر کوشش کی ہے۔ ہماری حکومت غریب، دلت، استحصال، محروم، خواتین، نوجوانوں کو، بااختیار بنانے کی راہ پر چل رہی ہے۔ جن دھن یوجنا کے تحت اتر پردیش میں تقریبا پانچ کروڑ غریبوں کے بینک اکاؤنٹ کھول کر، 80 لاکھ سے زیادہ خواتین کو اجولا منصوبہ کے تحت مفت گیس کنکشن دے کر، تقریبا ایک کروڑ 70 لاکھ غریبوں کو صرف ایک روپیہ مہینہ اور دن میں 90 پیسے کے پریمیم پر سیکورٹی انشورنس کوچ دے کر، یوپی کے دیہات میں سوا کروڑ بیت الخلاء بنا کر، لوگوں کے بینک اکاؤنٹ میں براہ راست پیسے ٹرانسفر کر کے غریبوں کو بااختیار بنانے کا کام کیا۔ آیوش مان نے اپنے غریب خاندانوں کو سستی، قابل رسائی اور بہترین صحت کی دیکھ بھال کیلئے ایک بہت بڑا بیڑہ اٹھایا ہے۔ حکومت نے غریب کی عزت اور اس کی زندگی کو آسان بنانے کو اپنی ترجیحات میں شامل کیا۔

ساتھیو، کبیر ایک محنت کش تھے، وہ کرم یوگی تھے، کبیر نے کہا تھا۔

کال کرو، سو آج کر

کبیر نے کام میں یقین کیا، وہ رام میں یقین رکھتے تھے۔ آج تیزی سے پورے ہوتے ہوئے منصوبوں، دوگنی رفتار سے بنتی سڑکیں، نئے ہائی وے، دوگنی رفتار سے ہوتا ریلوے لائنوں کی برق کاری، تیزی سے بن رہے نئے ایئرپورٹ، دوگنی سے بھی زیادہ تیزی سے بن رہے گھر، ہر پنچایت تک بچھائی جا رہی آپٹیکل فائبر نیٹ ورک، تمام کام کی رفتار کبیر مارگ کا عکاسی کرتی ہے۔ یہ 'سب کا ساتھ-سب کا وکاس' منتر، ہماری حکومت کی روح ہے۔

ساتھیو، جس طرح کبیر کے زمانے میں مگھر کو بنجر اور لعنت زدہ سمجھا گیا تھا، ٹھیک اسی طرح آزادی کے اتنے سالوں تک ملک کے صرف چند حصوں تک ترقی کی روشنی پہنچ پائی تھی۔ بھارت کا ایک بڑا حصہ خود کو الگ الگ محسوس کر رہا تھا۔ مشرقی اتر پردیش سے لے کر مشرقی اور شمالی، شمال-مشرقی بھارت ترقی کے لئے ترس گیا تھا، جس طرح کبیر نے مگھر کو لعنت سے آزاد کیا، اسی طرح ہماری حکومت کی کوشش ہے کہ بھارت کی سرزمین کو ترقی کے راستے پر گامزن کیا جائے۔

بھائیو اور بہنو! پوری دنیا مگھر کو سنت کبیر کے زروان بھومی کے طور پر جانتی ہے، لیکن آزادی کے بہت سے سالوں بعد، یہاں بھی صورت حال ویسی نہیں تھی، جیسی ہونی چاہئے۔ 14-15 سال پہلے جب سابق صدر عبدالکلام جی یہاں آئے تھے، تو انہوں نے اس جگہ کے لئے خواب دیکھا تھا، ان کے خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کے لئے مگھر کو بین الاقوامی نقشے میں بھائی چارہ، ہم آہنگی کے مرکز کے طور پر تیار کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔

حکومت نے سودیش درشن اسکیم کے تحت ملک بھر میں مگھر کی طرح ہی عقیدت اور روحانیت کے مرکز کو فروغ دینے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ رامین سرکٹ ہو، بدھ سرکٹ ہو، صوفی سرکٹ ہو، جیسے متعدد سرکٹ بنا کر الگ الگ جگہوں کو فروغ دینے کا کام کیا جا رہا ہے۔ ساتھیو! انسانیت کی سلامتی، عالمی بھائی چارے اور باہمی محبت کے لئے کبیر کی وانی ایک بہت بڑا آسان ذریعہ ہے۔ ان کی آواز پر جوش اور سماجی ہم آہنگی سے لبریز ہے۔

ضرورت کبیر صاحب کی وانی کو جن-جن تک پہنچایا جائے، اس کے مطابق چلا جائے۔ مجھے امید ہے کہ کبیر اکیڈمی اس میں ایک اہم کردار ادا کرے گی۔ ایک بار پھر باہر سے آئے ہوئے عقیدتمندوں کو سنت کبیر کی اس مقدس سرزمین پر آنے کے لئے ان کا بہت احسان مند ہوں، زندگی میں سنت کبیر کے امرت وچنوں کو زندگی میں ڈھال کر نیو انڈیا کا عزم حاصل کر پائیں گے۔

اسی یقین کے ساتھ، اب میں اپنی بات ختم کرتا ہوں، آپ کا بہت بہت شکریہ! صاحب بندگی، صاحب بندگی، صاحب بندگی۔

☆☆☆